37

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿٣٣﴾ الاحزاب

شانِ اہلِ بیت رضی اللہ عنہم

تالیف ابو حمزہ عبدالخالق صدیقی

ترتیب، تخریج واضافہ حافظ حامد محمود الخضری تقریظ شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی

انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور

فہرست مضامین

❀ تقریظ ---------- 13

باب ۱.....نسب نامۂ نبوی

❀ پہلا حصہ ---------- 34

❀ دوسرا حصہ ---------- 35

❀ تیسرا حصہ ---------- 35

❀ اہل بیت سے مراد کون ہیں؟ ---------- 37

باب ۲.....فضائلِ اہلِ بیت قرآن کریم کی روشنی میں

باب ۳.....فضائلِ اہلِ بیت سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں

باب ٤.....صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نظر میں اہل بیت کا مقام و مرتبہ

❀ خلیفہ اوّل سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ---------- 58

❀ امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ---------- 60

❀ سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ---------- 66

❀ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ---------- 68

❀ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ---------- 68

❀ سیّدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ---------- 70

❀ سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ---------- 70

❀ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ---------- 71

❀ سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ---------- 72

❀ سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ---------- 73

❀ سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ---------- 74

❀ سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ ---------- 74

❀ سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ---------- 74

باب ۵.....اہلِ بیت کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت

❀ سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ---------- 75

❀ سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما ---------- 84

❀ سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما اور سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ اہم شرائط ---------- 87

❀ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ ---------- 87

❀ سیّدنا علی بن حسین زین العابدین رحمہ اللہ ---------- 88

❀ امام محمد باقر رحمہ اللہ ---------- 91

❀ امام جعفر صادق رحمہ اللہ ---------- 92

❀ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ---------- 94

باب ٦.....قرآن حکیم کی نظر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت

❀ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حقیقی مومن ہیں ---------- 96

❀ اللہ تعالیٰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرتا ہے ---------- 98

❀ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بخش دیا گیا ہے ---------- 99

❀ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے اجر عظیم ہے ---------- 100

❀ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کامیاب لوگ ہیں ---------- 100

❀ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دین کی وجہ سے ہی تکالیف دی گئیں ---------- 102

❀ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں محبت کرنے والے تھے ---------- 104

❀ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کافروں کے لیے سخت تھے ---------- 105

❀ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کردار نجات کے لیے معیار ہے ---------- 107

❀ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے دعا کرنے کا حکم ---------- 108

باب ۷.....رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت

باب ۸.....صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت توراۃ وانجیل میں

باب ۹.....اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سسرالی رشتہ

- سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے درمیان سسرالی رشتے---------- 121
- پہلی شادی---------- 121
- دوسری شادی---------- 121
- تیسری شادی---------- 122
- چوتھی شادی ---------- 123
- پانچویں شادی---------- 123
- چھٹی شادی---------- 124
- سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے درمیان سسرالی رشتے ---------- 124
- پہلی شادی---------- 124
- دوسری شادی---------- 125
- تیسری شادی---------- 128
- سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے درمیاین سسرالی رشتے ---------- 129
- پہلی شادی---------- 130
- دوسری شادی---------- 130
- تیسری شادی---------- 130
- چوتھی شادی ---------- 131
- پانچویں شادی---------- 131
- چھٹی شادی---------- 132
- ساتویں شادی---------- 132
- آٹھویں شادی ---------- 133
- نویں شادی ---------- 133
- دسویں شادی---------- 133

- سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے درمیان سسرالی رشتے---------- 133
- پہلی شادی---------- 134
- دوسری شادی---------- 134
- تیسری شادی---------- 134
- سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے درمیانی سسرالی رشتہ داری------ 135
- سیّدنا ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے سسرالی رشتے ---------- 135
- پہلی شادی---------- 135
- دوسری شادی---------- 136
- تیسری شادی---------- 136
- چوتھی شادی ---------- 137
- سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے درمیانی سسرالی رشتہ ---------- 137
- سیّدنا ابوالعاص رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے درمیان سسرالی رشتہ ---------- 139
- سکینہ بنت سیّدنا حسین رضی اللہ عنہما اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان سسرالی رشتہ ---------- 140
- سیّدنا عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سسرالی رشتہ داری---------- 141
- اہل بیت کے پیارے پیارے اور پسندیدہ نام ---------- 141
- شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ ---------- 143

باب ۱۰.....اہل سنت کی اہل بیت سے محبت

- اہل سنت کا رافضیوں سے اظہارِ براءت ---------- 147
- اہل سنت کا ناصبیوں سے اظہارِ براءت ---------- 149
- سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ ---------- 150
- امام حسن بصری رحمہ اللہ ---------- 150
- امام شعبی رحمہ اللہ ---------- 150
- امام مالک (تبع تابعی) رحمہ اللہ ---------- 151
- امام اہل سنت احمد بن حنبل رحمہ اللہ ---------- 151

❀ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ---------- 152
❀ امام قرطبی رحمہ اللہ ---------- 152
❀ امام ابوبکر محمد بن الحسین الآجری رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۰ھ)---------- 153
❀ علامہ ذہبی رحمہ اللہ ---------- 153
❀ ابونعیم اصبہانی رحمہ اللہ ---------- 154
❀ خطیب بغدادی رحمہ اللہ ---------- 154
❀ علامہ اسفرائینی ---------- 155
❀ قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ ---------- 156
❀ شیخ صالح فوزان رحمہ اللہ ---------- 156
❀ سیّد ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ ---------- 157
❀ نواب محمد صدیق خان قنوجی رحمہ اللہ ---------- 161

باب ۱۱.....اہل بیت رضی اللہ عنہم کے حقوق وخصوصیات

❀ (پہلا حق) اہل بیت سے محبت کرنا ---------- 162
❀ (دوسرا حق) مالِ زکوٰۃ صدقات کی حرمت ---------- 163
❀ (تیسرا حق) مالِ غنیمت اور مالِ فے میں سے خمس کا حق ---------- 163
❀ (چوتھا حق) رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کے ساتھ اہل بیت پر بھی صلوٰۃ پڑھنا---- 167
❀ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آلِ محمد پر درود پڑھنے کے مقامات ---------- 171
❀ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آلِ محمد علیہ السلام پر درود وسلام بھیجنے کے فوائد---------- 173
❀ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھنے والوں کے لیے وعید ---------- 174

باب ۱۲.....اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سبّ وشتم کرنا

❀ کسی کی موت پر رخسار پیٹنے، گریبان چاک کرنے اور نوحہ کرنے کی شرعی حیثیت------ 184

باب ۱۳.....اہلِ بیت شخصیات کا تذکرہ

فصل ۱.....رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور پھوپھیاں

❀ سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب---------- 187

❀ سیّدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ---------- 191
❀ سیّدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا ---------- 192

فصل ۲ .....رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چچازاد اولاد

❀ سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ ---------- 194
❀ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے بہن بھائی ---------- 194
❀ سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے شادی ---------- 194
❀ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی مختلف بیویوں سے اولاد ---------- 194
❀ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی مختلف لونڈیوں سے اولاد ---------- 195
❀ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ---------- 195
❀ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اہل بیت میں شامل ہیں ---------- 196
❀ شانِ علی رضی اللہ عنہ بزبانِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم ---------- 198
❀ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے تعلق ---------- 198
❀ بغضِ علی اصل میں بغضِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے ---------- 198
❀ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں افراط وتفریط کرنے والا شخص ہلاک ---------- 199
❀ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور خشیت الٰہی ---------- 199
❀ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے تعلق ---------- 200
❀ بیعتِ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ---------- 200
❀ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور خلافت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ---------- 201
❀ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی زبانی شانِ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ---------- 201
❀ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور خلافتِ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ---------- 203
❀ شہادت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ ---------- 205
❀ سیّدنا جعفر بن ابوطالب رضی اللہ عنہ ---------- 205
❀ سیّدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ ---------- 207
❀ سیّدنا عقیل بن ابوطالب رضی اللہ عنہ ---------- 208

❀ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ---------- 209
❀ سیّدنا عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ---------- 212
❀ سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہما ---------- 213
❀ سیّدنا قثم بن عباس رضی اللہ عنہما ---------- 214
❀ سیّدنا علی بن عبداللہ بن عباس رحمہ اللہ ---------- 215
❀ معتب رضی اللہ عنہ بن ابولہب ---------- 215
❀ عتبہ رضی اللہ عنہ بن ابولہب ---------- 215
❀ سیّدہ دُرّہ رضی اللہ عنہا بنت ابی لہب ---------- 216

فصل ۳.....امہات المومنین علیہا السلام

❀ امہات المومنین رضی اللہ عنہن اور ان سے مروی روایات کی تعداد کا جدول ---------- 218
❀ ۱۔ام المومنین سیّدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ---------- 219
❀ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیّدہ خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا سے اولاد ---------- 223
❀ ۲۔ام المومنین سیّدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا ---------- 224
❀ ۳۔سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ---------- 225
❀ دنیا اور آخرت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی اور مومنوں کی ماں ہونے کا اعزاز ------- 230
❀ فقہ الحدیث کی عالمہ ---------- 231
❀ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت زیادہ محبوب ---------- 232
❀ عاجزی وانکساری ---------- 232
❀ جبریل علیہ السلام کا سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام ---------- 234
❀ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں دعا ---------- 234
❀ مفسرۂ قرآن ---------- 235
❀ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا صدقہ وخیرات تقسیم کرنا ---------- 236
❀ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا امہات المومنین سے محبت کرنا ---------- 237
❀ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خشیت الٰہی ---------- 237

- نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا گھر ---------- 238
- اہل علم کے اقوال ---------- 239
- ۴۔ام المومنین سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا ---------- 239
- سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر کا نقشہ اور ان پر درود ---------- 240
- فضائل ومناقب ---------- 241
- ۵۔ام المومنین سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ---------- 242
- فضائل ومناقب ---------- 242
- ۶۔سیدہ زینب بنت خزیمہ بن حارث بن عبداللہ الہلالیہ رضی اللہ عنہا ---------- 248
- ۷۔ام المومنین سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ---------- 249
- فضائل ومناقب ---------- 250
- ۸۔ام المومنین سیّدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا ---------- 251
- فضائل ومناقب ---------- 252
- ۹۔ام المومنین سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ---------- 254
- فضائل ومناقب ---------- 254
- ۱۰۔ام المومنین سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حیی بن اخطب ---------- 256
- ۱۱۔ام المومنین سیّدہ میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا ---------- 257

فصل ٤ ..... رسول اللہ ﷺ کی صاحب زادیاں علیہا السلام

- ۱۔سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا ---------- 262
- سیّدہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ ---------- 265
- سیّدہ ام کلثوم بنت رسول اللہ ﷺ ---------- 267
- سیّدہ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ ---------- 269
- سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اسمائے گرامی ---------- 269
- فضائل ومناقب ---------- 270
- سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا گھر ---------- 276

فصل ۵..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے نواسیاں

- سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بن سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ---------- 277
- ۲۔عبداللہ بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما ---------- 279
- سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما ---------- 279
- سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما ---------- 290
- شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ ---------- 296
- میدان کربلا میں صبر واستقامت ---------- 300
- پہلا واقعہ ---------- 301
- دوسرا واقعہ ---------- 301
- تیسرا واقعہ ---------- 301
- چوتھا واقعہ ---------- 302
- پانچواں واقعہ ---------- 302
- چھٹا واقعہ ---------- 303
- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کا سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ ---------- 304
- کوکوفہ جانے سے روکنا ---------- 304
- ۱۔سیدنا عبداللہ بن عباس ہاشمی قریشی رضی اللہ عنہما ---------- 304
- ۲۔سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ---------- 304
- ۳۔سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ---------- 305
- ۴۔سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ---------- 305
- ۵۔مشہور شاعر فرزدق ---------- 306
- سانحۂ کربلا میں شہید ہونے والوں کے اسمائے گرامی ---------- 309
- شہادت کے روز دسویں محرم کا مشہور خطبہ ---------- 309
- ۶۔سیّدہ امامہ رضی اللہ عنہا بنت زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ---------- 312
- ۹۔سیّدہ ام کلثوم بنت فاطمہ وعلی رضی اللہ عنہما ---------- 313

فصل ٦.....حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کی اولاد واحفاد

- سیّدنا علی بن حسین زین العابدین رحمہ اللہ ---------- 315
- امام محمد باقر بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم ---------- 317
- امام جعفر صادق بن محمد باقر رحمہ اللہ ---------- 319
- امام جعفر صادق (والدہ والد)---------- 321
- امام موسیٰ کاظم بن جعفر صادق رحمہ اللہ ---------- 322
- امام علی الرضا بن موسیٰ کاظم رحمہ اللہ ---------- 323
- امام محمد الجواد بن علی الرضا رحمہ اللہ ---------- 324
- امام علی الہادی النقی (علی بن محمد بن علی)---------- 325
- حسن بن علی العسکری رحمہ اللہ ---------- 326
- سیّدنا حسن بن زید بن حسن رضی اللہ عنہم---------- 327
- سیّدنا حسن بن زید بن حسن بن علی رضی اللہ عنہم کا گھر---------- 327
- سیّدنا محمد بن علی بن ابی طالب رحمۃ اللہ علیہ ---------- 327
- مہدی منتظر کا عقیدہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک---------- 328

❀❀❀❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

الحمد للّٰہ رب العالمین ، و العاقبة للمتقین ، و لا عدوان إلا علی الظالمین ، و الصلوة و السلام علی أشرف الأنبیاء و سید المرسلین و علی آله و صحبه و أهل طاعته أجمعین .

امت محمد یہ علی صاحبها الف الف تحیة کے خصائص ومزایا میں ایک خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے وسطیت اور اعتدال پر قائم رکھا ہے:

﴿وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ .... الآية﴾ (البقرة: ١٤٣)

''اور اس طرح ہم نے تمہیں ایک معتدل اور بہترین امت بنایا تا کہ تم لوگوں کے بارے میں گواہی دو۔''

وسطیت و اعتدال کا یہ پہلو تمام امور میں موجود ہے، خواہ ان کا تعلق عقیدہ سے ہو یا احکام سے۔

مثال کے طور پہ انبیاء کرام رضی اللہ عنہم کے تعلق سے یہودیوں کے منہج میں جفا پائی جاتی ہے، قرآن حکیم نے بتلایا ہے کہ یہود نے بہت سے انبیاء کی تکذیب کی اور بہت سوں کو قتل تک کر دیا۔ اس کے برعکس نصاریٰ کے منہج میں انبیاء سے محبت کا پہلو تو ہے مگر انتہائی غلو کے ساتھ، جیسا کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام سے ایسا اظہارِ محبت کیا کہ انہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ الٰہ مقرر کر لیا۔

اہل اسلام کے منہج میں وسطیت ہے جو یہود کی افراط اور نصاریٰ کی تفریط کے مابین ہے، چنانچہ مسلمان انبیاء کرام پر ایمان رکھتے ہیں اور کسی غلو کے بغیر ان سے محبت بھی کرتے ہیں۔

احکام کے اندر اسلام کی وسطیت کی مثال یہ ہے کہ یہود اپنی عورتوں کو ایام حیض کے

دوران اپنے سے جدا کر دیتے تھے اور ان کا کھانا پینا بھی الگ تھلگ کر دیتے تھے، جبکہ عیسائیوں کے اندر اس حوالے سے اس قدر کوتاہی پائی جاتی تھی کہ وہ دورانِ حیض اپنی بیویوں سے جماع بھی درست قرار دیتے تھے۔

اس معاملے میں ہم مسلمانوں کا منہج وسطیت پر قائم ہے، ہمارے اندر نہ تو وہ افراط ہے جس میں یہود مبتلا تھے اور نہ ہی وہ تفریط جو نصاریٰ کے اندر پائی جاتی تھی۔

جس طرح دینِ اسلام میں دیگر تمام ادیان کے مقابلے میں منہج اعتدال پایا جاتا ہے، اسی طرح اسلام کے اندر جو بہت سی جماعتیں ہیں، ان میں سے جماعتِ حقہ و طائفہ منصورہ اہل السنۃ والجماعۃ (اہل حدیث) وہ جماعت ہے جس کے منہج میں بقیہ جماعتوں کے مقابلے میں وسطیت و اعتدال موجود ہے:

مثلاً: اسماء وصفات کے باب میں اہل السنۃ کا عقیدہ جہمیہ کے افراط اور مشبہہ کی تفریط کے مابین ہے۔ یعنی جہمیہ نے تشبیہ کے محذور سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء وصفات کا انکار کر دیا، اسی بنا پر انہیں نفاۃ اور معطلہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، جبکہ مشبہہ نے اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کو اس طرح مان لیا کہ ہر صفت میں خالق کو مخلوق کے مشابہ قرار دے دیا۔

اس باب میں اہل السنۃ کا عقیدہ اعتدال پر قائم ہے، چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات، جو کہ کتاب وسنت میں مذکور ہیں پر ایمان رکھتے ہیں، کسی تشبیہ یا تمثیل کے بغیر، اہل السنۃ کا اثبات بلاتشبیہ ہے اور تنزیہ بلاتعطیل ہے اور اس تمام عقیدہ کی اساس، اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ۝﴾ (الشوری: ۱۱)

''کوئی چیز اس کے مانند نہیں ہے۔''

اسی طرح افعال عباد کے تعلق سے اہل السنۃ کا منہج، اعتدال پر قائم ہے، اس باب میں دو فرقے الحاد کا شکار بنے: ایک جبریہ، جو بندوں کو مجبورِ محض مانتے ہیں اور ہدایت و گمراہی کے تعلق سے ان کے ہر اختیار کی نفی کرتے ہیں۔

دوسرے قدریہ، جو اللہ تعالیٰ کے علم سابق کی نفی کرتے ہوئے، تقدیر کا انکار کرتے ہیں۔

اہل السنۃ کا منہج ان دونوں کے بین بین ہے، وہ ہدایت یا گمراہی کے اختیار کے تعلق سے، مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخیّر قرار دیتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع اور نوشتۂ تقدیر کے مطابق چلنے والا قرار دیتے ہیں۔ ان کے اس عقیدے کی اساس، اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ o وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ o﴾ (التکویر: ۲۸-۲۹)

''تم میں سے اُن لوگوں کے لیے جو راہِ راست پر چلنا چاہیں اور تم کچھ چاہ نہیں سکتے جب تک کہ اللہ نہ چاہے جو سارے جہان کا رب ہے۔''

پہلی آیت بندے کے اختیار پر دال ہے، جبکہ دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کی مشیت کا ذکر ہے، جس کا ہر بندہ تابع ہے اور جس کا ہر فیصلہ تقدیر میں مکتوب ہے۔

اسی طرح اہل السنۃ والجماعۃ وعدہ اور وعید کے باب میں مرجئہ اور خوارج ومعتزلہ کے عقائد میں پائی جانے والی افراط وتفریط سے یکسر بیزار ہیں اور ان کا منہج اس باب میں بھی وسطیت واعتدال پر قائم ہے۔

آلِ رسول ﷺ واصحابِ رسول ﷺ سے محبت کے تعلق سے اہل السنۃ و الجماعۃ کا منہجِ اعتدال:

اس باب میں بھی بہت سے فرقے الحاد وضلالت کا شکار ہوئے، ایک طرف وہ نواصب یا خوارج ہیں، جن کے دن رسول اللہ ﷺ کی آل کے تعلق سے بغض وعداوت سے بھرے ہوئے ہیں، دوسری طرف وہ روافض ہیں جو اہلِ بیت سے محبت تو کرتے ہیں، لیکن ان کی یہ محبت بہت سے غلو پر قائم ہے، وہ غلو جو ہر دور میں الحاد کے پودوں کی آبیاری کرتا رہا، جس سے کتاب وسنت نے بار بار روکا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ﴾ (النساء: ۱۷۱)

''اے اہل کتاب! تم اپنے دین میں غلو سے کام نہ لو۔''

ارشادِ نبوی ہے:

((اِیَّاکُمْ وَ الْغُلُوَّ فَاِنَّمَا اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ)) ❶

''تم غلو سے بچو کیونکہ تم سے پہلے کئی لوگ غلو کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔''

روافض اور نواصب کی اس روش میں یہود و نصاریٰ سے تشبہ کا پہلو موجود ہے۔

یہودی اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتے تھے، مگر نصاریٰ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان تو کجا، ان کے خلاف عداوت نصب کیے بیٹھے تھے، یہی روش نصاریٰ کی تھی جو اپنے نبی عیسیٰ علیہ السلام کو مانتے تھے، مگر یہود کے نبی موسیٰ علیہ السلام کو جھٹلاتے تھے۔

جبکہ اہل اسلام اپنے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان رکھتے ہیں، یہودیوں کے نبی موسیٰ علیہ السلام پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور نصاریٰ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور یہ ہمارے منہجِ وسطیت و اعتدال کی انتہائی روشن اور قوی دلیل ہے۔

اہل السنۃ کا منہج اس حوالہ سے بھی انتہائی سدید ہے، چنانچہ نواصب کے دلوں میں اہلِ بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف عداوت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، جبکہ روافض کے دلوں میں اہلِ بیت سے محبت تو موجود ہے، مگر اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق سے انتہائی عداوت و نفرت کا پہلو موجود ہے، جس کا اظہار وہ طرح طرح کے سب و شتم سے کرتے ہیں۔

الحمد للہ اہل السنۃ والجماعۃ کے منہج میں اہلِ بیت رسول سے بھی محبت کا عقیدہ موجود ہے اور تمام اصحابِ رسول سے محبت کا بھی واضح منہج موجود ہے اور یہ محبت ہر قسم کے غلو سے پاک ہے، بالکل ویسی ہی محبت جیسی اللہ اور اس کے رسول نے چاہی۔

اہل البیت سے مراد عند الجمہور وہ لوگ ہیں جنہیں زکوٰۃ دینا حرام ہے۔

ایک قول کے مطابق یہ بنو ہاشم ہیں، دوسرے قول کے مطابق یہ بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب ہیں۔

---

❶ مسند احمد: ۱/۳۴۷۔ مستدرك حاكم: ۱/٤٦٦.

دوسرا قول زیادہ راجح ہے؛ کیونکہ صحیح بخاری کی ایک حدیث کے مطابق، رسول اللہ ﷺ نے بنو ہاشم اور بنوعبدالمطلب کو ایک ہی قرار دیا ہے۔

ازواجِ مطہرات (امہات المومنین) بھی اہل البیت میں شامل ہیں، ان کی شمولیت باعتبارِ نسب یا قرابت نہیں، بلکہ باعتبارِ زوجیت ہے، اور ان کے لیے رسول اللہ ﷺ کی ازواج ہونا، ایک بہت بڑا شرف ہے، کیونکہ وہ نبی رضی اللہ عنہم سے شادی کے بندھن سے منسلک ہوکر دنیا وآخرت میں رسول اللہ ﷺ کی بیویاں ہونے کا شرف حاصل کرچکی ہیں۔

ویسے بھی لفظِ اہل یا آل کے کتاب وسنت میں جو بہت سے استعمالات ہیں، ان میں سے ایک استعمال بیوی کے لیے بھی ہے:

﴿اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِاَهْلِهٖٓ اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا﴾ (النمل: ۷)

''جب موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میں نے ایک آگ دیکھی ہے۔''

یہاں اہل سے مراد، موسیٰ علیہ السلام کی بیوی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام اور ان کی بیوی کے بارے میں فرمایا:

﴿رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۝﴾

(هود: ۷۳)

''اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تم اہل بیت کے لیے ہیں، وہ بے شک لائق حمد وثنا، بزرگی والا ہے۔

ہم اہل السنۃ والجماعۃ تمام اہل البیت سے محبت رکھتے ہیں اور تمام صحابہ کرام سے بھی؛ کیونکہ اہل البیت سے محبت بھی شرعی نصوص سے ثابت ہے اور صحابہ کرام سے محبت بھی کتاب وسنت سے ثابت ہے۔

چونکہ یہ تفصیل کا مقام نہیں، لہٰذا ہم اہل البیت سے محبت کی فرضیت کے لیے ایک حدیث کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں:

((عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فِينَا خَطِيبًا

بِمَآءٍ يُدْعٰى خُمًّا، بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ، وَوَعَظَ وَذَكَّرَ، ثُمَّ قَالَ: اَمَّا بَعْدُ، اَلَا اَيُّهَا النَّاسُ! فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ اَنْ يَّاْتِيَ رَسُولُ رَبِّي فَاُجِيبَ، وَاَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ، اَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ، فِيهِ الْهُدٰى وَالنُّورُ، فَخُذُوا بِكِتَابِ اللّٰهِ، وَاسْتَمْسِكُوا بِهٖ، فَحَثَّ عَلَى كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: وَاَهْلُ بَيْتِي، اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِي، اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِي، اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِي)) [1]

''زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ اور مدینہ کے درمیان، پانی کے ایک تالاب، جس کا نام ''خم'' مذکور ہے، کے پاس کھڑے ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا، آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان فرمائی اور کچھ نصیحتیں ارشاد فرمائیں اور فرمایا: اما بعد! اے لوگو! خبردار میں ایک بشر ہوں اور عنقریب میرے پاس اللہ تعالیٰ کا قاصد آنے والا ہے، جس پر میں لبیک کہوں گا (پیامِ اجل کی طرف اشارہ ہے) میں تمہارے بیچ ''دو بھاری امانتیں'' چھوڑے جا رہا ہوں، ایک کتاب اللہ جو ہدایت و نور سے لبریز ہے، اسے خوب مضبوطی سے تھام لینا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب اللہ کو تھامے رکھنے کی خوب ترغیب دلائی۔ پھر فرمایا دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں، میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں خوب نصیحت کرتا ہوں، میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں خوب نصیحت کرتا ہوں، میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں خوب نصیحت کرتا ہوں۔''

یہ حدیث اہل بیت کی تکریم کے تعلق سے زبردست وصیت اور ان کی محبت، توقیر و تعظیم اور حقوق کی ادائیگی کی تاکید پر مشتمل ہے۔

---

[1] صحيح مسلم، رقم: ٢٤٠٨.

اہل البیت کی تکریم وتعظیم اور تفضیل وتجلیل پر اجتماعی اور انفرادی بہت سے نصوص موجود ہیں، جن سے اہل السنۃ کی کتب بھری پڑی ہیں، یہ ان کے استیعاب کا محل نہیں ہے۔

اصحابِ رسول ﷺ کی تکریم وتوقیر اور ان سے وجوبِ محبت:

((عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَ لَا نَصِيْفَهٗ)) [1]

''ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے صحابہ میں سے کسی کو اپنی گالی کا نشانہ مت بناؤ؛ تم لوگ اگر اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کر دو تو ان کے ایک پاؤ کے نفقہ کے اجر کو بھی نہیں پا سکتے۔''

یہی حدیث صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے مروی ہے، جس میں آپ ﷺ نے دوبارہ فرمایا کہ میرے صحابہ کو گالی مت دو، پھر فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم لوگ اگر احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کر دو تو ان کے ایک پاؤ کے نفقہ کے اجر کو بھی نہیں پا سکتے۔

متعدد طرق سے یہ روایت ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے سب سے بہترین زمانہ اپنا اور صحابہ کرام کا زمانہ قرار دیا ہے۔

ان تمام نصوص کا تقاضا یہی ہے کہ ہم آل رسول سے بھی محبت کریں اور اصحاب رسول سے بھی۔

قرونِ اولیٰ میں محبت کے یہ تمام مظاہر موجود تھے، جس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ اہل بیت اور اصحاب رسول کے مابین کئی نسلوں تک رشتہ داریاں قائم ہوتی رہیں، باہمی محبت و اعتماد اور دین داری کے اثبات کے لیے اس سے بڑا کیا ثبوت ہوسکتا ہے؟

ان رشتوں اور قرابتوں کے اثبات کے بعد صحابہ کرام کی شان میں گستاخی یا تبرا کا کوئی

---

[1] صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، رقم: ٣٦٧٣.

جواز باقی بچتا ہے؟ اسی حوالے سے اہل السنۃ اور اہل تشیع کی کتب سے انہی قرابتوں اور رشتے داریوں کا ذکر کیا جاتا ہے اور ان لوگوں کو اپنی روش پر نظر ثانی کی دعوت دی جاتی ہے، جن کے دل صحابہ کرام کے بغض سے لبریز ہو چکے ہیں۔ و باللہ التوفیق

بہت سے لوگ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور آل بیت اطہار کے مابین قائم قرابتوں اور رشتہ داریوں سے ناواقف ہیں، ہم ذیل میں ان بعض قرابتوں کا ذکر کرتے ہیں، شاید کہ وہ لوگ جن کے دل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بغض سے لبریز ہیں اور آل بیت سے محبت کے دعوے دار ہیں، اپنی روش پر نظر ثانی پر مجبور ہو سکیں؛ کیونکہ آل بیت کی یہ رشتہ داریاں جن کا تعلق مصاہرت سے ہے، ان کی صحابہ کرام سے محبت کی واضح دلیل قرار پائیں گی اور یہ بات معلوم ہے کہ ہم جس سے بھی محبت کا دعویٰ کریں، اس کی صداقت اور کاملیت تب ہی ثابت ہو گی جب ان سے بھی محبت کریں جن سے اسے محبت ہو۔

آلِ بیت اطہار اور آل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مابین قائم ہونے والی رشتہ داریاں:

خلیفہ اول و راشد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اہلِ بیت سے جس قدر محبت تھی اس کا اندازہ ان کے اس قول سے لگا لیا جائے، آپ فرمایا کرتے تھے:

((وَ الَّـذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ! لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ أَحَبُّ إِلَیَّ مِنْ أَنْ أَصِلُ مِنْ قَرَابَتِیْ)) [1]

''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! رسول اللہ ﷺ کی قرابت داریوں کو جوڑنا مجھے اپنے رشتوں کو جوڑنے سے زیادہ پسند اور محبوب ہے۔''

آپ فرمایا کرتے تھے:

((اُرْقُبُوْا مُحَمَّدًا فِیْ اَھْلِ بَیْتِہٖ))

''محمد ﷺ کی مبارک صورت دیکھنی ہو تو آپ کے اہل بیت کو دیکھ لیا کرو۔''

ایک دن حسن رضی اللہ عنہ اپنے والد علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حسن رضی اللہ عنہ کو

[1] صحیح بخاری، کتاب المغازی.

اپنے ہاتھوں سے اٹھا لیا اور انہیں پیار کرتے ہوئے یہ جملہ کہتے رہے:

((شَبِيْهًا بِالنَّبِيِّ وَ لَيْسَ شَبِيْهًا بِعَلِيٍّ)) [1]

''یہ تو نبی ﷺ کے ہم شکل ہیں، اپنے والد علی کے نہیں۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ یہ سن کر مسکراتے رہے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اہل بیت اطہار سے قوی تعلق وقرابت، امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے اس قول سے عیاں ہے:

((وَلَدَنِيْ اَبُوْبَكْرٍ مَّرَّتَيْنِ))

''مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دو بار پیدا کیا ہے۔''

ان کے اس قول کا سبب یہ ہے کہ امام جعفر صادق رحمہ اللہ کا والد کی طرف سے نسب یوں ہے: جعفر الصادق بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب اور والدہ کی طرف سے ان کے نسب کی تفصیل یہ ہے کہ ان کی والدہ ام فروہ، قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں، جبکہ ام فروہ کی والدہ، اسماء بنت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، تو گویا امام جعفر صادق کی والدہ ام فروہ کا نسب والد کی طرف سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے اور والدہ کی طرف سے بھی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔

اسی لیے امام جعفر صادق رحمہ اللہ نے یہ بات کہی کہ مجھے ابوبکر نے دو بار پیدا کیا ہے۔

امام جعفر صادق کے اس قول کے اسلوب پر غور کیجیے، کس قدر فخر اور تحدیثِ نعمت کا انداز نمایاں ہو رہا ہے اور ظاہر ہے ایک صالح اور متقی انسان، ہر اس تعلق داری پر اظہارِ مسرت اور اظہارِ فخر کرتا رہے گا جو اسے صالحین اور متقین اسلاف کی لڑی سے منسلک کر دے، امام جعفر کو ان کے ہمیشہ ہمیشہ کے صدقِ مقام کی وجہ سے صادق کے لقب سے ملقب کیا گیا، اور وہ اپنے جس دادا (ابوبکر رضی اللہ عنہ) سے اپنے دہرے تعلق کا فخریہ انداز سے اظہار فرمایا کرتے تھے، وہ دربارِ نبوت سے ''صدیق'' جیسے عظیم لقب سے ملقب ہوئے، اور یہ

---

[1] صحيح بخاری.

لقب انہیں ان کی صداقت، امانت اور ہر مرحلہ پر رسول کریم ﷺ کے ہر ہر فرمان کی تصدیق پر حاصل ہوا۔

امام جعفر صادق کو عمود الشرف کا لقب بھی حاصل ہے، جس کا معنی یہ ہے کہ انہیں باعتبارِ نسب انتہائی قوی قسم کا شرف عطا ہوا ہے، چنانچہ اپنے والد کی طرف سے ہاشمی ٹھہرے اور اپنی والدہ کی طرف سے ان کا تعلق آلِ صدیق سے قائم ہوا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مابین انتہائی قوی رشتے قائم تھے۔

۱۔ سب سے زیادہ وثیق، قوی اور مبارک رشتہ یہ قائم ہوا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی سیدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا سے سید الاولین و الآخرین جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے نکاح کیا اور انہیں بنصِ قرآنی ام المومنین ہونے کا شرف حاصل ہوا، نبی ﷺ کے عقد میں یہ واحد باکرہ خاتون تھیں، ان سے نکاح سے قبل متعدد بار آپ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ جبریل امین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ایک ریشمی غلاف میں لپیٹ کر لائے اور ان کا چہرہ دکھا کر فرمایا:

((اِنَّهَا زَوْجَتُكَ فِی الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ))

''یہ دنیا میں اور قیامت کے دن آپ کی بیوی ہیں۔''

جب ایک بار عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ کو سب سے زیادہ محبت کس سے ہے؟ تو فرمایا: عائشہ سے۔ پوچھا: مردوں میں سے کس سے ہے؟ فرمایا: عائشہ کے والد سے۔

۲۔ سیدنا جعفر بن ابی طالب الطیار رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد، ان کی بیوہ سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا (علی رضی اللہ عنہ کی بھابھی) کو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے نکاح میں لے لیا تھا اور ان سے ان کا بیٹا محمد بن ابی بکر پیدا ہوا۔

۳۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد، انہی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا، اسماء کے ساتھ ان کا بیٹا محمد بن ابی بکر بھی تھا۔ جسے

علی رضی اللہ عنہ کے ربیب ہونے کا شرف حاصل ہوا، گویا سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے ساتھ ساتھ ان کی بھی پرورش ہوئی، جنابِ علی فرمایا کرتے تھے:

((هُوَ ابْنِیْ مِنْ ظَهْرِ اَبِیْ بَكْرٍ))

''یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پشت سے ہے لیکن میرا بیٹا ہے۔''

جناب علی رضی اللہ عنہ کی ان سے محبت اور حسنِ اعتماد کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ انہوں نے انہیں مصر کی گورنری تفویض فرمائی تھی۔

تاریخ کی شہادت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جب فارس فتح ہوا تو فارس کے حکمران یزدجرد بن شہریان کی دو بیٹیوں کو گرفتار کر کے دار الخلافہ مدینہ منورہ پہنچا دیا گیا، یہ دونوں خواتین راستے میں اسلام قبول کر چکی تھیں، جس وقت یہ دونوں امیر المومنین کے پاس پہنچیں، اس وقت بہت سے صحابہ آپ کے اردگرد تشریف فرما تھے، امیر المومنین نے اس موقع پر اپنا مشہور قول ارشاد فرمایا:

((بِنَاتُ كِرَامٍ مِنْ أُصُوْلِ كِرَامٍ لَا يَسْتَحَقُّهُنَّ اِلَّا الْكِرَامُ))

''یہ معزز بیٹیاں، معزز نسب سے تعلق رکھتی ہیں، انتہائی معزز لوگ ہی ان کے حق دار ہو سکتے ہیں۔''

یہ باب امیر المومنین نے جناب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر فرمائی تھی، پھر ان دونوں خواتین کو ان کے حوالے کر دیا۔ (گویا امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جنابِ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل کو انتہائی معزز شمار کرتے تھے)۔

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ایک خاتون کو اپنے بیٹے حسین کے سپرد کر دیا، جبکہ دوسری اپنے ربیب یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے محمد کے حوالے، پھر ان دونوں خواتین سے، ان کا باقاعدہ نکاح کر دیا گیا، (گویا جنابِ علی رضی اللہ عنہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل وعیال کو انتہائی معزز قرار دیتے تھے، جبھی تو ان میں سے ایک خاتون، محمد بن ابی بکر کے حوالے کر دی تھی) جو خاتون حسین رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئی، اس سے امام زین

العابدین پیدا ہوئے، جبکہ محمد بن ابی بکر کے عقد میں آنے والی خاتون کے بطن سے قاسم بن محمد نے جنم لیا، یوں یہ دونوں خالہ زاد بھائی ہوئے۔

آگے چل کر حسین کے پوتے محمد کا، محمد بن ابی بکر کی پوتی، ام فروہ سے نکاح ہوا، جن سے امام جعفر الصادق رحمہ اللہ پیدا ہوئے۔ یہاں پہنچ کر ایک انتہائی ٹھوس اور نا قابلِ انکار تاریخی شہادت ہمارے سامنے واضح ہوتی ہے او وہ یہ کہ امام جعفر الصادق رحمہ اللہ کی والدہ ام فروہ کے باپ کی طرف سے دادا محمد بن ابی بکر ہیں اور ماں کی طرف سے ان کے دادا عبدالرحمٰن بن ابی بکر ہیں، اور محمد اور عبدالرحمٰن دونوں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سگے بھائی تھے، اس طرح ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے امام جعفر صادق کا خونی رشتہ ثابت ہوا۔

اس خونی رشتہ سے بڑھ کر، ایک اور رشتہ ثابت ہوتا ہے اور وہ تعلمِ علم جیسا عظیم اور مقدس رشتہ ہے، چنانچہ امام جعفر الصادق رحمہ اللہ نے اپنے علم کا بہت سا حصہ جناب عروہ بن زبیر رحمہ اللہ سے حاصل کیا تھا اور عروہ بن زبیر، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ملازم شاگردوں میں شمار ہوتے ہیں، یوں امام جعفر صادق کا ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے انتہائی قوی اور وثیق تعلق ثابت ہوا۔ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ)

ہم ملخصاً اُن قرابتوں اور رشتوں کا ذکر کیے دیتے ہیں جو آلِ بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آل ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مابین قائم ہوئے:

۱۔ محمد بن عبداللہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی سیدہ عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔

۲۔ حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبدالرحمٰن کی بیٹی حفصہ سے نکاح کیا۔

۳۔ اسحاق بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے قاسم بن محمد کی بیٹی ام حکیم سے نکاح کیا۔

۴۔ محمد الباقر بن علی زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم نے ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے قاسم بن محمد کی بیٹی ام فروہ سے نکاح کیا۔

۵۔ موسیٰ الجون بن عبداللہ المحض بن الحسن المثنیٰ بن الحسن السبط بن امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے عبداللہ بن عبدالرحمٰن کی پڑپوتی ام سلمہ بنت محمد بن طلحہ بن عبداللہ سے نکاح کیا۔

۶۔ اسحٰق بن عبداللہ بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب نے کلثم بنت اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم سے نکاح کیا۔

آلِ بیت کے آلِ صدیق سے ان چھ رشتوں میں ایک بات انتہائی قابلِ غور ہے اور وہ یہ ہے کہ ان تمام رشتوں میں خاوند، آلِ بیت سے ہوا اور بیوی آلِ صدیق سے۔

عموماً شادی کا پیغام لڑکے کی طرف سے جاتا ہے، چنانچہ شوہر اپنے نکاح کے لیے نیک بیوی کا انتخاب کر کے پیغامِ نکاح بھیجتا ہے، تو گویا مذکورہ چھ قرابتوں میں آلِ بیت کی طرف سے آلِ ابی بکر میں سے رشتے طلب کیے گئے، یہ طلب اس بات کی دلیل ہے کہ آلِ بیت الاطہار، کس قدر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے خاندان سے محبت کرتے تھے، نیز ان کے قوی دین اور تقویٰ کے معترف تھے؛ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین دار خاتون سے نکاح کی ترغیب دی ہے:

((عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَ لِحَسَبِهَا وَ لِجَمَالِهَا وَ لِدِيْنِهَا فَاظْفُرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ)) [1]

''ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عورت سے چار امور کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے: (۱) اس کے مال کی وجہ سے، (۲) اس کے حسب ونسب کی وجہ سے (۳) اس کے حسن و جمال کی وجہ سے (۴) اور اس کے دین کی وجہ سے، تم دین دار عورت کو ترجیح دو۔''

---

[1] صحيح مسلم.

اسی طرح عورت کے اولیاء الامور کو ہدایت ہے کہ جب ان کی بیٹی کا کوئی دین دار رشتہ آ جائے تو وہ انکار نہ کریں:

((اِذَا جَاءَ كُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِيْنَهٗ وَ خُلُقَهٗ..... الحديث))

''جب تمہاری بیٹی کا ایسا رشتہ آ جائے جس کا دین اور اخلاق پسندیدہ ہو تو اسے قبول کرلو، ورنہ فسادِ کبیر کا اندیشہ ہے۔''

ان احادیث سے یہ بات عیاں ہوگئی کہ آلِ بیت سے مختلف افراد کا، اپنے نکاح کے لیے آلِ ابی بکر صدیق کی خواتین کا انتخاب، اس بات کی دلیل ہے کہ وہ ان کے دین اور تقویٰ کے معترف تھے اور آلِ ابی بکر کا ان تمام رشتوں کو قبول کرنا اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ وہ بھی آل بیت کے دین، تقویٰ اور حسنِ خلق کے معترف تھے۔ ان پاکیزہ رشتوں اور قرابتوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پوری طرح منطبق ہو رہا ہے:

﴿وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبَاتِ﴾ (النور: ٢٦)

ایک امرِ ملحوظ یہ بھی ہے کہ ان میں سے بیشتر رشتے، اُن حوادث کے بعد معرضِ وجود میں آئے، جن حوادث کو بعد میں آنے والے لوگوں نے اپنی اہواءِ فاسدہ کی بنا پر آپس کے بگاڑ کا سبب قرار دے ڈالا، بلکہ صحابہ کرام پر سب وشتم اور طعنہ زنی کے دروازے کھول ڈالے، مثلاً: قضیۂ فدک، جنگِ جمل، جنگ صفین اور واقعۂ کربلا۔ و اللّٰه الْمُسْتَعَانُ .

افسوس! صحابہ کرام اور بالخصوص شیخین کریمین پر طعنہ زنی کے یہ دروازے آج تک کھلے پڑے ہیں، ذرا سا توقف اور تامل ہی کر لیا جائے کہ آلِ علی بن ابی طالب کی آلِ ابی بکر صدیق سے یہ تمام رشتہ داریاں کس میزان میں رکھی جائیں گی؟

آلِ بیت الاطہار اور آلِ سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے مابین قائم ہونے والی رشتہ داریاں:

امیر المومنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جن کے محاسن ومحامد لاتعداد ہیں، جنہیں دربارِ نبوت سے ''الفاروق'' کے لقب سے نوازا گیا، جن کے اسلام نے حق و باطل میں فرق و امتیاز

کی ایک اَنمٹ لکیر کھینچ دی، جن کا اسلام بھی علانیہ تھا اور ہجرت بھی۔

جن کے اسلام قبول کرنے نے، دینِ اسلام کی عزت و وقار اور شان وحشمت کو چار چاند لگا دیئے، جنہوں نے تقریباً آدھی دنیا پر اسلام کا پرچم لہرا دیا، سلطنتِ فارس و روم میں کسریٰ اور قیصر کی کمر توڑ دی، جن کا دورِ خلافت اس کرۂ ارضی سے کفر و ضلال اور طاغوت و وثنیت کے مٹنے اور توحید و سنت کے قائم ہونے نیز نظامِ عدل کے استوار ہونے کا ذریعہ ثابت ہوا۔

جو رسول کریم ﷺ کے انتہائی محبوبین ومقربین میں شمار ہوا کرتے تھے، جو زبانِ نبوت سے متعدد بار جنت کی بشارت جیسے عظیم مقام ومرتبہ کے مستحق قرار پائے۔

ان تمام زریں کارناموں اور روشن بشارتوں کے ساتھ ساتھ، انہیں ایک فضیلت و منقبت یہ حاصل ہوئی کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کے صدق واخلاص اور نصرتِ دین کو ملاحظہ فرمایا تو ان سے ان کی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کو اپنے نکاح کے لیے طلب فرمایا، اور یہ اس وقت ہوا جب حفصہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر جنگ بدر میں شہادت کے رتبہ پر فائز ہوئے۔

گویا حفصہ رضی اللہ عنہا کتنی بابرکت خاتون ہیں کہ ان کا پہلا شوہر جب شہید معرکہ بدر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے نعم البدل کے طور پر انہیں اکرم الخلائق، سیدِ اولادِ آدم محمد رسول اللہ ﷺ کی زوجیت کے شرف سے مشرف فرما دیا۔

یہ وہ پہلا رشتہ ہے جو بیت نبوت اور آلِ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے مابین قائم ہوا۔

دوسرا رشتہ جو آلِ بیت الاطہار اور سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے گھرانے کے مابین قائم ہوا وہ امیر المومنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا سیدنا علی بن ابی طالب اور سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی بیٹی ام کلثوم سے نکاح تھا۔

یہ رشتہ خود امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے طلب فرمایا تھا، جب جناب علی رضی اللہ عنہ نے اس رشتہ سے موافقت فرمالی تو امیر عمر رضی اللہ عنہ انتہائی خوش ہو کر صحابہ کرام کے پاس آئے اور فرمایا: تم مجھے مبارک باد کیوں نہیں دیتے؟

صحابہ نے پوچھا: امیر المومنین! کس بات کی؟ فرمایا: علی اور فاطمہ کی بیٹی ام کلثوم سے نکاح کی، مزید فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث سنی ہوئی ہے:

((كُلُّ نَسَبٍ وَ سَبَبٍ يَنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا سَبَبِيْ وَ نَسَبِيْ))

''قیامت کے دن ہر نسب و قرابت ٹوٹ جائے گی، سوائے میرے نسب اور قرابت کے۔''

چنانچہ اس رشتہ کے ذریعے میرے اور رسول اللہ ﷺ کے مابین رشتہ قائم ہو چکا ہے۔

اس بابرکت نکاح سے امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے بیٹے زید بن عمر پیدا ہوئے اور جناب زید بن عمر انتہائی فخریہ انداز سے یہ فرمایا کرتے تھے:

((اَنَا ابْنُ الْخَلِيْفَتَيْنِ))

''میں دو خلیفوں کا بیٹا ہوں۔''

ان کا اشارہ دو خلفاءِ راشدین رضی اللہ عنہما کی طرف ہے، ایک سیدنا عمر، دوسرے سیدنا علی رضی اللہ عنہما۔

یہ زید بن عمر اور ان کی والدہ ام کلثوم بنت علی ایک ہی حادثہ میں بوقت فجر رتبۂ شہادت سے مشرف ہوئے۔

ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما بعض اوقات فرمایا کرتی تھیں:

((مَا لِيْ وَ لِصَلَاةِ الْغَدَاةِ))

''فجر کی نماز کے ساتھ میرے کچھ رنج والم سے بھری یادیں وابستہ ہیں۔''

ان کا اشارہ دو واقعات کی طرف ہے: ایک ان کے شوہر امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی شہادت، دوسرا ان کے والد امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت۔

جبکہ وہ خود بھی اپنے بیٹے زید بن عمر کے ساتھ بوقت فجر ہی شہادت کے رتبہ پر فائز ہوئیں۔

آلِ بیت الاطہار اور آل عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم کے مابین قائم ہونے والی تیسری مصاہرت اس طرح قائم ہوئی کہ جناب حسین بن علی بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کا

نکاح سیدہ جویریہ بنت خالد بن ابی بکر بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب سے عمل میں آیا، گویا جناب حسین بن علی کے پوتے کے پوتے کا نکاح جناب عمر بن الخطاب کے پوتے کی پوتی سے منعقد ہوا۔ صدق اللہ تعالیٰ:

﴿وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ﴾ (النور: ٢٦)

''پاک باز عورتیں پاک باز مردوں کے لیے اور پاک باز مرد پاک باز عورتوں کے لیے۔''

آلِ بیت الاطہار اور آلِ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مابین قائم ہونے والی رشتہ داریاں:

امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جو خلفاءِ راشدین میں سے تیسرے خلیفۂ راشد ہیں، جن کا شمار سابقین اوّلین صحابہ کرام میں ہوتا ہے، جو ان دس صحابہ کی فہرست میں شامل ہیں جنہیں دنیا میں جنت کی بشارت دی گئی، جنہیں تاریخ منبعِ جود وسخا جیسے عظیم وصف سے جانتی اور پہچانتی ہے، جو ایسے پیکرِ شرم وحیا تھے کہ جن کی حیا کا فرشتے بھی احترام کرتے تھے، جنہوں نے بئرِ رومہ نامی کنواں اپنی جیب خاص سے خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا، جیشِ عسرہ کی تجہیز میں سب سے نمایاں تعاون آپ ہی کا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہجرتِ مدینہ سے قبل، ہجرتِ حبشہ کی توفیقِ عظیم مرحمت فرمائی، اسی لیے آپ کو تاریخ صاحب الہجرتین کے لقب سے یاد کرتی ہے، آپ ہی کی وجہ سے بیعتِ رضوان منعقد ہوئی، جس کی برکت سے تمام بیعت کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کا اعلان فرما دیا، نیز ان کے قلوب میں مستقر ان کے ایمان کی صداقت کی گواہی دے دی اور بطورِ صلہ فتحِ قریب یعنی خیبر ان کی جھولی میں ڈال دیا، جس کے بعد مسلمانوں کا فقر ختم ہوا اور انہیں پیٹ بھر کر کھانا نصیب ہوا۔

ایک ایسی سعادت ان کے حصہ میں آئی کہ ہمارے ناقص علم کے مطابق، اوّلین و آخرین میں سے کسی کو وہ سعادت نصیب نہیں ہوئی اور وہ یہ کہ سید الاولین والآخرین جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یکے بعد دو بیٹیاں آپ کے حبالۂ نکاح میں آئیں، کسی نبی کے کسی امتی کو یہ

سعادت نصیب نہیں ہوسکی۔

اسی لیے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کے عظیم لقب سے ملقب کیا گیا، جبکہ اپنی دوسری صاحب زادی کے انتقال کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر میری اور بیٹی ہوتی تو وہ بھی عثمان کے نکاح میں دے دیتا۔

اس ناطے سے امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہم زلف ٹھہرے اور تاریخ شاہد ہے کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے ہم زلف سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی شادی میں مکمل تعاون فرمایا تھا، جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت ساری دعائیں دی تھیں۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا خاندانِ نبوت سے یہ پہلا تعلق نہیں ہے، بلکہ وہ باعتبارِ نسب اپنے والد اور والدہ دونوں کے توسط سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک نسب سے ملتے ہیں۔

باپ کی طرف سے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا نسب یوں ہے: عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف ..... گویا عثمان غنی کا نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبد مناف سے جا ملتا ہے۔

والدہ کی طرف سے آپ کا نسب اس طرح ہے کہ آپ کی والدہ بیضاء، عبدالمطلب کی سگی بیٹی ہیں، گویا عثمان غنی کی والدہ بیضاء اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ آپس میں سگے بہن بھائی ہیں، بلکہ بیضاء، عبداللہ کی جڑواں بہن ہیں، یعنی دونوں نے ایک ہی پیٹ میں پرورش پائی اور اکٹھے دنیا میں جنم لیا۔

پہلے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا سے ہوا، جو دونوں ہجرتوں میں عثمان غنی کے ہمراہ تھیں، ہجرت مدینہ کے کچھ عرصہ بعد بیمار ہوگئیں، جن کی تیمارداری کا شرف عثمان غنی کو حاصل ہوا، حتیٰ کہ غزوۂ بدر کے دوران بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ان کی تیمار داری میں مشغول رہے۔

ان کے انتقال کے بعد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بہن ام کلثوم رضی اللہ عنہا عثمان کے نکاح

میں دے دی، جو ان کے ساتھ ساتھ رہیں اور ۹ ہجری میں انتقال فرما گئیں، اس طرح سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ کی دو بیٹیوں کا شوہر ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

معاملہ یہیں موقوف نہیں ہوتا، بلکہ آلِ رسول اللہ ﷺ اور آلِ عثمان (بنو امیہ) کے مابین متعدد رشتہ داریاں قائم ہوئیں، جس کا سلسلہ پانچ نسلوں تک پھیلا ہوا ہے، چنانچہ بنو امیہ یعنی آلِ عثمان کی سیدنا حسن کے خاندان میں دو اور سیدنا حسین کے خاندان میں تین شادیاں ہوئیں، جو ان کی آپس کی محبت، حسنِ اعتماد اور ایمان، تقویٰ اور خلقِ حسن کے اعتراف کا انتہائی واضح اور بیّن ثبوت ہے۔ یہ رشتہ داریاں ملخصاً حسبِ ذیل ہیں:

۱۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بیٹے ابان بن عثمان کا نکاح عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کی بیٹی ام کلثوم سے ہوا۔

۲۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پوتے زید بن عمرو بن عثمان کا نکاح، سیدنا علی بن ابی طالب کی پوتی اور سیدنا حسین بن علی کی بیٹی سکنیہ سے ہوا۔

۳۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ایک اور پوتے محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان کا نکاح، سیدنا حسین کی دوسری بیٹی فاطمہ سے ہوا۔

۴۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پوتے مروان بن ابان کا نکاح سیدنا حسن بن علی کی پوتی ام القاسم بنت حسن المثنیٰ سے ہوا۔

۵۔ حسن المثنیٰ کے پوتے ابراہیم بن عبداللہ نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پوتے عبداللہ بن عمرو کی پوتی رقیہ بنت محمد سے نکاح کیا۔

۶۔ سیدنا زین العابدین بن حسین کے پوتے اسحٰق بن عبداللہ نے سیدنا عثمان غنی کے پوتے عاصم کی پوتی عائشہ بنت عمر سے نکاح کیا۔

عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا تعلق بنو امیہ سے تھا، بنو امیہ کے دیگر بہت سے افراد کی، خاندانِ نبوت سے رشتہ داریاں قائم ہوئی ہیں جو تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہیں۔

یہ چند مثالیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اہل بیت سے رشتہ داریوں کی تھیں، جنہیں ہم نے

محض خلفاء ثلاثہ ابوبکر، عمر و عثمان رضی اللہ عنہم تک محدود رکھا ہے وگرنہ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سیدنا زبیر بن عوام، سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف، سیدنا ابوسفیان بن حرب، سیدنا امیر معاویہ اور سیدنا ابوالعاص رضی اللہ عنہم کی بھی اہل بیت سے سسرالی رشتہ داریاں قائم ہوئی تھیں۔ زیرنظر کتاب ''شانِ اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم'' اپنے موضوع میں ایک مکمل کتاب ہے جس میں موضوع سے متعلق تقریباً ہر بات تفصیلا و اجمالاً موجود ہے۔ البتہ صحابہ کرام اور اہل بیت کے درمیان سسرالی رشتہ داریوں کے حوالے سے تشنگی تھی جسے ہم نے مقدمہ میں پورا کر دیا ہے۔ یہ تصنیف ہمارے دو انتہائی عزیز بھائیوں اور دوستوں ابوحمزہ عبدالخالق ..... اور الشیخ حافظ حامد محمود الخضری کی مخلصانہ مساعی کا نتیجہ ہے، ان کی اس کاوش کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ کان سعیھم مشکورا .

مزید برآں ان کے اضافہ علم وعمل کے لیے ہمیشہ دعا گو رہتے ہیں۔ جزاھم اللّٰہ خیرا عنی و عن المسلمین خیر الجزاء .

ان شاء اللہ یہ کتاب صحابہ کرام اور اہل بیت رضی اللہ عنہم سے محبت ومودت کا باعث بنے گی۔ کیونکہ اہل بیت اور صحابہ کرام سے محبت دین اسلام کا جزو لا ینفک ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے مولفین و جملہ معاونین ومساعدین کو اجر جزیل سے نوازے اور اس کتاب کو ان کی میزان میں حسنات کا ذخیرہ بنادے اور اس کا نفع عام فرمادے۔

و ما ذلك علی اللّٰہ بعزیز۔ و صلی اللّٰہ و سلم علی نبیه و خلیله محمد و علی آله و صحبه و اهل طاعته اجمعین .

و کتبه

عبداللّٰہ ناصر رحمانی

۲۵/ ۳/ ۲۰۱۵

باب نمبر ۱:

نسب نامۂ نبوی

اللہ تعالیٰ نے حضرت انسان کو تخلیق کیا، اسے قوت گویائی، عقل و ہوش، علم و معرفت، اچھی شکل وصورت اور زمین پر پائی جانے والی تمام اشیاء سے استفادہ کرنے کی قوت دے کر، اسے بڑی عزت دی، اسے جنوں اور تمام جانوروں پر فضیلت دی، اور اس کے خاص افراد کو فرشتوں تک پر بھی فضیلت دے دی ہے:

﴿وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَ حَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا۝﴾ (الاسراء: ۷۰)

''اور ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی ہے اور ان کو بر و بحر میں سفر کے لیے سواری دی ہے، اور پاکیزہ چیزیں بطور روزی عطا کی ہے، اور اپنی بہت سی مخلوقات پر اُن کو فضیلت دی ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا پھر وہ پل بڑھ کر بڑا ہوتا ہے، اور ان میں سے کوئی مذکر اور کوئی مؤنث ہوتا ہے اور ان سب کی نسبت اپنے باپ دادا کی طرف ہوتی ہے اور جب شادی کرتا ہے، تو بیوی کی طرف سے اس کے بہت سارے رشتہ دار ہو جاتے ہیں۔ کنبے کا یہ سارا پھیلاؤ ایک قطرۂ پانی سے وجود میں آتا ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کی کرشمہ سازیاں ہیں، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آیت کے آخر میں فرمایا کہ آپ کا رب ہر چیز پر قادر ہے۔

﴿وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا وَ كَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا۝﴾ (الفرقان: ٥٤)

''اور اس نے پانی سے آدمی کو پیدا کیا، پھر اسے نسب والا اور سسرال والا بنایا، اور آپ کا رب ہر بات پر قادر ہے۔''

نکاح اور شادی کے اغراض میں سے ایک غرض حفظ نسب بھی ہے، پیارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آباء و اجداد اس کا بہت خیال کرتے تھے، بلکہ یہ چیز ان کے فخر کا سبب بھی تھی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی کِنَانَۃَ مِنْ وُّلْدِ اِسْمَاعِیْلَ وَ اصْطَفٰی قُرَیْشًا مِنْ کِنَانَۃَ ، وَ اصْطَفٰی مِنْ قُرَیْشٍ بَنِیْ هَاشِمٍ ، وَ اصْطَفَانِیْ مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ)) ❶

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو منتخب کیا، قریش کو کنانہ سے منتخب کیا، بنو ہاشم کو قریش سے منتخب کیا اور مجھے بنو ہاشم سے منتخب کیا۔''

ترمذی کی ایک روایت میں ہے:

((اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی مِنْ وُلْدِ اِبْرَاهِیْمَ اِسْمَاعِیْلَ ، وَ اصْطَفٰی مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِیْلَ بَنِیْ کِنَانَۃَ)) ❷

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے کنانہ کو منتخب کیا۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسبی تعلق سیّدنا اسماعیل علیہ السلام سے ہے، سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کے بیٹے قیدار کی اولاد میں سے ایک شخص کا نام عدنان تھا، انہی کی اولاد میں سے آگے چل کر آپ پیدا ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکمل نسب نامہ درج ذیل ہے:

پہلا حصہ:

ابو القاسم محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مُرّہ بن کعب بن لُوَی بن غالب بن فِہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خُزیمہ بن مُدرکہ بن الیاس بن مضر بن نِزار بن مَعَدّ بن عدنان۔ ❸

---

❶ صحیح مسلم: ۱۷۸۲/٤، رقم: ۲۲۷٦/۱.

❷ سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳٦۰٥۔ سلسلة الصحیحة، رقم: ۳۰۲.

❸ سیرت ابن هشام: ۲۰۱۸۔ مرقاة شرح مشکوة: ٤٥/۱۱.

دوسرا حصہ:

عدنان سے اوپر یعنی عدنان بن اُد بن ہمیسع بن سلامان بن عوص بن بوز بن قموال بن اُبی عوام بن ناشد بن حزا بن بلداس بن یدلاف بن طابخ بن جاحم بن ناحش بن ماخی بن عیض بن عبقر بن عبید بن الدعا بن حمدان بن سنبر بن یثرب بن یحزن بن یلحن بن اُرعوی بن عیض بن دیشان بن عیصر بن اُفناد بن ایہام بن مقصر بن ناحث بن زارح بن سمی بن مزی بن عوضہ بن عرام بن قیدار بن اسماعیل بن ابراہیم علیہ السلام۔ ❶

تیسرا حصہ:

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اوپر۔ ابراہیم بن تارح (آزر) بن ناحور بن ساروع (یا ساروغ) بن راعو بن فالخ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام بن لامک بن متوشلخ بن اخنوخ (کہا جاتا ہے کہ یہ ادریس علیہ السلام کا نام ہے) بن یرد بن مہلائیل بن قینان بن آنوشہ بن شیث بن آدم علیہ السلام۔ ❷

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سیّد وُلد آدم ہیں:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ❸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میں روزِ قیامت اولادِ آدم کا سردار ہوں گا۔''

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام جناب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا تھے۔

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ

---

❶ علامہ منصور پوری نے بڑی دقیق تحقیق کے بعد یہ حصہ نسب کلبی اور ابن سعد کی روایت سے جمع کیا ہے۔ دیکھئے: رحمة للعالمين: ٢/١٤ تا ١٧ تاریخی مآخذ میں اس حصے کی بابت بڑا اختلاف ہے بحوالہ الرحيق المختوم، ص: ٧٥.

❷ ابن هشام: ١/٢ تا ٤۔ تلقيح الفهوم، ص: ٦۔ خلاصة السير، ص: ٦۔ رحمة للعالمين: ٢/١٨ بعض ناموں کے متعلق ان مآخذ میں اختلاف بھی ہے اور بعض نام بعض مآخذ سے ساقط بھی ہیں بحوالہ الرحيق المختوم، ص: ٧٥.

❸ صحيح مسلم: ٤/١٧٨٢، رقم: ٢٢٧٨/٣۔ سنن ابو داود، رقم: ٤٦٧٣۔ سنن ترمذی، رقم: ٣٦٥۔ سنن دارمی: ١/٤١، رقم: ٥٢۔ مسند احمد: ٢/٣.

﴿وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ (البقرة: ١٢٩)

''اور اے ہمارے رب! انہی میں سے ایک رسول ان کی ہدایت کے لیے مبعوث فرما، جو تیری آیتیں انہیں پڑھ کر سنائے اور انہیں قرآن وسنت کی تعلیم دے، اور انہیں پاک کرے، بے شک تو بڑا زبردست اور حکمت والا ہے۔''

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت تھے۔

﴿وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُبِينٌ﴾ (الصف: ٦)

''اور جب عیسیٰ بن مریم نے کہا، اے بنی اسرائیل! میں تمہارے لیے اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں، مجھ سے پہلے جو تورات آ چکی ہے، اس کی تصدیق کرتا ہوں، اور ایک رسول کی خوشخبری دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا، اس کا نام احمد ہوگا، پس جب عیسیٰ بنی اسرائیل کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے، تو انہوں نے کہا کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((أَنَا دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ وَ بَشَارَةُ عِيسَى ، وَ رُؤْيَا أُمِّي آمِنَةَ الَّتِي رَأَتْ)) [1]

''میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا، عیسیٰ کی بشارت اور اپنی والدہ ماجدہ آمنہ کا خواب ہوں۔''

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ

---

[1] مسند احمد: ٤/١٢٧ و ٥/٢٦٢۔ مستدرك حاكم: ٢/٦٠٠، رقم: ٤١٧٤۔ علامہ ذہبی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا﴾ (الاحزاب: ٤٥-٤٦)

''اے میرے نبی! ہم نے آپ کو گواہ بنا کر اور جنت کی خوشخبری دینے والا اور جہنم سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور اللہ کے حکم کے مطابق لوگوں کو اس کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔''

بہرحال رسول اللہ ﷺ مطلق طور پر تمام اہل ارض کے سردار ہیں، سب سے اعلیٰ و ارفع ہیں، جیسے آپ اعلیٰ و ارفع ہیں ایسے ہی آپ ﷺ کے اہل بیت و ذریت بھی سب سے اعلیٰ وارفع ہیں۔

اہل بیت سے مراد کون ہیں؟

اہل بیت سے مراد بیوی، اولاد، اہل دین ہیں۔ چنانچہ امام خلیل بن احمد نے فرمایا:

آدمی کے اہل بیت میں سے اس کی بیوی، اس کے اقرباء، اولاد اور وہ اہل اسلام ہیں جو اس کے دین پر ہوں۔'' [1]

امام خلیل بن احمد کے اس قول کے دلائل کتاب وسنت میں موجود ہیں۔

١۔ اہل بیت سے مراد بیوی ہے۔ چنانچہ قصہ یوسف علیہ السلام میں زلیخا جو عزیز مصر کی بیوی تھی کو عزیز مصر کی اہل بیت کہا گیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اسْتَبَقَا الْبَابَ وَ قَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّ اَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ (یوسف: ٢٥)

''اور دونوں نے دروازے کی طرف ایک دوسرے سے آگے بڑھنا چاہا، اور عورت نے اس کی قمیص پیچھے پھاڑ دی، اور دونوں نے اس کے شوہر کو دروازے کے پاس پایا، عورت نے کہا، اس آدمی کی سزا جو تمہاری بیوی کے ساتھ بدکاری کا ارادہ کرے، اس کے علاوہ اور کیا ہوسکتا ہے کہ اسے جیل میں ڈال دیا جائے یا

---

[1] مقاييس اللغة: ١/١٥٠.

دردناک عذاب دیا جائے۔''

۲۔ اولاد اہل بیت میں شامل ہے۔ چنانچہ سیدنا نوح علیہ السلام نے شفقت پدری سے متاثر ہو کر اپنے رب سے دعا کی، اور کہا کہ:

﴿وَ نَادٰی نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَ اِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَ اَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِیْنَ۝﴾ (ھود: ٤٥)

''اور نوح نے اپنے رب کو پکارا اور کہا، اے میرے رب! میرا بیٹا میرے اہل بیت میں سے ہے، اور بے شک تیرا وعدہ برحق ہوتا ہے، اور تو سب سے بڑا حاکم ہے۔''

۳۔ اہل دین اہل بیت میں شامل ہیں۔ چنانچہ اس قصہ نوح علیہ السلام میں جب آپ نے کہا کہ اے میرے رب! میرا بیٹا میرے اہل بیت میں سے ہے، چونکہ اس کا عمل صالح نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنِّیْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ۝﴾ (ھود: ٤٦)

''اللہ نے کہا، اے نوح! وہ آپ کے اہل بیت میں سے نہیں ہے، وہ تو مجسم عمل غیر صالح ہے، پس آپ ایسا سوال نہ کیجئے جس کا آپ کو کوئی علم نہ ہو، میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ نادانوں میں سے نہ ہو جایئے۔''

جمہور اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ''اہل بیت'' وہ لوگ ہیں جن کو زکوٰۃ لینا اور دینا دونوں حرام ہیں اور یہ بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب ہیں۔ دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے:

''میں اور بنو عبدالمطلب نہ جاہلیت میں ایک دوسرے سے جدا ہوئے اور نہ اسلام میں۔ بے شک ہم اور وہ ایک ہیں۔ (یہ فرمانے کے بعد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے کے اندر داخل کر کے دکھلایا۔'' [1]

---

[1] صحیح بخاری، رقم: ٣٩٨٩.

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ مِنْکُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ یُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَیْنِ وَ کَانَ ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرًا۝ وَ مَنْ یَّقْنُتْ مِنْکُنَّ لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَیْنِ وَ اَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا کَرِیْمًا۝ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا۝ وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِیْنَ الزَّکٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا۝﴾ (الاحزاب: ۳۰-۳۳)

''اے میرے نبی کی بیویو! تم میں سے جو کوئی کھلی بے حیائی کا ارتکاب کرے گی اسے دوہرا عذاب دیا جائے گا، اور ایسا کرنا اللہ کے لیے بڑا ہی آسان ہے۔ اور تم میں سے جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گی، اور نیک عمل کرے گی تو اُسے ہم دوہرا اجر دیں گے اور ہم نے اس کے لیے عمدہ روزی تیار کر رکھی ہے۔ اے نبی کی بیویو! تم دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم پرہیزگاری اختیار کرنا چاہتی ہو تو تم نرم لہجے میں بات مت کرو اس لیے کہ جس کے دل میں بیماری ہو وہ کوئی بُرا خیال کرے اور سیدھی بات کرو اور اپنے گھروں میں ہی رہا کرو اور قدیمی جاہلیت کے زمانہ کی طرح اپنے بناؤ سنگھار کا اظہار نہ کرو نماز ادا کرتی رہا کرو اور زکوٰۃ دیتی رہا کرو اور اس کے رسول کی اطاعت گزاری کرو اللہ تو بس یہی چاہتا ہے کہ تم سے یعنی نبی کی گھر والیوں (اہل بیت) تم سے وہ (ہر قسم کی) گندگی کو دور کر دے اور تمہیں اچھی طرح پاک کر دے۔''

سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

((نِسَاؤُهٗ مِنْ اَهْلِ بَیْتِهٖ وَ لٰکِنْ اَهْلُ بَیْتِهٖ مَنْ حُرِمَ الصَّدَقَةَ بَعْدَهٗ)) [1]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، رقم: ۲٤۰۸.

''آپ علیہ السلام کی بیویاں آپ کے اہل بیت میں سے ہیں لیکن (یہاں) اہل بیت سے مراد وہ ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے۔''

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا:

((نَزَلَتْ فِيْ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ)) ❶

''یہ آیت خاص طور پر نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔''

ڈاکٹر صالح فوزان الفوزان کتاب التوحید میں رقمطراز ہیں کہ: اہل بیت سے مراد رسول اللہ ﷺ کی وہ آل و اولاد ہے جن پر صدقہ حرام ہے، ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی اولاد، حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی اولاد، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد، بنو حارث بن عبدالمطلب اور نبی اکرم ﷺ کی تمام ازواج مطہرات اور بنات طاہرات شامل ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۝﴾ (الاحزاب: ٣٣)

''اے (پیغمبر کے) اہل بیت! اللہ چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی (کا میل کچیل) دور کردے اور تمہیں بالکل پاک صاف کردے۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس ضمن میں لکھتے ہیں:

''قرآن مجید میں جو تدبر کرے گا، اس کو کبھی بھی اس بات میں شک نہیں ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات بھی مذکورہ آیت کریمہ کے ضمن میں داخل ہیں، اس لیے کہ سیاق کلام ان کے ساتھ ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کے فوراً بعد فرمایا:

﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَ الْحِكْمَةِ﴾ (الاحزاب: ٣٤)

---

❶ تفسير ابن ابی حاتم بحواله تفسير ابن كثير: ٣/٤٩١.

''اور تمہارے گھروں میں جو اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں حکمت (کی باتیں سنائی جاتی ہیں) ان کو یاد رکھو۔''

سیّدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ سورۂ احزاب آیت نمبر ۳۳ کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ: جس کا جی چاہے آئے میں اس سے اس بات پر مباہلہ کرسکتا ہوں کہ یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں ہی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ ❶

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ:

''اہل بیت سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہیں اس لیے کہ وہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں رہتی تھیں۔'' ❷

سورہ احزاب آیت نمبر ۳۳ میں الفاظ ﴿وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ میں شیعہ حضرات غلو کرتے ہیں حالانکہ یہ الفاظ مسلمانوں اور مومنوں کے لیے بھی قرآن حکیم میں مختلف جگہوں پر استعمال ہوا، جیسے سورہ توبہ آیت نمبر ۱۰۳ پھر سورہ المائدہ آیت نمبر ۶ اور سورہ انفال میں آیت نمبر ۱۱ میں استعمال ہوا ہے۔

سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''اللہ تعالیٰ نے تم کو میرے گھر والوں کے بارے میں خبردار کیا ہے۔ یہ جملہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار ارشاد فرمایا: سیّدنا حصین نے سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اے زید! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے کون لوگ مراد لیتے ہیں؟ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اہل بیت میں شامل نہیں ہیں؟ سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کی ازواج مطہرات تو اہل بیت ہیں ہی لیکن صحیح معنوں میں اہل بیت وہ حضرات ہیں کہ جن کے لیے مال زکوٰۃ حرام کر دیا گیا ہے۔ پھر حصین نے پوچھا وہ کون لوگ ہیں؟ سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا:

(۱) آل علی رضی اللہ عنہ (۲) آل عقیل رضی اللہ عنہ

---

❶ تفسیر ابن کثیر: ۳۸۱/۵۔ روح المعانی: ۱۳/۲۲.

❷ زاد المسیر: ۳۸۱/۶.

(۳) آل جعفر رضی اللہ عنہ (۴) آل عباس رضی اللہ عنہ ❶

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ:

''اگر مراد یہ ہے کہ ازواج مطہرات ہی اس آیت کے نزول کا سبب ہیں کوئی اور نہیں تو اس میں کوئی کلام نہیں اگر یہ مطلب ہے کہ ازواج مطہرات کے علاوہ کوئی اور مراد ہی نہیں تو یہ محل نظر ہے کیونکہ متعدد احادیث سے صراحتاً ثابت ہے کہ آیت کی مراد اس سے عام ہے۔'' ❷

علامہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''ایک جماعت نے درمیانی راہ اختیار کرتے ہوئے کہا کہ اس آیت میں ازواج مطہرات حضرت علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ ازواج مطہرات تو اس لیے کہ وہی اس آیت کے سیاق میں مراد ہیں اور وہی آپ کے گھروں میں سکونت پذیر تھیں اور حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرات حسنین رضی اللہ عنہم کو چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت اور نسبی تعلق حاصل تھا اس لیے وہ بھی اہل بیت میں داخل ہیں۔'' ❸

سیّدنا خالد بن سعید نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر صدقہ کی گائے بھیج دی۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے واپس لوٹایا اور ارشاد فرمایا:

((إِنَّا آلَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ)) ❹

''بے شک ہم آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے صدقہ حلال نہیں۔''

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ اپنی کتاب ''جلاء الأفهام'' میں اس مسلک کے قائلین کے دلائل ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''یہ لوگ کہتے ہیں کہ بیویاں بھی آل میں داخل ہوتی ہیں خصوصاً ازواج مطہرات آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہیں، کیونکہ زوجیت والا رشتہ بھی تو نسب جیسا

---

❶ صحيح مسلم، باب فضائل علی رضی اللہ عنہ. ❷ تفسير ابن كثير: ٤٥٣/٥.

❸ فتح القدير: ٢٥٠/٤.

❹ مصنف لابن ابی شیبه، باب لا تحل الصدقة علی بنی هاشم، رقم: ١٠٧٠٨.

ہے۔ ازواج مطہرات کا رشتہ نبی کریم ﷺ سے منقطع نہیں ہوا تبھی تو وہ آپ کی زندگی میں اور آپ کی وفات کے بعد بھی دوسرے مردوں پر حرام ہیں اور دنیا میں بھی آپ کی بیویاں ہیں اور آخرت میں بھی آپ کی بیویاں ہوں گی۔ لہٰذا ان کا نبی کریم ﷺ کے ساتھ رشتہ نسب کی طرح قائم و دائم ہے۔ آپ نے درود میں ان کو صراحتاً شامل فرمایا ہے، اس لیے صحیح بات یہی ہے کہ صدقہ ازواج مطہرات پر بھی حرام ہے کیونکہ یہ لوگوں کی میل کچیل ہے اور اللہ نے آپ کی ذات اقدس اور آپ کی آل کو انسانوں کی اس میل کچیل سے بچا کر رکھا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ پھر تعجب کی بات ہے کہ اگر ازواج مطہرات آپ کے مندرجہ ذیل فرامین میں داخل ہیں:

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا)) ❶

''اے اللہ! آل محمد کو صرف ضرورت کی حد تک رزق دے۔''

قربانی کرتے وقت آپ ﷺ ارشاد فرماتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَنْ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ)) ❷

''اے اللہ! یہ قربانی محمد اور آل محمد کی طرف سے ہے۔''

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

((مَا شَبِعَ آلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ خُبْزِ بُرٍّ)) ❸

''آل رسول اللہ ﷺ نے کبھی گندم کی روٹی سیر ہو کر نہیں کھائی۔''

اسی طرح اس درود میں بھی ازواج مطہرات شامل ہیں:

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب فى الكفاف و القناعة، رقم: ١٠٥٥ـ مسند احمد: ٢٣٢/٢.

❷ المعجم الكبير للطبرانى، رقم: ٣٠٥٩.

❸ صحيح البخارى، كتاب الأيمان و النذور، باب اذا حلف أن لا ياتدم فاكل تمرا ..... رقم: ٦٦٨٧ـ صحيح مسلم، كتاب الزهد، باب الدنيا سجن للمؤمن.....، رقم: ٢٩٧٠.

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ)) ❶

''اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد ﷺ پر اور آل محمد پر۔''

تو کیا وجہ ہے کہ وہ آپ کے اس فرمان میں داخل نہیں:

((إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ لِآلِ مُحَمَّدٍ)) ❷

''صدقہ آل محمد ﷺ کے لیے حلال نہیں۔''

حالانکہ صدقہ لوگوں کی میل کچیل ہے۔ ازواج مطہرات تو اس سے بچانے اور دور رکھنے کی زیادہ حق دار تھیں۔

اگر کہا جائے کہ اگر صدقہ ازواجِ مطہرات پر حرام ہوتا تو ان کے غلاموں اور لونڈیوں پر بھی حرام ہونا چاہیے تھا جس طرح بنو ہاشم پر حرام ہوا تو ان کے غلاموں اور لونڈیوں پر بھی حرام ہو گیا، حالانکہ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو صدقے کا گوشت بھیجا گیا اور انہوں نے کھایا۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے انہیں منع نہیں کیا، جبکہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ لونڈی تھیں۔

درحقیقت اسی بات سے ان لوگوں کو اشتباہ ہوا جنہوں نے ازواج مطہرات کے لیے صدقے کا استعمال جائز کہا ہے۔ اس اشتباہ کا جواب یہ ہے کہ ازواج مطہرات پر صدقے کی حرمت ذاتی نہیں، بلکہ نبی اکرم ﷺ کی وجہ سے ہے ورنہ آپ کے ساتھ نکاح سے پہلے ان پر صدقہ حرام نہیں تھا، لہٰذا اس حرمت میں وہ فرع ہیں اور غلاموں پر حرمت آقا پر حرمت کی فرع ہوتی ہے، اس لیے یہ حرمت ان کے غلاموں پر لاگو نہ ہو گی کیونکہ وہ فرع کی فرع ہیں، جبکہ بنو ہاشم پر صدقے کی حرمت ذاتی ہے اس لیے یہ ان کے غلاموں پر بھی لاگو ہو گی۔

اس مسلک کے ماننے والے یہ بھی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّأْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ

---

❶ صحيح بخاری، كتاب الدعوات، رقم: ٦٣٥٧.

❷ مسند احمد: ٢/٢٧٩.

ضِعْفَيْنِ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝ وَ مَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَ اَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ۝ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَ الْحِكْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۝﴾ (الاحزاب : ۳۰-۳٤)

''اے نبی کی بیویو! تم میں سے جو واضح گناہ کا ارتکاب کرے گی اسے دوگنا عذاب دیا جائے گا اور یہ بات اللہ کے لیے معمولی ہے۔ البتہ تم میں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی فرماں بردار رہے گی اور نیک کام کرے گی، اسے ثواب بھی دگنا دیں گے، اور ہم نے اس کے لیے بہترین رزق تیار کر رکھا ہے۔ اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اگر تم متقی ہو تو (نامحرم لوگوں سے باتیں کرتے وقت) نرم آواز سے بات نہ کرو ورنہ بیمار دل والا طمع کرنے لگے گا۔ البتہ بات اچھی کرو اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور گزشتہ جاہلیت کی طرح اظہار زینت نہ کرو اور نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اے نبی کے گھر والو! اللہ چاہتا ہے کہ تم سے ہر قسم کی نامناسب چیز دور کر دے اور تم کو اچھی طرح پاک صاف کر دے اور جو قرآنی آیات اور حکمتیں تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں ان کی طرف دھیان رکھا کرو۔ بے شک اللہ نہایت باریک بیں اور انتہائی خبردار ہے۔''

اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ازواجِ مطہرات اہل بیت میں داخل ہیں، کیونکہ اہل

بیت والی آیت سے ماقبل آیات اور بعد والی آیت میں خطاب ازواج مطہرات سے ہے۔ لہٰذا ان کو اہل بیت سے نکالنا ممکن نہیں۔ و اللّٰہ اعلم . ❶

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ ''مسند احمد'' کی مندرجہ ذیل درود شریف والی حدیث کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں کہ:

((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِہٖ وَ عَلٰی اَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِہٖ وَ عَلٰی اَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ)) ❷

''اے اللہ! محمد پر اور ان کے اہل بیت پر اور ازواج پر اور ان کی اولاد پر درود بھیج جیسا کہ تو نے آل ابراہیم پر درود بھیجا بے شک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! محمد پر ان کے اہل بیت اور ازواج پر رحمت نازل فرما جیسا کہ تو نے آل ابراہیم پر برکتیں نازل کیں بے شک تو تعریف والا بزرگی والا ہے۔''

اس دعا اور درود میں اس صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اور اہل بیت کو جمع کر دیا ہے اس میں آپ رضی اللہ عنہ نے آل بیت کا اس مخصوص انداز میں تذکرہ کیا ہے کہ آل بیت ہونے کی تعیین کا جو مسئلہ چلتا ہے اس کی بخوبی وضاحت ہو جاتی ہے کہ حقیقت میں یہی لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آل بیت ہیں اور ان کو کسی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آل بیت کے زمرے سے خارج نہیں سمجھا جا سکتا۔ ❸

❀❀❀❀

---

❶ جلاء الافهام، ص: ٣٣١-٣٣٣.

❷ مسند احمد: ٥/٣٧٤.

❸ جلاء الافهام، ص: ٣٣٨.

باب نمبر ۲:

فضائلِ اہلِ بیت قرآن کریم کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ نے عظیم المرتبت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت لوگوں کو بہت سی خصوصیات اور تقدیس سے نوازا ہے۔ سطور ذیل میں ہم چند خصوصیات وفضائل ومناقب کا تذکرہ کیے دیتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا ۝ وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ یُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَیْنِ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرًا ۝ وَ مَنْ یَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَیْنِ وَ اَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِیْمًا ۝ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِیْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ۝ وَاذْكُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِكُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ وَ الْحِكْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِیْفًا خَبِیْرًا ۝﴾ (الاحزاب: ۲۸-۳۴)

''اے میرے نبی! آپ اپنی بیویوں سے کہہ دیجیے کہ اگر تمہیں دنیا کی زندگی اور اس کی خوش رنگیاں چاہئیں، تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دوں اور خوش اسلوبی کے

ساتھ تمہیں رخصت کر دوں اور اگر تمہیں اللہ اور اس کا رسول چاہیے، اور آخرت کی بھلائی چاہیے، تو بے شک اللہ نے تم میں سے نیک عمل کرنے والیوں کے لیے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔ اے میرے نبی کی بیویو! تم میں سے جو کوئی کھلی بے حیائی کا ارتکاب کرے گی اسے دوہرا عذاب دیا جائے گا، اور ایسا کرنا اللہ کے لیے بڑا ہی آسان ہے اور تم میں سے جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گی، اور نیک عمل کرے گی تو اسے ہم دوہرا اجر دیں گے، اور ہم نے اس کے لیے عمدہ روزی تیار کر رکھی ہے۔ اے میرے نبی کی بیویو! تم کوئی عام عورتیں نہیں ہو، اگر تم اللہ سے ڈرنے والی ہو تو نرم گفتگو نہ کرو، کہ جس کے دل میں (گناہ کی) بیماری ہو وہ لالچ کرنے لگے گا، ہو تو نرم گفتگو نہ کرو، کہ جس کے دل میں (گناہ کی) بیماری ہو وہ لالچ کرنے لگے، اور سیدھی سادی بات کرو، اور اپنے گھروں میں ٹکی رہو، اور اگلے زمانۂ جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار کے ساتھ نہ نکلا کرو، اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتی رہو، اللہ تو چاہتا ہے کہ تم سے یعنی نبی کے اہل بیت سے گندگی کو دور کر دے، اور تمہیں اچھی طرح پاک کر دے، اور تمہارے گھروں میں اللہ کی جن آیتوں اور حکمت کی تلاوت کی جاتی ہے انہیں یاد رکھو، بے شک اللہ بڑا باریک بین، بہت ہی باخبر ہے۔''

ان آیات کریمہ میں اہل بیت النبی ﷺ کے فضائل و مناقب کا بیان ہے، اہل بیت سے مراد وہی لوگ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے یعنی آپ کی بیویاں اور اولاد۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے فضائل بیان کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ انہوں نے اللہ، اس کے رسول اور آخرت کی راحت و نعمت کو اختیار کر لیا، دیگر امہات المومنین نے بھی ایسا ہی کیا، اور سب نے اللہ، اس کے رسول اور آخرت کی خوشیوں کو دنیا کی راحتوں پر ترجیح دی، اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کی اس اچھی نیت اور عمل صالح کا یہ بدلہ دیا کہ اس سورت کی آیت

(۵۲) نازل فرمائی:

﴿لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا۝﴾ (الاحزاب : ۵۲)

اس کے بعد اور عورتیں آپ کے لیے حلال نہیں، اور نہ یہ درست ہے کہ ان کے بدلے دوسری عورتوں سے نکاح کیجیے اگرچہ ان کی صورت اچھی لگتی ہو سوائے ان عورتوں کے جو آپ کی مملوکہ ہوں، ان سے آپ فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور اللہ ہر چیز کا پورا نگہبان ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے امہات المومنین میں سے نیک، صالح اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والیوں کو خوشخبری دی ہے کہ اللہ انہیں دوہرا اجر دے گا، ایک تو طاعت وتقویٰ کی زندگی اختیار کرنے پر، اور دوسرا نبی کریم ﷺ کو خوش رکھنے، اور ان کے ساتھ حسن اخلاق اور اچھے برتاؤ پر اور یہ بھی خوشخبری دی ہے کہ دوہرے اجر کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت میں عمدہ ترین روزی دے گا۔

امہات المومنین کی مزید فضیلت بیان کرنے کے لیے اور انہیں اس بات کا احساس دلانے کے لیے کہ ان سے کوئی ایسا قول یا فعل سرزد نہ ہو جس سے خاتم النّبیین کی عزت پر آنچ آئے، اور دنیا والوں کو آپ کے گھرانے کے خلاف چہ میگوئیاں کرنے کا موقع ملے، اللہ تعالیٰ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا کہ اے میرے نبی کی بیویو! تم دنیا کی عام عورتوں سے مختلف ہو، تم بہت ہی معزز خواتین ہو، تمہارا مقام بڑا ہی اونچا ہے، تم خاتم النّبیین کی بیگمات ہو، تمہیں اپنی قدر ومنزلت کا پاس رکھنا چاہیے، تم اپنے مقام کی حفاظت اسی صورت میں کر سکو گی کہ صلاح وتقویٰ کو اپنی زندگی کا شعار بنا لو گی۔ اس لیے اجنبی لوگوں سے باتیں کرتے وقت ایسا اسلوب اور انداز نہ اختیار کرو کہ جن کے دلوں میں فسق و فجور کی بیماری ہو، وہ تمہارے بارے میں غلط شبہ کرنے لگیں، صرف ضرورت کے مطابق بات کرو، اور ایسا لہجہ اختیار کرو جو ہر شک و

شبہ سے دور رہو۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ اس نے انہیں یعنی امہات المومنین کو ہر ایسے گناہ اور گندگی سے دور رکھا جو نبی کے گھرانے کے شایانِ شان نہیں تھی اور انہیں ہر اس قول و فعل سے مکمل طور پر پاک کر دیا جس سے روح کی بالیدگی متاثر ہوتی۔

قارئین کرام! آیتِ تطہیر اس بات کی دلیل بیّن ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات ''اہل بیت'' میں شامل ہیں۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک دن صبح کے وقت کالے رنگ چادر اوڑھے نکلے۔ سیّدنا حسن آئے تو انہیں اس میں داخل کر لیا، پھر سیّدنا حسین آئے تو انہیں اس میں داخل کر لیا، پھر سیدہ فاطمہ آئیں تو انہیں اس میں داخل کر لیا، پھر سیّدنا علی آئے تو انہیں بھی اس میں داخل کر لیا، اور فرمایا کہ: ''اے اہل بیت! اللہ تم سے گندگی کو دور کرنا چاہتا ہے اور تمہیں مکمل طور پر پاک کرنا چاہتا ہے۔'' [1]

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ چاروں افراد نبی کریم ﷺ کے گھرانے میں شامل ہیں۔ لیکن یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ ''اہل بیت'' کا اطلاق صرف انہی چاروں پر ہوگا۔ اس لیے ارجح بات یہی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات ''اہل بیت'' میں قرآن کی صریح نص کے ذریعہ داخل ہیں اور سیّدہ فاطمہ، علی اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم صحیح و صریح حدیث کے مطابق۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ یہ آیت اس بارے میں نصِ صریح ہے کہ آپ ﷺ کی ازواج ''اہل بیت'' میں داخل ہیں، اس لیے کہ اس آیت کے نزول کا سبب یہی بیان کرنا ہے، اور جو بات آیت کے نزول کا سبب ہوتی ہے وہ آیت کے حکم میں بدرجہ اولیٰ داخل ہوتی ہے۔ [2]

مزید برآں امہات المومنین کو حکم دیا گیا کہ ان کے گھروں میں قرآن حکیم کی جن آیات کی تلاوت اور نبی کریم ﷺ کی جن سنتوں کا ذکر ہوتا رہتا ہے جو خیر و برکت کا ذریعہ اور آداب و اخلاق عالیہ کا سرچشمہ ہیں، ان میں غور و فکر کرو اور ان سے نصیحت حاصل کرو۔ مفہوم

---

[1] صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، رقم: ٢٤٢٤.

[2] تفسير ابن كثير، تحت الآية.

یہ ہے کہ اس نعمت کو تم سب یاد کرتی رہو کہ اللہ نے تمہیں نبی کے گھر میں جگہ دی ہے، جہاں قرآن وسنت کا ذکر ہوتا رہتا ہے۔

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ آپ ﷺ کی بیویاں تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ان کے لیے ان سے شادی کرنا حرام ہے، اور ان کا احترام واجب ہے، لیکن ان کے ساتھ خلوت اور انہیں نظر اٹھا کر دیکھنا جائز نہیں ہے:﴿وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ﴾ (الاحزاب: ٦)

''اور نبی کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی زبانی فرمایا کہ اے اہل قریش! اتنی عظیم نعمتوں کے حصول کی طرف راہنمائی پر میں تم سے کوئی معاوضہ نہیں طلب کرتا ہوں، کہ تم لوگوں کے ساتھ میری جو قرابت ورشتہ داری ہے اس کا خیال کر کے میری ایذا رسانی سے باز آ جاؤ۔

﴿قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾ (الشوری: ٢٣)

''آپ کہہ دیجیے کہ میں اللہ کی پیغام رسانی پر تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا ہوں، صرف قرابت کی محبت چاہتا ہوں۔''

امام بخاری رحمہ اللہ نے سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کے قول ''اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى'' کے بارے میں پوچھا گیا تو جناب سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے کہا کہ اس سے مراد آل محمد ﷺ کی قرابت ہے، اس پر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے فرمایا: تم نے جواب دینے میں جلدی کی، بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کی قریش کی ہر شاخ کے ساتھ قرابت تھی، اس لیے حکم ہوا کہ آپ ان سے یہ فرما دیں کہ:((اِلَّا اَنْ تَصِلُوْا مَا بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ مِنَ الْقَرَابَةِ)) ''تم میرے اور اپنے درمیان رشتے داری کی وجہ سے صلہ رحمی کا ثبوت دو۔'' [1]

کسی نے کیا خوب کہا ہے:

اطاعت خلفائے راشدین تصویر ہے اسلام کی
محبت اہل بیت سے تکمیل ہے ایمان کی

---

[1] صحیح بخاری، کتاب التفسیر، رقم: ٤٨١٨۔ مسند احمد: ١/٢٢٩.

ایک دوسرے شاعر کا کہنا ہے:

عَلَيْهِمْ سَلَامُ اللّٰهِ فِیْ كُلِّ سَاعَةٍ
عَدِيْدُ الْحِصٰى وَ الرَّمْلِ فِی الْفَلَوَاتِ
هَنِيْئًا لَّهُمْ قُرْبَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ
وَ بُشْرٰى لَهُمْ لُقْيَاهُ فِی الْجَنَّاتِ
بِهٖ شَرَفُوْا حَتّٰى اسْتَنَارَتْ حَيَاتُهُمْ
وَ اُخْرَاهُمْ بِالْبِشْرِ وَ الْبَرَكَاتِ

''ان اہل بیت پر ہر گھڑی رب کی سلامتی ہو، جنگلوں، بیابانوں میں ریت کے ذرات اور کنکریوں کی تعداد کے برابر۔ انہیں پیارے پیغمبر محمد ﷺ کی قرابت داری مبارک ہو اور ساتھ ساتھ اس بات کی بھی بشارت ہو کہ انہیں جنتوں میں رسول اللہ ﷺ کی ملاقات و زیارت کا شرف حاصل ہو گا نبی کریم ﷺ کے فیض سے انہیں (دنیا کی زندگی میں) عزت و شرافت نصیب ہوئی حتیٰ کہ ان کی زندگیاں روشن ہو گئیں اور آخرت میں انہیں بشارت اور برکتیں ملیں گی۔''

❀❀❀❀

باب نمبر ۳:

فضائلِ اہلِ بیت سنتِ رسول ﷺ کی روشنی میں

قرآن مجید کی روشنی میں اہل بیت عظام کے فضائل و مناقب بیان کرنے کے بعد اب سنتِ رسول ﷺ کی روشنی میں ان کی شان کا تذکرہ کرنا مناسب ہے۔ چنانچہ سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

((اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی کِنَانَۃَ مِنْ وُّلْدِ اِسْمَاعِیْلَ وَ اصْطَفٰی قُرَیْشًا مِنْ کِنَانَۃَ ، وَ اصْطَفٰی مِنْ قُرَیْشٍ بَنِیْ هَاشِمٍ ، وَ اصْطَفَانِیْ مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ .)) ❶

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو منتخب کیا، قریش کو کنانہ سے منتخب کیا، بنو ہاشم کو قریش سے منتخب کیا اور مجھے بنو ہاشم سے منتخب کیا۔''

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

((اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی مِنْ وُلْدِ اِبْرَاهِیْمَ اِسْمَاعِیْلَ ، وَ اصْطَفٰی مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِیْلَ بَنِیْ کِنَانَۃَ)) ❷

''بے شک اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے اسماعیل علیہ السلام کو اور اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے کنانہ کو منتخب کیا۔''

آیت تطہیر ﴿اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا۝﴾ (الاحزاب: ۳۳) کے نزول کا سبب تو ازواج مطہرات ہی ہیں لیکن توسع اور عموم کے طور پر دیگر اہل بیت بھی اس میں شامل ہیں۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا

---

❶ صحیح مسلم: ۱۷۸۲/٤، رقم: ۲۲۷٦/۱.

❷ سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳٦۰٥۔ سلسلة الصحیحة، رقم: ۳۰۲.

کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نکلے اور آپ نے سیاہ بالوں کی بنی ہوئی چادر اوڑھی ہوئی تھی پس سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ آ گئے اور آپ نے انہیں اس چادر میں داخل کر لیا، پھر سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ آئے اور آپ نے انہیں بھی اس چادر میں داخل کر لیا، پھر سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور آپ نے انہیں بھی اس چادر میں داخل کر لیا، پھر سیّدنا علی رضی اللہ عنہ آئے اور آپ نے انہیں بھی داخل کر لیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی۔ ❶

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب قرآن کریم کی آیت ﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۝﴾ (آل عمران: ٦١) نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے جناب علی، سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور سیّدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو بلوایا اور فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَآءِ اَهْلُ بَيْتِيْ .))

''یہ میرے اہل بیت ہیں۔'' ❷

سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَمَّا بَعْدُ اَلَا اَيُّهَا النَّاسُ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ يُوْشِكُ اَنْ يَّاْتِيَ رَسُوْلُ رَبِّيْ فَاُجِيْبَ وَ اَنَا تَارِكٌ فِيْكُمْ ثَقَلَيْنِ: اَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ الْهُدٰى وَ النُّوْرُ فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَ اسْتَمْسِكُوْا بِهٖ فَحَثَّ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَ رَغَّبَ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ: وَ اَهْلُ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ .)) ❸

''اے لوگو! میں ایک انسان ہوں، بہت ممکن ہے کہ میرے رب تعالیٰ کی طرف سے بلانے والا میرے پاس آ جائے اور میں لبیک کہہ دوں۔ میں تم میں دو اہم

---

❶ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، رقم: ٢٤٢٤۔ تفسير الطبرى: ٩/٢٢.

❷ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، رقم: ٢٤٠٤.

❸ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل على رضي الله عنه، رقم: ٦٢٢٥، ٢٤٠٨.

چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، ان میں سے ایک تو اللہ کی کتاب ہے، جس میں ہدایت اور روشنی ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑے رکھنا۔ پھر آپ نے لوگوں کو کتاب اللہ کی طرف رغبت دلائی۔ پھر آپ نے فرمایا: دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں، میں تمہیں اپنے اہلِ بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں، میں تمہیں اپنے اہلِ بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں، میں تمہیں اپنے اہلِ بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں۔''

جناب حصین نے پوچھا: ''جناب زید! نبی ﷺ کے اہلِ بیت کون ہیں؟ کیا آپ کی بیویاں اہلِ بیت سے نہیں۔ وہ کہنے لگے آپ کی بیویاں آپ کے اہلِ بیت سے ہیں، لیکن اصل اہلِ بیت وہ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔ حصین نے کہا: وہ کون ہیں؟ فرمانے لگے آلِ علی، آلِ عقیل، آلِ جعفر اور آلِ عباس۔ حصین نے پوچھا ان پر صدقہ حرام ہے؟ فرمانے لگے: ''ہاں''۔

امیر المومنین سیّدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ بنو امیر ہاشم بن شریف کون تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ ہم میں اشراف زیادہ تھے اور ان میں شریف زیادہ تھے ان میں ایک بزرگ ہاشم تھے جس کی برابری عبد مناف بن قصی کی اولاد میں سے کوئی بھی نہ تھا جب وہ فوت ہو گئے تو تعداد کے اعتبار سے ہم میں اشراف زیادہ ہو گئے لیکن ہم میں سے کوئی شخص عبدالمطلب بن ہاشم کے برابر نہ تھا جب وہ فوت ہو گئے تو ہم تعداد اور اشراف کے اعتبار سے زیادہ ہو گئے لیکن ان میں ایک ایسا شخص پیدا ہوا جو آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سکون اور سرور تھا اسی بنا پر انہوں نے کہا: ہم میں نبی پیدا ہوا ہے اور حقیقت یہ ہے اولین و آخرین میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی اب بتاؤ کہ یہ شرف کن کو نصیب ہوا۔ [1]

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''آ گاہ ہو

---

[1] امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ، مولفہ: منیر احمد الغضبان۔

جاؤ! میرا جامہ دان جس سے میں آرام پاتا ہوں میرے اہل بیت ہیں اور میری جماعت انصار ہیں ان کے بروں کو معاف کر دو اور ان کے نیکو کاروں کو قبول کرو۔'' ❶

امام بخاری رحمہ اللہ نے سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ صحابہ نے دریافت کیا: اللہ کے رسول! ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہو:

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ أَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ أَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ ، اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ)) ❷

''اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کی ازواج مطہرات اور ذریت پر رحمت نازل فرما، جیسے تو نے ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی، اور محمد اور ان کی ازواج اور ذریت پر برکت نازل فرما، جیسے تو نے ابراہیم کی آل پر برکت نازل فرمائی، بے شک تو ہی جہانوں میں تعریف کے لائق اور بڑی بزرگی والا ہے۔''

اسلام کا سب سے اہم رکن نماز ہے، اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہم پر اہل بیت کے لیے رحمت کی دعا کرنا فرض قرار دیا ہے۔

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ہر سبب اور نسب قیامت کے دن منقطع ہو جائے گا، سوائے میرے سبب اور نسب کے۔'' ❸

سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیّدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے مسجد میں (سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے) نکاح کی بات سنی تو یہ تینوں حضرات سیّدنا علی کو خوشخبری دینے کے لیے مسجد سے نکلے اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو تلاش کرنے لگے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو گھر پر نہ پایا

---

❶ سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ٣٩٠٤۔ مصنف ابن ابی شیبه، رقم: ٣٢٣٥٧۔ المشکاة، رقم: ٦٢٤.

❷ صحیح بخاری، کتاب الدعوات، رقم: ٥٩٩٩.

❸ المعجم الاوسط للطبرانی، رقم: ٥٦٠٦۔ سلسلة الصحیحة، رقم: ٢٠٣٦.

تو ایک باغ میں پہنچے جہاں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ موجود تھے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان سے آنے کا سبب پوچھا تو سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کرنا چاہتے ہیں اور ان کو یہ حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوا ہے جب سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو بے حد خوش ہوئے اور سیّدنا علی نے خود ابو بکر و عمر کی خوشی کا بیان ان الفاظ میں فرمایا کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما دونوں اس بات پر بے حد خوش ہوئے میرے ساتھ مسجد میں آئے۔ [1]

❀❀❀❀

[1] جلدا: ١، العیوم، ص: ١٦٩۔ جلد نمبر: ١، ص: بحار الانوار، جلد نمبر: ٤٣، ص: ١٢٩.

باب نمبر ٤:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نظر میں اہل بیت کا مقام و مرتبہ

قرآن وسنت کی روشنی میں اہل بیت عظام کے فضائل و مناقب بیان کرنے کے بعد اب ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے اقوال کی روشنی میں اہل بیت کے علو مرتبت کا تذکرہ کریں گے۔

خلیفہ اوّل سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں سے صلہ رحمی میرے نزدیک میری اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی سے زیادہ محبوب ہے۔'' ❶

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا یُبْغِضُنَا اَهْلَ الْبَیْتَ اَحَدٌ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارُ .)) ❷

''اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اہل بیت سے جو کوئی بھی دشمنی رکھے گا اللہ اسے آگ میں داخل فرمائے گا۔''

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے گھر والوں کے سلسلے میں خیال رکھو۔'' ❸

مسند ابو یعلیٰ اور صحیح بخاری میں سیدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز پڑھی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چند دنوں کے بعد پیدل

---

❶ صحیح بخاری، باب مناقب رسول اللہ ﷺ، رقم: ٣٧١٢۔ بحار الانوار: ٣٠١/٤٣.

❷ مستدرك حاكم: ١٥٠/٣۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ٢٤٨٨.

❸ صحیح بخاری، باب مناقب الحسن و الحسین، رقم: ٣٧١٣.

چلتے ہوئے نکلے تو حسن رضی اللہ عنہ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا، آپ نے ان کو اپنے کندھوں پر اٹھایا اور ارشاد فرمایا:

((بِاَبِیْ شَبِیْهٌ بِالنَّبِیِّ ، وَ لَا شَبِیْهٌ بِعَلِیٍّ)) ❶

''میرا باپ آپ پر قربان ہو۔ نبی سے مشابہ ہے، علی سے مشابہ نہیں ہے۔''

یہ بات سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ مسکرا دیئے۔

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے تھے۔ سیدنا عقبہ بن الحارث رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کو اٹھا رکھا تھا اور فرما رہے تھے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہیں۔ ❷

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں آپ کی محبت تلاش کرو۔ ❸

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب خلیفۃ المومنین بنے تو حیرہ کی فتح کے بعد جو سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں فتح ہوا تھا مالِ غنیمت میں سے ایک نہایت بیش قیمت چادر سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو ہدیہ میں بھیجی تو آپ نے اسے خوشی کے ساتھ قبول فرما لیا۔ ❹

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا دو سالہ دورِ حکومت نے خاندان نبوت کے ساتھ آپ کے تعلقات نہایت مشفقانہ رہے چھ ماہ بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوئیں۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی اسماء بنت عمیس ہی کئی روز تک تیمارداری کے فرائض سرانجام دیتی رہیں سیّدہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد غسل اور تجہیز و تکفین بھی حضرت اسماء نے سرانجام دیئے۔

حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا جنازہ بھی صحیح روایت کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

---

❶ مسند ابو یعلی، رقم: ۳۸۔ صحیح بخاری، رقم: ۳۵۴۲۔ کشف الغمة فی معرفة الائمة: ۱۶/۲۔ تاریخ یعقوب، ص: ۱۱۷/۲.

❷ صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، رقم: ۳۷۵۰.

❸ صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ رقم: ۳۷۵۱.

❹ فتوح البلدان للبلاذری، ص: ۲۵۴.

ہی نے پڑھایا۔ ان مختصر واقعات سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ حضرت حسن و حضرت حسین رضی اللہ عنہما تو کیا پورے خاندان نبوت سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے تعلقات نہایت خوش گوار رہے۔ ❶

امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ:

امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ جب قحط پڑتا تو سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے اللہ سے بارش کی دعا مانگتے اور فرماتے کہ اے اللہ! پہلے ہم تیرے پاس اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ لایا کرتے تھے، تو تُو مینہ برساتا تھا، اب ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کو وسیلہ بناتے ہیں تو تُو ہم پر مینہ برسا۔ راوی کہتے ہیں چنانچہ بارش خوب ہی برستی۔ ❷

اس حدیث پاک کی روشنی میں پتا چلتا ہے کہ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کی وجہ سے آپ کے چچا سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ان سے دعائے استسقاء کراتے تھے۔

''طبقات ابن سعد'' میں روایت ہے کہ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: ''اللہ کی قسم! جس دن آپ اسلام لائے آپ کا اسلام مجھے خطاب کے اسلام سے محبوب تھا، اگر وہ اسلام لاتے۔ کیونکہ آپ کا اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کے اسلام سے محبوب تھا۔'' ❸

ابن عساکر رحمہ اللہ نے ''تاریخ دمشق'' میں روایت کیا کہ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جب دیوان ترتیب دیا اور لوگوں کے لیے وظیفہ مقرر کیا تو سیّدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے لیے ان کے والد علی رضی اللہ عنہ اور اہل بدر کے برابر وظیفہ مقرر کیا، کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتے دار تھے، ان میں سے ہر ایک کا پانچ ہزار وظیفہ مقرر کیا۔ ❹

---

❶ نواسہ رسول جگر گوشہ بتول سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ، ص: ۸۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الاستسقاء، رقم: ۱۰۱۰.

❸ الطبقات الکبری: ۲۲/٤، ۳۰۔ البدایة و النهایة: ۲۹۸/۲.

❹ تاریخ دمشق: ۱۷۹/۱٤۔ اقتضاء الصراط المستقیم لابن تیمیة: ٤٥۳/۱.

یہی واقعہ ابن سعد نے جبیر بن حویرث بن نقید سے تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دیوان مرتب کرنے کے لیے مسلمانوں سے مشورہ طلب کیا تو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ہر سال اپنے پاس جمع ہونے والا مال تقسیم کرو اور اس میں سے کچھ بھی باقی نہ بچے۔ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا خیال ہے کہ مال بہت زیادہ ہے۔ تمام لوگوں کے لیے کافی ہو جائے گا، اگر لوگوں کو شمار نہیں کیا جائے گا تو معلوم نہیں پڑے گا کہ کس نے لیا ہے اور کس نے نہیں، مجھے اندیشہ ہے کہ یہ معاملہ پھیل جائے گا۔ ولید بن ہشام بن مغیرہ نے کہا: امیر المومنین! میں شام گیا تو وہاں میں نے بادشاہوں کو دیکھا کہ انہوں نے دیوان ترتیب دیا ہے اور لشکر بنائے ہیں، چنانچہ آپ بھی دیوان بنائیے اور لشکر ترتیب دیجیے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے مشورے کو پسند کیا اور عقیل بن ابوطالب، مخرمہ بن نوفل اور جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہم کو بلا بھیجا، یہ سب قریش کے انساب کے ماہر تھے، اور ان سے فرمایا: لوگوں کو ان کے مراتب کے اعتبار سے ترتیب وار لکھو۔ انہوں نے لکھا اور شروعات بنو ہاشم سے کی، پھر ان کے بعد سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے رشتے داروں کے نام لکھے، پھر عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے رشتے داروں کے نام لکھے۔ کیونکہ یہ دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ ترتیب دیکھی تو فرمایا: اللہ کی قسم! میں چاہتا ہوں کہ اسی طرح رہے، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتے سے شروع کرو اور اقرب فالاقرب کے اصول کو مدنظر رکھو، یہاں تک کہ تم عمر کو وہیں رکھو جہاں اللہ نے اس کو رکھا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں محمد بن عمر نے بتایا، وہ کہتے ہیں کہ مجھے اسامہ بن زید بن اسلم نے اپنے والد، انہوں نے اپنے والد کے واسطے سے بتایا کہ میں نے جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا جب ان کے سامنے کتاب پیش کی گئی، جس میں بنو تمیم، بنو ہاشم کے بعد بنو عدی تھے، میں نے ان کو کہتے ہوئے سنا: عمر کو اس کی جگہ رکھو، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتے دار سے شروع کرو۔ یہ دیکھ کر بنو عدی سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں یا ابوبکر کے خلیفہ ہیں، اور سیّدنا ابوبکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں، انہوں نے مزید کہا: اگر آپ خود کو وہیں رکھتے جہاں ان لوگوں نے

رکھا ہے تو بہتر ہوتا۔ انہوں نے فرمایا: یہ کیا بات ہوئی؟ بنو عدی والو! تم میری پیٹھ پر سوار ہو کر کھانا چاہتے ہو، تاکہ میں تمہاری خاطر اپنی نیکیوں کو ختم کر دوں، نہیں! اللہ کی قسم! یہاں تک کہ تمہیں موت آ جائے مجھ سے پہلے میرے دو ساتھی گزر چکے ہیں جنہوں نے ایک طریقے کو اپنایا، اگر میں ان کی مخالفت کروں تو میری مخالفت کی جائے گی، اللہ کی قسم! ہمیں جو بھی فضیلت دنیا میں حاصل ہوئی اور آخرت میں اللہ کے ثواب کی جو بھی امید ہے وہ ہمارے اعمال کی وجہ سے نہیں ہے، بلکہ محمد ﷺ کی وجہ سے ہے، وہ ہم میں سب سے باعزت ہیں اور ان کی قوم عرب کی سب سے باعزت قوم ہے۔'' ❶

مستدرک حاکم میں علی بن حسین سے مروی ہے کہ جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا ہاتھ مانگنے کا پیغام بھیجا، اور فرمایا: میرا نکاح ان کے ساتھ کر دیجیے۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس کا نکاح میرے بھتیجے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کرنا چاہتا ہوں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا نکاح اس کے ساتھ کر دو، اللہ کی قسم! لوگوں میں کوئی بھی ایسا نہیں جو میری طرح اس کو چاہتا ہو۔ پس علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کرا دیا۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ مہاجرین کے پاس آئے اور فرمایا: کیا تم لوگ مجھے مبارکباد نہیں دو گے؟ لوگوں نے دریافت کیا: امیر المومنین! کیوں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما یعنی سیّدنا رسول اللہ محمد ﷺ کی دختر فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی کے ساتھ شادی کی، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

((كُلُّ سَبَبٍ وَّ نَسَبٍ مُّنْقَطِعٌ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا سَبَبِيْ وَ نَسَبِيْ)) ❷

''ہر سبب اور نسب روزِ قیامت منقطع ہو جائے گا، صرف میرا سبب اور نسب باقی رہے گا۔''

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ سیّدہ فاطمہ بنت محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس

---

❶ الطبقات الكبرى: ٣/٢٩٥، ٢٩٦.

❷ مستدرك حاكم، رقم: ٤٦٨٤ ـ سلسلة الصحيحة، رقم: ٢٠٣٦.

تشریف لے گئے تو ان سے فرمایا:

((يَا فَاطِمَةُ! وَ اللّٰهِ مَا رَأَيْتُ اَحَدًا أَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْكِ وَ اللّٰهِ مَا كَانَ اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ بَعْدَ أَبِيْكِ ﷺ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْكِ .)) ❶

''اے فاطمہ! اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ ﷺ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب تجھے پایا، اور اللہ کی قسم! تیرے باپ کے وصال کر جانے کے بعد تو مجھے بھی تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہے۔''

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں اسلامی فتوحات میں ایک مرتبہ کپڑا آیا اس میں سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے موافق کوئی پوشاک نہ ملی تو آپ نے خصوصی طور پر علاقہ یمن کی طرف آدمی روانہ کیا، وہاں سے مناسب لباس آیا تو سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اسے زیب تن کیا۔ پھر سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اب میری طبیعت خوش ہوئی ہے۔ ❷

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فتوحات مدائن کے مال غنیمت میں ایک لڑکی شاہ جہان کو جو بعد میں شہر بانو کہلائی سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو عطیہ میں دی اور اسی سے بعد میں سیّدنا زین العابدین پیدا ہوئے۔ ❸

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں: ایک دن مجھ سے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے پیارے بیٹے! آپ ہمارے پاس کیوں نہیں آیا کرتے؟ چنانچہ میں ایک دن ان سے ملاقات کے لیے گیا تو معلوم ہوا وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تنہائی میں کسی اہم معاملے پر گفتگو کر رہے ہیں۔ ان کے بیٹے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی اجازت نہ ملنے کی وجہ سے دروازے ہی پر کھڑے تھے۔ میں یہ دیکھ کر واپس آ گیا کہ جب بیٹے کو ملاقات کی اجازت نہیں ملی تو میری باری کہاں آئے گی۔

---

❶ مستدرك حاكم، رقم: ٤٧٣٦۔ مصنف ابن ابی شيبة، رقم: ٣٧٠٤٥۔ احمد بن حنبل فی فضائل صحابة: ١/٣٩٤۔ امام حاکم نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ كنز العمال: ٧/١٠٦۔ البداية والنهاية: ٨/ ٢٠٧.

❸ ناسخ التواريخ: ١٠/ ٣.

چند دن گزرے تو سیدنا حسین کی امیر المومنین سے ملاقات ہوئی۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا: بیٹے! آپ آئے نہیں؟ میں نے عرض کیا: میں حاضر تو ہوا تھا، مگر آپ معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کسی مجلس میں تھے۔ میں نے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دروازے پر دیکھا تو پلٹ آیا۔ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((اَنْتَ اَحَقُّ بِالْاِذْنِ مِنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ، فَاِنَّمَا اَنْبَتَ مَا تَرٰی فِیْ رُؤُوْسِنَا ، اَللّٰهُ ثُمَّ اَنْتُمْ .)) ❶

''آپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ اجازت دیئے جانے کے مستحق ہیں۔ ہمارے سر پر جو عزت کا تاج ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کے بعد تم اہل بیت رضی اللہ عنہم کی وجہ سے ہے۔''

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہمارے حصے کے سری پائے تک بھی ہمیں بھجوا دیا کرتے تھے۔ ❷

سیّدنا امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حالت میں وفات پائی کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد (بن ابی وقاص) اور عبدالرحمٰن (بن عوف رضی اللہ عنہم) سے راضی تھے۔ ❸

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ:

''حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں صحیح سند سے منقول ہے کہ آپ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بزرگ صحابہ کے برابر بٹھایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے: ''عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قرآن مجید کے بہترین مفسر ہیں۔'' اور جب آپ حضرت ابن عباس کو آتا دیکھتے تو فرماتے: ''بزرگوں جیسا نوجوان آ گیا جسے اللہ

---

❶ المرتضی للندوی: ۱۱۸۔ و الاصابة فی تمییز الصحابة لابن حجر: ۱۳۳/۱.

❷ طبقات ابن سعد: ۱۰۹/۸.

❸ صحیح البخاری، کتاب الفضائل اصحاب النبی ﷺ، رقم: ۳۷۰۰.

تعالیٰ نے تحقیق کرنے والی زبان اور فہم وفراست والا دل عطا فرمایا ہے۔'' ❶

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

((كَانَ عُمَرُ يُدْخِلُنِيْ مَعَ أَشْيَاخِ بَدْرٍ، فَكَانَ بَعْضُهُمْ وَجَدَ فِيْ نَفْسِهٖ، فَقَالَ: لِمَ تُدْخِلُ هٰذَا مَعَنَا وَلَنَا أَبْنَاءٌ مِثْلُهٗ؟ فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّهٗ مِنْ حَيْثُ عَلِمْتُمْ، فَدَعَا ذَاتَ يَوْمٍ فَأَدْخَلَهٗ مَعَهُمْ، فَمَا رُئِيْتُ أَنَّهٗ دَعَانِيْ يَوْمَئِذٍ إِلَّا لِيُرِيَهُمْ، قَالَ: مَا تَقُوْلُوْنَ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ﴾ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: أُمِرْنَا نَحْمَدُ اللّٰهَ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ إِذَا نُصِرْنَا وَ فُتِحَ عَلَيْنَا، وَ سَكَتَ بَعْضُهُمْ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا، فَقَالَ لِيْ: أَكَذَاكَ تَقُوْلُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ؟ فَقُلْتُ: لَا، قَالَ فَمَا تَقُوْلُ؟ قُلْتُ: هُوَ أَجَلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَعْلَمَهٗ لَهٗ، قَالَ: ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ﴾ وَ ذٰلِكَ عَلَامَةُ أَجَلِكَ، ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ اسْتَغْفِرْهُ إِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا﴾ فَقَالَ عُمَرُ: مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَقُوْلُ)) ❷

''جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ مجھے بدر میں شریک ہونے والے بزرگوں کے برابر بٹھایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کسی بزرگ کو محسوس ہوا تو وہ کہنے لگے: ''حضرت! آپ اس نوجوان کو ہمارے ساتھ کیوں بٹھاتے ہیں جبکہ اس جیسے تو ہمارے بیٹے بھی ہیں؟'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تمہیں اس کا شرف بخوبی معلوم ہے۔'' ایک دن آپ نے پھر مجھے ان کی مجلس میں بلایا، میرا اندازہ ہے کہ اس دن آپ نے میری فضیلت دکھانے کے لیے ہی بلایا تھا۔ حضرت عمر کہنے لگے: ''بتایئے اللہ

---

❶ البداية و النهاية: ۸۸/۱۲.

❷ صحيح البخاري، التفسير، باب قوله: فسبح بحمد ربك و استغفره .....، رقم: ٤٩٧٠.

تعالیٰ کے فرمان ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ﴾ کا مقصد کیا تھا؟'' کسی نے کہا: ''ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ جب ہمیں فتح و مدد حاصل ہو تو ہم حمد و استغفار کریں۔'' کئی چپ رہے اور کچھ بھی نہ کہا۔ آپ مجھے فرمانے لگے: ''ابن عباس! تم بھی یہی کچھ کہتے ہو؟'' میں نے گزارش کی: ''نہیں جناب!'' فرمایا: ''تم کیا کہتے ہو؟'' میں نے کہا: ''اس میں جناب رسول اللہ ﷺ کی وفات کی طرف اشارہ ہے کہ اب عمومی فتح حاصل ہو چکی ہے، لوگ بن بلائے اسلام قبول کر رہے ہیں، گویا آپ کی تشریف آوری کا مقصد پورا ہو چکا ہے۔ اب تیاری فرمایئے اور اللہ کو یاد کیجیے۔'' سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمانے لگے میں بھی اس کا یہی مطلب سمجھتا ہوں۔''

سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ:

سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اپنے دوسرے ساتھیوں کی طرح ہی اہل بیت کے مداح ہیں، اور آلِ رسول اللہ ﷺ کی فضیلت سے واقف ہیں۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے:

''جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا گزر حضرت عمر رضی اللہ عنہ یا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قریب سے ہوتا اور وہ سوار ہوتے تو رسول اللہ ﷺ کے چچا کے اکرام میں اترتے اور ان کے گزرنے تک سوار نہیں ہوتے۔'' [1]

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''جناب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کا اکرام کرتے تھے اور ان سے محبت فرماتے تھے، حسن بن علی رضی اللہ عنہما ''یوم الدار'' (جس دن عثمان رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں محصور تھے اور اسی دن دشمنوں نے ان کو شہید کر دیا تھا) کو ان کے ساتھ تھے اور تلوار لٹکائے عثمان رضی اللہ عنہ کا دفاع کر رہے تھے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو ان

---

[1] البداية و النهاية: ١٦٢/٧.

پر اندیشہ ہوا تو ان کو قسم دے کر واپس کر دیا، تاکہ علی رضی اللہ عنہ کا دل مطمئن ہو جائے۔'' ❶

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کل آٹھ شادیاں کیں، ان میں سے دو شادیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنات رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما سے کیں۔

(۱) سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان کے بطن سے آپ کے فرزند عبداللہ بن عثمان پیدا ہوئے۔

(۲) سیدہ ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: رقیہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد آپ نے ان سے شادی کی۔

حدیث میں آیا ہے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی کے دروازے کے پاس ٹھہرے اور فرمایا: اے عثمان! یہ جبریل ہیں جنہوں نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے ام کلثوم کی شادی رقیہ کے مہر کے مثل اور صحبت کے مثل پر کر دی ہے۔ یہ ربیع الاول ۳ ہجری میں ہوا اور رخصتی جمادی الاخریٰ میں عمل میں آئی۔ ❷

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مخاطب ہو کر فرمایا: اے ابوالحسن! ابھی ابھی جا اپنی زرہ فروخت کر کے اس کی رقم میرے پاس لے آ تاکہ میں تیرے لیے اپنی لخت جگر فاطمہ کے لیے ایسی چیزیں تیار کروں جو تم دونوں کو مناسب ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جا کر زرہ چار سو کالے حجری درہموں میں حضرت عثمان کے ہاتھ فروخت کی۔ یہ درہم بہترین قسم کے تھے جو قبیلہ حجر کی طرف منسوب ہیں۔ جب میں نے ان سے درہم لیے اور حضرت عثمان نے مجھ سے زرہ لی تو حضرت عثمان نے فرمایا اے ابوالحسن! کیا میں اس زرہ کا تجھ سے زیادہ حق دار نہیں ہوں اور کیا تو ان درہموں کا مجھ سے زیادہ حق دار نہیں ہے؟ تو میں نے کہا ہاں۔ تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ زرہ میری طرف سے

---

❶ البداية و النهاية: ٣٦/٨.

❷ سنن ابن ماجه، المقدمة، رقم: ١١٠.

آپ کو ہدیہ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں زرہ اور درہم لے کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دونوں چیزیں خدمت اقدس میں پیش کیں اور حضرت عثمان کی بات بھی عرض کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کے حق میں دعائے خیر کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان درہموں سے ایک مٹھی بھر کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلا کر دی اور فرمایا کہ اے ابوبکر! ان سے میری بیٹی کے لیے ایسا سامان یعنی جہیز خرید لا جو اس کے لیے گھر میں مناسب ہو۔ ان کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی اور حضرت بلال کو بھیجا تاکہ سامان اٹھانے میں ابوبکر کی مدد کر سکیں۔ ❶

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

''اہل مدینہ میں سب سے بڑے قاضی علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔'' ❷

ایک مقام پر سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے ارشاد فرماتے ہیں:

''بہترین ترجمان القرآن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں، اگر وہ ہماری عمر کے ہوتے تو ہم میں سے کوئی ان کا ہم پلہ نہیں ہوتا۔'' ❸

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ ان کی ملاقات سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو انہوں نے فرمایا:

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے پیٹ کا بوسہ لیتے ہوئے دیکھا ہے، چنانچہ اس جگہ کو کھولیے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دیا تھا، تاکہ میں بھی وہیں بوسہ دوں۔ راوی کہتے ہیں کہ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ نے وہ حصہ کھولا تو انہوں

---

❶ كشف الغمة، ج ١، ص: ٣٥٩۔ بحار الانوار، ج ٤٣، ص: ١٣٠.

❷ الاستيعاب لابن عبدالبر: ١/١٨٧.

❸ فتح الباری: ٧/١٠٠.

نے بوسہ دیا۔'' ❶

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو جب بھی دیکھا تو میری آنکھیں محبت وعقیدت سے آنسو بہانے لگتیں۔ ❷

سیّدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! آپ کو فاطمہ زیادہ محبوب ہے یا میں؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((فَاطِمَةُ اَحَبُّ إِلَيَّ مِنْكَ وَ اَنْتَ أَعَزُّ عَلَيَّ مِنْهَا)) ❸

''فاطمہ مجھے تیری نسبت زیادہ محبوب ہے، لیکن فاطمہ کی نسبت تو زیادہ محترم ہے۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سیّدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

((وَ كَانَ اَخْيَرُ النَّاسِ لِلْمَسَاكِيْنَ جَعْفَرُ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ، كَانَ يَنْقَلِبُ بِنَا فَيُطْعِمُنَا مَا كَانَ فِيْ بَيْتِهٖ، حَتّٰى اِنْ كَانَ لَيُخْرِجُ اِلَيْنَا الْعُكَّةَ الَّتِيْ لَيْسَ فِيْهَا شَيْءٌ، فَيَشُقُّهَا فَنَلْعَقُ مَا فِيْهَا)) ❹

''مساکین کے لیے سب سے بہتر شخص حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ ہمیں گھر لے جاتے اور جو کچھ میسر ہوتا ہمیں کھلاتے، حتی کہ کبھی گھی کی تھیلی اٹھا لاتے، اگر اس میں زیادہ گھی نہ ہوتا تو تھیلی پھاڑ دیتے اور ہم تھیلی سے گھی چاٹ لیتے تھے۔''

---

❶ مستدرك حاكم، رقم: ٤٧٨٥۔ مسند احمد، رقم: ٩٣٤٢۔ سنن ترمذی، رقم: ٣٧٦٤۔ **محدث** البانی اور شیخ شعیب رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" قرار دیا ہے۔

❷ مسند البزار: ١٤/٤٠٣، رقم: ٨١٥٥.

❸ طبرانی اوسط: ٧/٣٤٣، رقم الحدیث: ٧٦٧٥۔ مجمع الزوائد: ٩/١٧٣.

❹ صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب جعفر بن ابی طالب الهاشمی رضی اللہ عنہ، رقم: ٣٧٠٨.

سیّدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ:

سیّدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کعبے کے سائے تلے بیٹھے ہوئے تھے کہ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو تشریف لاتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے فرمایا:

((هٰذَا اَحَبُّ اَهْلِ الْاَرْضِ اِلٰى اَهْلِ السَّمَاءِ الْيَوْمَ)) ❶

''یہ شخص آسمان والوں کے نزدیک اور زمین والوں میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔''

سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ:

امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سفید کاغذ کے نیچے مہر لگا کر اسے سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی طرف بھیج دیا اور فرمایا اس پر آپ جو لکھ دیں وہ آپ کو ملے گا۔ ❷

حضرت ضرار بن حمزہ ضبائی، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: میرے سامنے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اوصاف بیان کیجیے، انہوں نے عرض کیا: اے امیر المومنین! اس معاملے میں آپ معذرت قبول نہیں کرتے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں معذرت قبول نہیں کرسکتا۔ انہوں نے کہا: اگر ضروری ہی سننے ہیں تو سنیے:

''اللہ کی قسم! وہ بلند خیال اور مضبوط اعصاب والے تھے، دوٹوک بات کہتے اور حق کے ساتھ فیصلہ کرتے تھے، ان کے پہلوؤں سے علم کے چشمے پھوٹتے تھے اور چاروں طرف حکمت و دانائی بولتی تھی۔ وہ دنیا اور اس کی رنگینیوں سے اُچاٹ اور رات اور اس کے اندھیروں سے مانوس تھے۔ اللہ کی قسم! وہ بڑے متحمل اور گہری سوچ رکھنے والے انسان تھے۔ اس دوران اپنی ہتھیلی کو پلٹتے اور اپنے آپ سے مخاطب ہوتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ سستا لباس اور سادہ خوراک پسند کرتے تھے۔ اللہ کی قسم! وہ ہم میں عام آدمی کی طرح رہتے تھے۔ جب ہم ان کے پاس آتے تو وہ ہمیں اپنے قریب بٹھاتے اور جب ہم سوال کرتے تو وہ ہمیں جواب

---

❶ تاريخ دمشق: ١٤/١٨١۔ سيرة اعلام النبلاء: ٣، ص: ٢٨٥.

❷ مصنف عبدالرزاق.

دیتے تھے اور اتنے تقرب کے باوجود ہم ان کی ہیبت کی وجہ سے ان سے گفتگو کی ہمت نہ پاتے۔ جب وہ مسکراتے تو دندانِ مبارک پروئے ہوئے موتیوں کی لڑی نظر آتے تھے۔ وہ اہل دین کی عزت کرتے اور مساکین سے محبت کرتے تھے۔ کوئی طاقتور شخص اپنی طاقت کے بل بوتے پر ان سے ناحق فیصلہ کروانے کی طمع نہ کرسکتا تھا اور نہ کمزور انسان ان کے عدل سے مایوس ہوتا تھا۔

میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے انہیں بعض مواقع پر ستاروں کے ڈھلنے کے بعد اندھیری راتوں میں دیکھا کہ وہ اپنے محراب میں اپنی داڑھی پکڑ کر سانپ کے ڈسے ہوئے کی طرح تڑپ رہے تھے اور غمگین کی طرح رو رہے تھے اور گویا کہ میں اب بھی انہیں سن رہا ہوں کہ وہ کہہ رہے ہیں: يَا رَبَّنَا يَا رَبَّنَا اور اس کے سامنے گریہ زاری کر رہے ہیں۔ پھر دنیا سے کہہ رہے ہیں کہ تو مجھے دھوکہ دیتی ہے اور میری طرح لپکتی ہے؟ مجھ سے دور رہ، کسی اور کو دھوکہ دے، میں تو تجھے تین طلاقیں دے چکا ہوں، تیری عمر چھوٹی ہے اور محفل حقیر ہے اور مرتبہ معمولی ہے۔ آہ! سفر لمبا ہے، سفر خرچ کم ہے اور راستہ پُر خطر ہے!!'' یہ سن کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل آئے اور ان کی داڑھی پر بہنے لگے۔ انہوں نے آنسوؤں کو آستین سے خشک کرنا شروع کر دیا اور ہم نشین بلک بلک کر رونے لگے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: ابو الحسن پر اللہ رحم فرمائے۔ یقیناً وہ ایسے ہی تھے۔ اے ضرار! ان کی شہادت پر تیرا غم کیسا ہے؟ انہوں نے کہا:

''جیسے کسی عورت کے اکلوتے بیٹے کو اس کی گود میں ہی ذبح کر دیا گیا، نہ تو اس کے آنسو تھمتے ہیں، نہ غم ختم ہوتا ہے۔'' [1]

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما:

ابو الحکم عبدالرحمٰن بن ابی نعم الکوفی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا تھا اور ایک آدمی نے ان سے (حالت احرام میں) مچھر کے خون کے بارے

[1] نهج البلاغة، ص: ٣٧٤۔ حلية الاولياء: ١/٨٤.

میں پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: تو کہاں کا رہنے والا ہے؟ اُس آدمی نے کہا: میں اہل عراق میں سے ہوں۔ انہوں نے فرمایا: اسے دیکھو یہ مجھ سے مچھر کے خون کے بارے میں پوچھ رہا ہے اور انہوں نے پیارے نبی کریم ﷺ کے پیارے بیٹے (سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ) کو شہید کیا ہے اور میں نے پیارے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تھا:

''یہ دونوں شہزادے (سیّدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما) دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔'' ❶

سعد بن عبیدہ کا بیان ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک آدمی آیا اور ان سے عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھنے لگا، آپ نے ان کے فضائل و عمدہ کارناموں کا ذکر کیا اور فرمایا: شاید تمہیں یہ بات اچھی نہیں لگی؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تیری ناک خاک آلود کرے، پھر اس نے آپ سے علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے ان کے بھی فضائل اور عمدہ کارناموں کا ذکر کیا اور کہا یہ وہی علی ہیں جن کا گھر نبی اکرم ﷺ کے گھروں میں سب سے بہتر گھر تھا، پھر فرمایا: شاید تجھے یہ بات اچھی نہیں لگی؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تجھے رسوا کرے، جا نکل جا اور جتنا تیرا بس چلے کر گزر۔ ❷

سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ:

سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَبُوْبَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَ عُمَرُ فِي الْجَنَّةِ وَ عُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَ عَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ وَ طَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ وَ الزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ وَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ وَ سَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ فِي الْجَنَّةِ وَ سَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ فِي الْجَنَّةِ وَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ [رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ])) ❸

---

❶ صحيح بخاری، كتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، رقم: ٣٧٥٣.

❷ الصحيح المسند من فضائل الصحابة (العدوی، ص: ١٤٠).

❸ سنن الترمذی، رقم: ٣٧٤٧۔ مشكوٰة المصابيح، رقم: ٦١٠٩۔ محدث البانی نے اسے ''صحيح'' قرار دیا ہے۔

''(۱) ابوبکر (صدیق) جنت میں ہیں (۲) عمر جنت میں ہیں (۳) عثمان جنت میں ہیں (۴) علی جنت میں ہیں (۵) طلحہ جنت میں ہیں (۶) زبیر جنت میں ہیں (۷) عبدالرحمٰن بن عوف جنت میں ہیں (۸) سعد بن ابی وقاص جنت میں ہیں (۹) سعید بن زید جنت میں ہیں (۱۰) اور ابوعبیدہ بن الجراح جنت میں ہیں۔ [رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ]''

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ:

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت کریمہ ﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَ اَبْنَآءَ کُمْ....﴾ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی و فاطمہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو بلا کر ارشاد فرمایا: ''اے اللہ تو گواہ رہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔'' ❶

طبقات ابن سعد میں سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بڑھ کر کوئی حاضر دماغ، عقل مند، صاحب علم و فہم اور متحمل مزاج نہیں دیکھا۔ واللہ! میں نے بارہا دیکھا ہے کہ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جیسے مدبر مشکل معاملات میں انہی کو بلایا کرتے تھے۔ ❷

ربیعہ الجرشی سے روایت ہے کہ ایک آدمی کے پاس علی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ ہوا، وہاں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، آپ فرمانے لگے: کیا تم علی رضی اللہ عنہ کی باتیں کرتے ہو، ان کے چار ایسے فضائل ہیں کہ اگر ان میں کوئی ایک بھی مجھے مل جائے تو وہ مجھے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ محبوب ہے، ان میں ایک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: ((لَاُعْطِیَنَّ الرَّایَۃَ غَدًا..... الخ)) کل ایک ایسے آدمی کو جھنڈا دوں گا.....، دوسرا آپ کا فرمان کہ ((اَنْتَ مِنِّی بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی)) یعنی تم میری جگہ ایسے ہو جیسے ہارون موسیٰ کے قائم مقام تھے، تیرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ ((مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ)) میں جس کا دوست ہوں

---

❶ صحیح مسلم، رقم: ٦٢١٧، ٢٤٠٤.

❷ الطبقات لابن سعد: ٣٦٩/٢.

تو علی اس کے دوست ہیں اور اس خبر کے راوی سفیان چوتھی فضیلت کو بھول گئے۔ ❶

سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ:

سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ کسی سواری پر سوار ہوئے تو سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی مہار تھامنا چاہی۔ سیّدنا زید بن ثابت نے اس موقع پر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی براہِ کرم آپ ایسا نہ کریں۔ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جواباً ارشاد فرمایا: ہم کو علمائے کرام اور فضلائے عظام کے ساتھ اسی طرح ادب و احترام سے پیش آنے کی تربیت دی گئی ہے۔ سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف اپنا ہاتھ بڑھا دیا۔ سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور فرمایا:

''ہم کو اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی طرح ادب و احترام روا رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔'' ❷

سیدنا طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ:

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی علم و فہم اور ذہانت عطا کیے گئے تھے۔ میں نے نہیں دیکھا کہ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کسی کو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما پر ترجیح دی ہو۔ ❸

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما:

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی وفات کی اطلاع دی گئی تو افسوس سے اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر مار کر فرمانے لگے:

''اوہو! سب لوگوں سے بڑا عالم اور سب لوگوں سے بڑا عقل مند فوت ہو گیا۔ اللہ کی قسم! ان کی وفات سے امت مسلمہ کو بڑا نقصان پہنچا ہے جو پورا نہ ہو سکے گا۔'' ❹

---

❶ فضائل الصحابة: ۲/۷۹۸.
❷ البداية و النهاية: ۸/۳۰۱.
❸ الطبقات لابن سعد: ۲/۳٦۹.
❹ الطبقات لابن سعد: ۲/۳۷۰.

باب نمبر ۵:

اہل بیت کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اہل بیت اطہار سے محبت ومودت کے بیان کے بعد ضروری تھا کہ اہل بیت کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ محبت ومودت کو بیان کر دیا جائے تا کہ طعن وتشنیع کرنے والوں کے دلوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قدر اور مرتبہ جاگزیں ہو جائے۔

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا﴾ (الفتح: ۲۹)

''محمد اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو اُن کے ساتھ ہیں وہ کفار پر بڑے سخت ہیں اور آپس میں رحم دل ہیں تو انہیں رکوع اور سجدے کرتے ہوئے دیکھے گا وہ اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی حاصل کرتے ہیں۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

((لَا يَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ اِلَّا صَاحِبُ الْجَمَلِ الْاَحْمَرِ)) [1]

''اس شجر کے نیچے بیعت کرنے والوں میں سے کوئی شخص بھی جہنم میں داخل نہیں ہوگا سوائے سرخ اونٹ والے شخص کے۔''

سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

امیر المومنین سیّدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی جامع مسجد میں خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں لوگوں کو مخاطب کر کے پوچھا: ((اَيُّهَا النَّاسُ أَخْبِرُوْنِيْ مَنْ أَشْجَعُ النَّاسِ؟)) لوگو!

---

[1] صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، رقم: ١٦٣ ـ سنن ترمذی، كتاب المناقب، باب فی فضل من بايع تحت الشجرة، رقم: ٨٣٦٣.

مجھے بتاؤ کہ سب سے بڑھ کر شجاع اور دلیر کون ہے؟'' انہوں نے جواب دیا: اے امیر المومنین! آپ ہی شجاع ترین انسان ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: جہاں تک میرا معاملہ ہے میرا جس کسی دشمن سے مقابلہ ہوا میں نے حساب برابر کر دیا لیکن تم مجھے اشجع الناس کے متعلق بتاؤ کہ وہ کون ہے؟ حاضرین نے کہا: پھر ہم نہیں جانتے لہٰذا آپ ہی بتائیں کہ وہ کون ہے؟

تو آپ نے ارشاد فرمایا: ابوبکر ہیں، غزوہ بدر کے دن ہم نے رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک چھپر بنایا۔ ہم نے کہا: آپ علیہ السلام کے ساتھ کون ہوگا تاکہ کوئی مشرک آپ کی طرف نہ بڑھ سکے اللہ کی قسم! ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے سب سے زیادہ قریب تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے سر پر ننگی تلوار لے کر کھڑے رہے جب بھی کوئی آپ علیہ السلام کی طرف بڑھتا ابوبکر رضی اللہ عنہ اس طرف بڑھتے یہی لوگوں میں سب سے بہادر ہیں۔ میں نے دیکھا کہ قریش رسول اللہ ﷺ کو پکڑ لیتے کوئی مارتا کوئی منہ کے بل گراتا اور کہتے تم نے ہی تمام معبودوں کو ایک معبود قرار دیا۔ اللہ کی قسم! ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی بھی ان کے قریب نہ جاتا۔ وہ کسی کو مارتے کسی کو دھکا دیتے اور کسی کو گراتے اور کہتے: تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے چادر اٹھا کر رونا شروع کیا یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھی تر ہوگئی۔ پھر آپ نے کوفی سامعین سے کہا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ مجھے بتاؤ: ''مومنِ آل فرعون بہتر تھا ..... یا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ؟'' حاضرین کوئی جواب نہ دے سکے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''تم جواب کیوں نہیں دیتے اللہ کی قسم! سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ گھڑی آل فرعون کے مومن کے مثل سے بہتر ہے کیونکہ وہ اپنا ایمان چھپائے پھرتا تھا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے ایمان کا اعلان کر رہے تھے۔ [1]

لاکھ چھپایا رازِ محبت نہ چھپ سکا
آنکھوں نے رو کر یار سے اظہار کر دیا

سیّدنا ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

---

[1] مسند بزار بحواله كنز الاعمال، رقم: ٣٥٦٩٠.

''خبردار! کیا میں تمہیں اس امت کے نبی کے بعد اس امت کے بہترین شخص کے بارے میں خبر نہ دوں؟ وہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا: کیا میں سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد اس امت کے بہترین شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔'' ❶

امام ذہبی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ:

''سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت کے بہترین شخص سیّدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔'' اللہ کی قسم! سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہ بات فرمائی ہے اور یہ ان سے بطریق متواتر ثابت ہے کیونکہ انہوں نے یہ بات کوفہ کے منبر پر کہی تھی اللہ تعالیٰ رافضیوں پر لعنت کرے وہ کتنے جاہل ہیں۔'' ❷

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ وَ لِاَبِيْ بَكْرٍ: مَعَ أَحَدُكُمَا جِبْرِيْلُ، وَ مَعَ الْآخَرُ مِيْكَائِيْلُ، وَ إِسْرَافِيْلُ مَلَكٌ عَظِيْمٌ يَشْهَدُ الْقِتَالَ، وَ يَكُوْنُ فِي الصَّفِّ)) ❸

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تم میں سے ایک کے ساتھ جبریل اور دوسرے کے ساتھ میکائیل ہیں، جبکہ اسرافیل ایک بہت بڑے فرشتے ہیں جو کہ لڑائی میں حاضر ہوتے ہیں اور صف میں موجود ہوتے ہیں۔''

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''میں نے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، میں تم میں کوئی ایسا انسان نہیں دیکھ رہا

---

❶ زوائد مسند الامام احمد: ١/١٠٦، ١/١١٠.

❷ سير اعلام النبلاء للذهبي: ٢٨/١٥.

❸ المستدرك للحاكم: ٣/٦٨۔ السنة لابن ابی عاصم: ١٢٥٢۔ مصنف ابن ابی شيبة: ١٢/١٦۔ حاکم نے اسے "صحیح" کہا ہے اور حافظ ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

جو ان کے مشابہ ہو۔ وہ پراگندہ حالت میں صبح کرتے تھے، کیونکہ وہ قیام اور سجدوں میں رات بسر کرتے تھے۔ وہ اپنی پیشانیوں اور رخساروں پر ٹیک لگا کر راحت حاصل کرتے تھے اور اپنے یومِ حساب کو یاد کر کے یوں کھڑے ہوتے تھے، جیسے وہ انگاروں پر کھڑے ہوں اور طویل سجدوں کی وجہ سے گویا ان کی آنکھوں کے درمیان بکری کے گھٹنے جیسے نشان پڑ گئے تھے۔ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا تو ان کی آنکھوں سے آنسو اُمڈ پڑتے یہاں تک کہ ان کے گریبان تر ہو جاتے۔ وہ عذاب کے خوف اور ثواب کی اُمید کی وجہ سے یوں لرزتے کانپتے جھک جاتے جیسے آندھی کے طوفان سے درخت جھک جاتے ہیں۔'' [1]

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو پتا چلا کہ کچھ لوگ سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہیں تو آپ منبر پر چڑھے اور ارشاد فرمایا:

((وَ الَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَ بَرَأَ النَّسْمَةَ لَا یُحِبُّهُمَا اِلَّا مُؤْمِنٌ فَاضِلٌ، وَّ لَا یُبْغِضُهُمَا وَ لَا یُخَالِفُهُمَا اِلَّا شَقِیٌّ مَارِقٌ، فَحُبُّهُمَا قُرْبَةٌ وَّ بُغْضُهُمَا مُرُوْقٌ، مَا بَالُ اَقْوَامٍ یَّذْکُرُوْنَ اَخَوَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ وَزِیْرَیْهِ وَ صَاحِبَیْهِ وَ سَیِّدَیْ قُرَیْشٍ وَ اَبَوَیِ الْمُسْلِمِیْنَ؟ وَ اَنَا بَرِیْءٌ مِمَّنْ یَّذْکُرُهُمَا بِسُوْءٍ وَ عَلَیْهِ مُعَاقِبٌ)) [2]

''اس ذات کی قسم جس نے دانے اور گٹھلی کو پھاڑا اور روح کو پیدا کیا! ان دونوں سے وہی محبت کرے گا جو فاضل مومن ہوگا اور ان دونوں سے وہی بغض و عداوت رکھے گا جو بدبخت اور مارق ہوگا، کیونکہ ان دونوں کی محبت تقرب الٰہی کا سبب ہے اور ان سے بغض ونفرت رکھنا دین سے خارج ہونے کی علامت ہے۔ ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے دو بھائیوں اور دو وزیروں اور

---

[1] نهج البلاغة.

[2] كنز العمال، رقم: ٣٦٠٩٦.

دو ساتھیوں اور قریش کے دو سرداروں اور مسلمانوں کے دو باپوں کو نازیبا الفاظ سے یاد کرتے ہیں؟ میں ان لوگوں سے لاتعلق ہوں جو ان دونوں کو برے الفاظ سے یاد کرتے ہیں اور اس پر انہیں سزا دوں گا۔''

امیر المومنین سیّدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے جس قدر محبت تھی اس کا اندازہ درج ذیل روایت سے بخوبی کیا جا سکتا ہے۔ امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ مصنف میں اور امام محبّ طبری ''ریاض النضرة'' میں اور امام ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ ''الرقة و البكاء'' میں حضرت ابو مریم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امیر المومنین سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے جسم پر پرانا کمبل دیکھا جن کے کنارے گھس چکے تھے۔ میں نے کہا: اے امیر المومنین! مجھے آپ سے ایک کام ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بولو، کیا کام ہے؟ میں نے عرض کیا کہ آپ اس کمبل کو اتار پھینکیں اور کوئی دوسرا کمبل اوڑھ لیں۔ یہ سنتے ہی آپ رضی اللہ عنہ نے وہ کمبل اپنے منہ پر ڈال لیا اور رونے لگے۔ میں نے عرض کیا: اے امیر المومنین! اگر مجھے معلوم ہو جاتا کہ میری اس بات کا آپ پر اس قدر ناگوار اثر ہونا ہے تو میں یہ بات کبھی نہ کہتا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ کمبل مجھے میرے خلیل نے پہنایا تھا۔ میں نے عرض کیا: آپ کا خلیل کون ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، انہوں نے اللہ سے خلوص کا معاملہ کیا تو اللہ نے اُن سے خیر خواہی کی۔ [1]

امام ابوبکر بن ابی شیبہ ''مصنف'' میں اور امام ابوبکر محمد حسین آجری ''الشریعة'' میں اپنی سند کے ساتھ محمد بن حاطب سے روایت کرتے ہیں کہ چند لوگوں نے سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ بن علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے متعلق تاثرات لینے کا ارادہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: چند لمحوں میں حضرت امیر المومنین تشریف لانے والے ہیں اس لیے تم حضرت عثمان کے متعلق ان سے پوچھنا۔ چنانچہ چند لمحوں کے دوران امیر المومنین حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو حاضرین نے ان سے سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے متعلق پوچھا تو آپ نے سورہ مائدہ کی آیت:

---

[1] مصنف ابن ابی شیبة: ۲۹/۱۲، رقم: ۱۲۰٤٦.

﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اَحْسَنُوْا وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (المائدة : ٩٣)

''جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے عمل صالح کیا، انہوں نے جو کچھ (پہلے) کمایا اس کا کوئی گناہ نہیں، اگر وہ متقی اور ایمان والے تھے اور عمل صالح کیا تھا، پھر (اس کے بعد بھی) متقی اور ایمان والے رہے، پھر تقویٰ اور عمل صالح کی راہ پر گامزن رہے، اور اللہ اچھا کام کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

پڑھنا شروع کر دی۔ چنانچہ جب آپ نے اس آیت کریمہ کا لفظ: اِذَا مَا اتَّقَوْا پڑھا تو فرمایا:

((كَانَ عُثْمَانُ مِنَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا))

اور جب وَّ اٰمَنُوْا پڑھا تو فرمایا:

((كَانَ عُثْمَانُ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا))

اور جب ثُمَّ اتَّقُوْا پڑھا تو فرمایا:

((كَانَ عُثْمَانُ مِنَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا))

اور جب وَ أَحْسَنُوْا پڑھا تو فرمایا:

((كَانَ عُثْمَانُ مِنَ الَّذِيْنَ أَحْسَنُوْا))

اور وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ پر آیت ختم کر دی۔ [1]

اس آیت کے ہر ہر لفظ کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لینا کس بات پر دلالت کرتا ہے؟! اس بات پر کہ آپ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ایمانی اور نسبی محبت تھی۔

عبد خیر کہتے ہیں کہ میں نے سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا، آپ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

---

[1] مصنف ابن ابی شیبة، رقم: ١٢١٠٩.

((قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى خَيْرِ مَا قُبِضَ عَلَيْهِ نَبِيٌّ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ، وَ اَثْنٰى عَلَيْهِ ﷺ، قَالَ: ثُمْ اسْتَخْلَفَ اَبُوْبَكْرٍ، فَعَمِلَ بِعَمَلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ بِسُنَّتِهٖ، ثُمَّ قُبِضَ اَبُوْبَكْرٍ عَلٰى خَيْرِ مَا قُبِضَ عَلَيْهِ أَحَدٌ، وَ كَانَ خَيْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا ﷺ، ثُمَّ اسْتَخْلَفَ عُمَرُ، فَعَمِلَ بِعَمَلِهِمَا وَ سُنَّتِهِمَا، حَتّٰى قُبِضَ عَلٰى خَيْرِ مَا قُبِضَ عَلَيْهِ اَحَدٌ، وَ كَانَ خَيْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا وَ بَعْدَ اَبِيْ بَكْرٍ)) [1]

''اللہ کے رسول ﷺ اس سب سے بہترین طریقے پر فوت ہوئے، جس پر کوئی نبی فوت ہوا تھا، آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی نعت بیان کی، اور فرمایا پھر سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے افعال اور آپ ﷺ کی سنتوں پر عمل کیا، پھر سیّدنا ابوبکر کو بہترین موت آئی اور آپ ﷺ نبی اکرم ﷺ کے بعد اس امت کے سب سے بہترین فرد تھے، پھر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب کیے گئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ دونوں کے افعال اور طریقے کو اپنایا، پھر وہ بہترین موت فوت ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ اور سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد اس امت کے سب سے بہترین فرد تھے۔''

ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیّدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا:

''سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ (وفات کے بعد) اپنی چارپائی پر رکھ دیئے گئے۔ لوگوں نے ان کو چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا، وہ آپ کے اٹھائے جانے سے پہلے آپ کے لیے دعا و استغفار کر رہے تھے۔ مجھے کسی اس آدمی کے سوا کسی نے متوجہ نہیں کیا، جو میرے کندھے کو پکڑنے والا تھا، اچانک وہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ تھے، انہوں نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے لیے رحم کی دعا کی اور فرمایا: آپ نے اپنے پیچھے کسی ایسے

[1] مصنف ابن ابی شیبة: ٧/٣٣٤۔ زوائد مسند الامام احمد: ١/١٢٧.

شخص کو نہیں چھوڑا، جس جیسے عمل لے کر اللہ کے دربار میں پیش ہونا میں زیادہ اچھا سمجھتا ہوں، مجھے یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں (رسول اللہ ﷺ اور سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ جگہ دے گا، میں اکثر نبی کریم ﷺ سے سنا کرتا تھا کہ میں، ابوبکر اور عمر گئے، میں، ابوبکر اور عمر داخل ہوئے، میں، ابوبکر اور عمر نکلے۔'' ❶

سیّدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی شادی سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے ہوگئی تھی لیکن سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے سیّدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے محمد ربیب عطا فرمایا جس کو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں مصر کا والی بنایا۔ ❷

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ابوبکر کا نام صدیق نازل کیا ہے۔ ❸

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

''بلاشبہ مجھ سے ان لوگوں نے بیعت کی ہے جنھوں نے سیّدنا ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم سے ان چیزوں پر بیعت کی ہے جن چیزوں کی انہوں نے ان سے بیعت کی کسی بھی موجود شخص کے لیے انتخاب کرنے کا کوئی اختیار نہیں تھا اور نہ ہی غائب شخص کے لیے ٹھکرانے کی کوئی گنجائش تھی بلاشبہ شوریٰ کا حق مہاجرین و انصار سب کو حاصل تھا اگر ان سب نے کسی شخص کے بارے میں اتفاق کیا اور اس کو امام مقرر کیا تو یہ اللہ کی رضا کے لیے تھا اگر کسی جرم کی وجہ سے یا بدعت کی وجہ سے ان کی جماعت سے کوئی نکل گیا تو اس کو صحیح راہ پر لانے کی کوشش کرتے اگر وہ نہیں مانتا تو راہ حق پر لانے کے لیے اس سے قتال کرتے۔'' ❹

---

❶ صحیح بخاری: ۱/۵۲۰، رقم: ۳۶۸۵۔ صحیح مسلم: ۲/۲۷٤، رقم: ۲۳۸۹.

❷ اہل بیت رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تعلقات، ص: ۱۹۵.

❸ معجم کبیر طبرانی: ۱/۵۵۔ فتح الباری: ۷/۱۱.

❹ نهج البلاغة، ص: ۳٦٦۔ بحار الانوار: ۲۳/۷٦.

عمرو بن سفیان سے روایت ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خلافت کے سلسلے میں ہمیں کوئی حکم نہیں دیا ہے تا آنکہ اپنی رائے سے ہم نے باہم مشورہ سے جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا۔ چنانچہ آپ نے لوگوں کو درست کیا اور خود درست رہے تا آنکہ آخرت کی راہ لی۔ ❶ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حد درجہ احترام کرتے تھے۔ ان کو بلکہ تمام بنو ہاشم کو وظائف وغیرہ میں دوسرے صحابہ سے بہت مقدم رکھتے تھے۔ رُتبہ و احترام، محبت و عقیدت اور توصیف و تعظیم میں ان کو بلند مرتبہ جانتے تھے اور دوسرے صحابہ سے انہیں افضل سمجھتے تھے، کیونکہ ان کو فضیلت اللہ تعالیٰ نے عطا کی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی زبان سے کبھی کوئی بری بات نہیں سنی گئی، بلکہ بنو ہاشم میں سے کسی کے بارے میں بھی کوئی برا کلمہ کبھی ان کی زبان پر نہیں آیا تھا۔ اسی طرح یہ بات بھی قطعاً ثابت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شیخین رضی اللہ عنہما سے محبت و عقیدت رکھتے تھے، ان کی تعظیم کرتے تھے اور انہیں پوری امت میں سے افضل خیال کرتے تھے اور ان کے بارے میں کبھی کوئی برا کلمہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زبان پر نہیں آیا۔ نہ کبھی انہوں نے یہ کہا کہ میں شیخین سے بڑھ کر خلافت کا مستحق ہوں۔ جو شخص بھی تاریخی حقائق اور معتبر روایات سے واقفیت رکھتا ہے وہ اس بات سے بخوبی واقف ہے۔'' ❷

علامہ طبری نے الاحتجاج میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھا ہے کہ:

((ثُـمَّ تَنَاوَلَ يَدَا اَبِىْ بَكْرٍ فَبَايَعَهٗ ، قَالَ اُسَامَةُ لَهٗ هَلْ بَايَعْتَهٗ؟ قَالَ نَعَمْ! يَا اُسَامَةُ!)) ❸

---

❶ الاعتقاد، ص: ١٨٤۔ امام بیہقی نے "دلائل النبوۃ" میں اس کی سند کو حسن کہا ہے۔

❷ منهاج السنة النبوة: ١٧٨/٦.

❸ احتجاج طبرسی: ١١٠/١.

''پھر انہوں نے جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے اور بیعت کی۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا: کیا آپ نے ان کی بیعت کر لی؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہاں، اے اسامہ!''

سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما:

ابوبکر ابن العربی فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سچا وعدہ کہ: ((اَلْخِلَافَةُ فِیْ اُمَّتِیْ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ تَعُوْدُ مُلْکًا)) ''میری امت میں تیس سال خلافت جاری رہے گی پھر بادشاہت کی طرف پلٹ جائے گی۔''

لہٰذا صحیح ثابت ہوا ہے۔ چنانچہ سیدنا ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کی خلافت اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی آٹھ مہینے کی خلافت تین سال سے نہ ایک دن زیادہ ہوتی ہے اور نہ کم ہم تمام چیزوں کا علم رکھنے والے رب کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں جس کے علاوہ کوئی حقیقی رب نہیں۔'' ❶

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ رقم طراز ہیں کہ اس بات کی دلیل کہ وہ (سیدنا حسن رضی اللہ عنہ) خلفائے راشدین میں سے ہیں، وہ حدیث ہے جسے میں نے سفینہ رحمہ اللہ کے طریق سے علامات النبوۃ میں ذکر کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((اَلْخِلَافَةُ بَعْدِیْ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ ثَلَاثُوْنَ مُلْکًا)) اور تیس سال سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی خلافت کو لے کر پورے ہوتے ہیں۔ ❷

سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کی شرائط میں ایک شرط یہ بھی لگائی تھی کہ وہ لوگوں کے مابین کتاب وسنت اور خلفائے راشدین کے طریقہ کے مطابق فیصلہ کریں۔ ❸

---

❶ احکام القرآن لابن العربی: ٤/١٧٢٠.

❷ البدایة و النهایة: ١١/١٣٤.

❸ کشف الغمة: ١/٥٧٠۔ بحار الانوار: ٤٤/٦٤.

سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی زندگی میں کم از کم تین دفعہ ایسا ہوا کہ انہوں نے اپنے مال کو دو حصوں میں تقسیم کیا اور ہر مرتبہ آدھا مال اللہ کی راہ میں تقسیم کر دیا ایک بار سیّدنا امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے ان کی خدمت میں ایک لاکھ درہم ارسال کیے تو جو لوگ ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تمام رقم فوری طور پر انہی میں تقسیم کر دی، ہر ایک کے حصے میں دس ہزار درہم آئے۔ ایک بار انہیں معلوم ہوا کہ سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بہت سخت بیمار ہیں ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے تو وہ سخت غم زدہ نظر آئے۔ پوچھا: آپ کو کیا فکر ہے؟ آپ تو اللہ کے رسول کے محبوب ہیں؟ انہوں نے حزن و یاس میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا: میرے ذمے ساٹھ ہزار درہم قرض ہے اور ادائیگی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا: فکر نہ کریں یہ قرض میں ادا کروں گا۔ یہ سن کر سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے چہرے پر اطمینان کی لہر دوڑ گئی۔ ❶

سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی جان بچانے کے لیے بھرپور سرگرمی دکھائی تھی۔ ❷

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ان کے متعلق یوں تبصرہ فرمایا ہے:

''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کی بہت تکریم و تعظیم کیا کرتے تھے، حد درجہ احترام فرماتے تھے، بلکہ ان پر فدا و قربان ہوتے تھے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا بھی یہی حال تھا۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی بہت تعظیم کیا کرتے تھے اور ان سے حد درجہ محبت فرماتے تھے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گھر میں محصور تھے اس وقت حضرت حسن رضی اللہ عنہ تلوار لٹکائے ان کے پاس موجود تھے، وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دفاع کے سلسلے میں لڑنا چاہتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خدشہ ہوا کہ کہیں ان کو کوئی گزند نہ پہنچ جائے، اس لیے

---

❶ الحسن بن علی بن ابی طالب، ڈاکٹر علی محمد الصلابی، ص: ۲۹۷.

❷ الاستیعاب حاشیه الاصابة: ۳۶۹/۱.

انہیں اللہ کا واسطہ دے کر گھر بھیج دیا تا کہ وہ محفوظ رہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کوئی پریشانی نہ ہو۔'' ❶

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے ابن سعد رحمہ اللہ کے حوالے سے ''الاصابۃ'' میں بیان کیا ہے کہ:

''حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے عمرو بن سلمۃ الارحبی کو صلح کی غرض سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عامر اور حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہما کو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ ان دونوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی شرائط مان لیں۔ اس طرح فریقین میں صلح ہوگئی۔ پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ ساتھ ساتھ کوفے میں داخل ہوئے۔

علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ:

''سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی جامع مسجد میں مجمع عام کے سامنے اپنی دست برداری کا اعلان ان الفاظ میں کیا:

لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہمارے اگلوں کے ذریعے سے تم کو ہدایت دی اور پچھلوں کے ذریعے تمہاری خونریزی بند کرائی۔ دانائیوں میں بہتر دانائی تقویٰ اور عجز میں سب سے بڑا عجز فجور (بداعمالی) ہے اور یہ امر (خلافت) جو ہمارے اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان متنازعہ فیہ ہے یا تو وہ اس کے مجھ سے زیادہ حق دار ہیں یا یہ میرا حق ہے جس سے میں اللہ عزوجل کی خوشنودی، امت محمدیہ کی اصلاح اور تم لوگوں کو خونریزی سے بچانے کی خاطر دستبردار ہوتا ہوں۔''

شیخ صدوق قمی روایت بیان کرتے ہیں:

((عَنْ عَامِرٍ قَالَ بَايَعَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ مُعَاوِيَةَ)) ❷

---

❶ البداية و النهاية: ١١/١٩٢، ١٩٣.

❷ على الشرائع، ص: ٢١٨.

''عامر فرماتے ہیں کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے امیر معاویہ کی بیعت کی۔''

ایک دفعہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کے کسی شخص سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے حالات دریافت کیے تو اس نے کہا:

''فجر کی نماز سے طلوع آفتاب تک مصلے پر رہتے ہیں پھر ٹیک لگا کر بیٹھ جاتے ہیں اور ملاقات کے لیے آنے والوں سے ملتے ہیں۔ دن چڑھے چاشت کی نماز ادا کر کے امہات المومنین رضی اللہ عنہن کی خدمت میں سلام کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔'' ❶

سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما اور سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ اہم شرائط:

۱۔ سب کو بلا استثنا امان دی جائے گی۔

۲۔ کوئی عراقی محض بغض و کینہ کی وجہ سے نہ پکڑا جائے گا۔

۳۔ صوبہ رہواز کا کل خراج سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے لیے مخصوص کر دیا جائے گا اور انہیں سالانہ دو لاکھ درہم دیئے جائیں گے۔

۴۔ وظائف وعطیات میں بنو ہاشم کو بنو امیہ پر ترجیح دی جائے گی۔

ان شرائط پر سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بڑی سختی سے عمل کیا اور قائدین کے تدبر اور فہم و فراست کے باعث امت کے حق میں اس صلح کے بہت شان دار نتائج ظاہر ہوئے۔ مسلمانوں نے باہم متحد ہو کر دشمن کا ہر میدان میں مقابلہ کیا لوگوں میں خوش حالی آئی اور اسلامی حکومت نہایت مستحکم ہوگئی۔ ❷

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ:

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما مدت تک شہادت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر کف افسوس ملتے رہے اور جب کسی مجلس میں بیٹھتے تو رو رو کر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اوصاف بیان کرتے اور فرماتے کہ

---

❶ تاريخ دمشق لابن عساكر.

❷ سير اعلام النبلاء: ٢٦٤/٣۔ البداية و النهاية: ٦١٧/٧.

رسول اللہ ﷺ کے اس داماد نے آخر دم تک ہمارا خیال رکھا اور ہمارے حقوق کو زائل نہیں ہونے دیا۔

سیّدنا علی بن حسین زین العابدین رحمہ اللہ:

یزدجرد کسریٰ کی بیٹی کا نکاح سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے ہوا جس سے علی زین العابدین پیدا ہوئے۔ [1]

ساتویں صدی کے مشہور شیعہ محدث بہاؤ الدین ابوالحسن علی بن حسین اربلی اپنی کتاب کشف الغمة فی معرفة الائمة میں لکھتے ہیں کہ عراقیوں کا ایک گروہ سبط رسول سیّدنا علی بن حسین زین العابدین کے پاس آیا اور حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے متعلق نامناسب باتیں کرنے لگا۔ جب وہ اپنی باتوں سے فارغ ہوا تو آپ نے فرمایا: ''میں تم سے پوچھتا ہوں کہ کیا تم ان اوّلین مہاجروں میں سے ہو؟

﴿الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ﴾ (الحشر: ٨)

''وہ لوگ جو رضائے الٰہی کی تلاش کی پاداش میں اپنے مالوں اور گھروں سے بے دخل کر دیئے گئے وہ اللہ اور اس کے رسول کے مددگار تھے، یہی لوگ سچے تھے۔''

انہوں نے کہا: نہیں! آپ نے فرمایا: ''کیا تم وہ لوگ ہو جنہوں نے:

﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ (الحشر: ٩)

''اور (وہ مال) ان لوگوں کے لیے ہے جو مہاجرین مکہ کی آمد سے پہلے ہی مدینہ میں مقیم تھے اور ایمان لا چکے تھے، وہ لوگ مہاجرین سے محبت کرتے اور ان مہاجرین کو مالِ غنیمت دیا گیا ہے اس کے لیے وہ اپنے دلوں میں تنگی اور حسد

[1] اہل بیت رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تعلقات، ص: ۱۹۳۔

نہیں محسوس کرتے ہیں اور انہیں اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں، اگرچہ وہ خود تنگی میں ہوں۔''

انہوں نے کہا: نہیں! آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: ''تم بذاتِ خود اس بات کے اقراری ہو گئے کہ تم ان دونوں فریقوں میں سے نہیں ہو اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان لوگوں میں سے بھی نہیں ہو، جن کے متعلق اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے خبر دی ہے کہ:

﴿يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ (الحشر: ١٠)

''وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی معاف کر دے جو پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ پیدا نہ کر۔'' میرے پاس سے نکل جاؤ، اللہ تمہارا (برا) کرے۔''

امام علی بن حسین زین العابدین علیہ السلام نماز میں اپنے نانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے لیے دعا کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''اے اللہ! اصحابِ محمد پر خاص طور پر رحم فرما، جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت اچھی طرح ساتھ دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنے میں بہترین کردار ادا کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا اور آپ کی مدد لینے کے لیے تیزی سے لپکے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کی اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رسالت کی دلیل ان کے سامنے واضح کر دی انہوں نے آپ کی بات کو قبول کر لیا، اسلام کا کلمہ بلند کرنے کے لیے انہوں نے اپنے بیوی بچوں کو داغِ مفارقت دے دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو ثابت کرنے کے لیے انہوں نے آباء و ابناء سے جنگ کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والوں کے ذریعہ ان کو فتح و غلبہ حاصل ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و مودت کی وجہ سے وہ نہ ختم ہونے والی تجارت کے امیدوار بنے، ان کو ان

کے قبیلہ والوں نے اس وقت چھوڑ دیا جب انہوں نے آپ ﷺ کا دامن پکڑ لیا اور جب آپ ﷺ کے قریب ہوئے تو تمام قرابتیں اور رشتہ داریاں چھوٹ گئیں، لہٰذا اے اللہ! ان کو آپ کے لیے اور آپ کے راستے میں جو چیزیں ترک کرنی پڑیں، اس کو مت بھولنا، اے اللہ! ان کو اپنی رضا کے ذریعہ راضی کر دے، انہوں نے تیرے لیے مخلوق سے جنگ مول لی، تیرے رسول کے ساتھ یہ آپ کے لیے آپ کی طرف بلانے والے تھے، انہوں نے اپنی قوم کے علاقوں کو آپ کے لیے چھوڑ دیا، خوش حالی سے نکل کر تنگدستی کو ترجیح دی، اے اللہ! اس کو ان کے حق میں قبول فرما، اے اللہ! ان سب کی احسان کے ساتھ اتباع کرنے والوں کو بہترین جزا عطا فرما، جو کہتے رہتے ہیں:

''اے ہمارے رب ہماری مغفرت فرما اور ہمارے ان بھائیوں کی جو ایمان میں ہم سے سبقت کر گئے۔'' (الحشر: ۱۰)

جو انہی کے نقشِ قدم پر چلے، انہی کا انہوں نے رخ کیا اور انہی کے طریقہ پر چلتے رہے، شک اور تذبذب ان کی بصیرت کو نہ روک سکا، اور ان کے نقش قدم پر چلنے اور ان کے منارۂ نور کی طرف چلنے میں ان کے اندر کوئی خلجان پیدا نہیں ہوا، ان کی نصرت و مدد کرتے رہے، انہی کے دین کو اختیار کیا، انہی کے راستے پر چلے، ان سب کے (مقام بلند) کے بارے میں ان سب کا اتفاق ہے اور انہوں نے جو کچھ ان تک پہنچایا اس کے بارے میں ان پر کوئی الزام نہیں لگاتے ہیں، اے اللہ! قیامت تک ان کی اتباع کرنے والوں پر رحم فرما، ان کی ازواج پر، ان کی اولاد پر، اور ان سب پر جو تیری اطاعت کرتے ہیں، ایسی رحمت جو ان کے لیے تیری معصیت و نافرمانی سے بچانے کا سبب بنے، جنت کے باغیچوں میں ان کے لیے کشادگی کا باعث بنے اور ان کو شیطان کی چالوں سے محفوظ رکھے۔'' [1]

---

[1] صحابہ کرام کا تعارف تالیف عبداللہ بن جوران الخضیر، ص: ۳۰-۳۴.

امام محمد باقر رحمہ اللہ:

امام محمد باقر رحمہ اللہ سے تلوار کو سونے چاندی سے مزین کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا:

''ہاں سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار کو چاندی کے ذریعہ مزین کیا۔''

(سوال کرنے والے نے پھر) پوچھا کیا آپ ان کو صدیق کہہ رہے ہیں؟ امام باقر رحمہ اللہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا:

''ہاں صدیق، ہاں صدیق، جو ان کو صدیق نہیں کہے گا اللہ دنیا اور آخرت میں اس کے قول کی تصدیق و تائید نہیں کرے گا۔'' ❶

ابن سعد نے بسام صیرفی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

''میں نے ابوجعفر سے سیّدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں اور ان کے حق میں مغفرت کی دُعا کرتا ہوں، میں نے اپنے گھر والوں میں سے ہر ایک کو ان دونوں سے محبت کرتے ہوئے دیکھا ہے۔'' ❷

امام باقر رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ:

((لَسْتُ بِمُنْكِرٍ فَضْلَ اَبِیْ بَكْرٍ)) ❸

''میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا منکر نہیں ہوں۔''

عیسیٰ بن دینار نے ابوجعفر محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رحمہ اللہ سے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

"اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لَهَا" میں ان کے لیے اللہ سے استغفار (مغفرت کی دعا) کرتا ہوں۔ ❹

---

❶ كشف الغمة: ٢/١٤٧.
❷ طبقات ابن سعد: ٥/٣٢١.
❸ احتجاج طبرسی: ٢/٢٤٦، طبع نجف.
❹ طبقات ابن سعد: ٨/٧٤.

محمد بن علی الباقر رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا کہ بنو فاطمہ اس بات پر متفق ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق وعمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں عمدہ ہی بات کہیں۔ ❶

امام باقر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ آپ نے جابر جعفی سے کہا عراق میں کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ میں نے انہیں اس کا حکم دیا ہے ان کو بتا دو کہ میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان سے اپنی براءت کا اعلان کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ ان سے بری ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! اگر میں منصب خلافت پر بیٹھا تو ان کے خون کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کا تقریب چاہوں گا اگر میں ان دونوں (جناب سیدنا ابوبکر صدیق اور عمر رضی اللہ عنہما) کے لیے استغفار نہیں کی اور دعائے رحمت نہیں کی تو مجھے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہو اللہ تعالیٰ کے دشمن ان دونوں کی عظمت سے ناواقف ہیں۔ ❷

امام جعفر صادق رحمہ اللہ:

سالم بن ابی حفصہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

((سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ، وَ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَ عُمَرَ، فَقَالَا لِي: يَا سَالِمُ! تَوَلَّاهُمَا وَ أَبْرَأْ مِنْ عَدُوِّهِمَا، فَإِنَّهُمَا كَانَا إِمَامَيْ هُدًى، قَالَ سَالِمٌ: وَ قَالَ لِي جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ: يَا سَالِمُ! أَيَسُبُّ الرَّجُلُ جَدَّهُ؟ أَبُوبَكْرٍ جَدِّي، لَا نَالَتْنِي شَفَاعَةُ مُحَمَّدٍ ﷺ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَتَوَلَّاهُمَا وَ أَبْرَأُ مِنْ عَدُوِّهِمَا)) ❸

''میں نے ابوجعفر محمد بن علی (امام باقر رحمہ اللہ) اور جعفر بن محمد (امام صادق رحمہ اللہ) سے سیّدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں سوال کیا تو ان دونوں نے مجھے کہا، اے

---

❶ سير أعلام النبلاء: ٤/٤٠٦.

❷ الاعتقاد للبيهقي، ص: ٣٦١.

❸ الاعتقاد للبيهقي: ٥٠٤.

سالم! تو ان دونوں سے محبت رکھ اور ان کے دشمنوں سے براءت کا اظہار کر، کیونکہ وہ دونوں ہدایت کے امام تھے۔ سالم کہتے ہیں کہ مجھے جعفر بن محمد الصادق رحمہ اللہ نے یہ بھی کہا کہ: اے سالم! کیا کبھی آدمی اپنے دادا کو گالی دیتا ہے؟ جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے دادا ہیں، مجھے قیامت کے دن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہیں ہوگی اگر میں ان دونوں (سیّدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) سے محبت نہ رکھوں گا اور ان کے دشمنوں سے اظہارِ براءت نہ کروں گا۔''

حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

((قَالَ اَبِیْ فَعَلَ ذٰلِكَ اَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ بَعْدَهٗ)) ❶

''میرے والد گرامی (حضرت محمد باقر رحمہ اللہ) نے ارشاد فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح عمل کیا ہے۔''

امام جعفر صادق رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا منکر ہے اس سے میرا کوئی تعلق نہیں۔ ❷

امام جعفر صادق رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

((حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ جَعْفَرٍ اَنَّهٗ قَالَ حُبُّ اَبِیْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ اِيْمَانٌ وَ بُغْضُهُمَا كُفْرٌ)) ❸

''سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی محبت ایمان کا جزء اور ان سے بغض کفر کے مترادف ہے۔''

علی ابراہیم قمی المتوفی ۳۰۷ ہجری ((اِذْهُمَا فِی الْغَارِ)) کے واقعہ میں حضرت امام جعفر صادق کی روایت نقل کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ آپ

---

❶ الجعفريات مع قرب الاسناد، ص: ٤٥.

❷ اسد الغابة: ٣/٢٠٩ـ بستان صحابة، ص: ٢٩.

❸ رجال كشی بحواله كشف الاسرار، ص: ٣٤.

''صدیق'' ہیں۔ ❶

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما:

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ:

((لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ فَلَمُقَامُ أَحَدِهِمْ سَاعَةً خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ أَحَدِكُمْ عُمْرَهُ)) ❷

''تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو گالی مت دو کیونکہ ان کا مقام یہ ہے کہ صحابی ایک ساعت عبادت کرے اور تم میں سے کوئی عمر بھر عبادت کرے تو پھر بھی وہ درجہ میں افضل ہے۔''

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مرض الموت میں انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''آپ (امت میں) پہلی خاتون ہیں جن کا بے گناہ ہونا آسمان سے نازل ہوا۔'' ❸

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

((مَا رَأَيْتُ رَجُلًا كَانَ أَخْلَقُ يَعْنِيْ لِلْمُلْكِ مِنْ مُعَاوِيَةَ)) ❹

''میں نے معاویہ سے زیادہ حکومت کے لیے مناسب (خلفائے راشدین کے بعد) کوئی نہیں دیکھا۔''

عرباض بن ساریہ السلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَ الْحِسَابَ ، وَقِهِ الْعَذَابَ)) ❺

---

❶ تفسير القمي، ص: ٢٦٦، طبع ايران.

❷ شرح عقيده طحاويه، ص: ٥٣٢.

❸ فضائل الصحابة للامام احمد ٨٧٢/٢، رقم: ١٦٣٦.

❹ تاريخ دمشق: ١٢١/٦٢۔ مصنف عبدالرزاق: ٤٥٣/١١، رقم: ٢٠٩٨٥.

❺ مسند احمد: ١٢٧/٤، رقم: ١٧١٥٢۔ صحيح ابن خزيمة، رقم: ١٩٣٨۔ ابن خزیمہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

''اے اللہ! معاویہ کو کتاب کا علم اور علم حساب عطا فرما اور اسے عذاب سے محفوظ رکھ۔''

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

((مَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَ الْمَلَائِكَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ)) ❶

''جس شخص نے میرے صحابہ کو گالی دی اس پر اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔''

ترجمان القرآن سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''اللہ ابوعمرو پر رحم فرمائے! اللہ کی قسم! وہ سب سے باعزت مددگار تھے اور نیکوں میں سب سے افضل تھے، راتوں کو بہت زیادہ عبادت کرنے والے، جہنم کی آگ کے تذکرے پر بہت زیادہ آنسو بہانے والے، ہر نیک کام کی طرف بہت زیادہ لپکنے والے اور ہر نیکی کی طرف سبقت کرنے والے تھے، وہ محبوب، خوددار، وفا شعار، تنگی کے لشکر کے ساتھ تعاون کرنے والے اور رسول کریم علیہ السلام کے داماد تھے۔'' ❷

جب سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا تو سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ کی قسم! ان کے ساتھ بہت زیادہ علم دفن ہوگیا۔'' ❸

❀❀❀❀

---

❶ سلسلة احاديث صحيحة، رقم: ٢٣٤٠.

❷ مروج الذهب: ٣/٧٥.

❸ فضائل الصحابة، از احمد بن حنبل، رقم: ١٨٧٣، قال المحقق اسناده صحيح.

باب نمبر ٦:

قرآن حکیم کی نظر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حقیقی مومن ہیں:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا گروہ وہ مقدس گروہ ہے، جو اپنے تمام اَوصافِ حمیدہ میں امتیازی حیثیت رکھتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ان انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد کائنات کا سب سے افضل ترین گروہ قرار دیا گیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جس بھی وصف کو دیکھیں وہ اپنی مثال آپ ہے۔ کوئی دوسرا ان کا مقابل نہیں ہے۔ چنانچہ ان کا ایمان ویقین، تقویٰ و ورع ، ایثار و ہمدردی ، زہد وقناعت یہ سب بے مثال تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان کی گواہی اور تصدیق اپنے کلام مقدس میں اتاردی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ط لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ط اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَo فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌo﴾ (الحجرات : ٧، ٨)

''اور جان رکھو کہ تمہارے درمیان اللہ کے رسول ہیں اگر وہ اکثر کاموں میں تمہارا کہا مانیں تو تم ایذا میں پڑھ جاؤ۔ لیکن اللہ نے تمہیں ایمان کی محبت دی ہے، اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کردیا ہے، اور تمہارے سامنے ناپسند کردیا ہے، کفر اور گناہ کو، اور نافرمانی کو، اور یہی لوگ راہِ ہدایت پانے والے ہیں اللہ کے فضل اور نعمت سے۔ اور اللہ تعالیٰ جاننے والا اور خوب حکمت والا ہے۔''

عبدالرحمٰن سعدی رحمہ اللہ ان آیات کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

''یعنی وہ لوگ، جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان مزین کردیا، اور اسے اُن

کا محبوب بنا دیا، اور اُن کو کفر، گناہ اور معصیت سے بیزار کر دیا، وہی لوگ راہِ ہدایت پر ہیں'' یعنی جن کے علوم و اعمال درست ہو گئے اور وہ دین قویم اور صراط مستقیم پر کاربند ہو گئے۔'' (تفسیر السعدی)

غور فرمائیں! اللہ عظیم و برتر نے بتایا کہ ہم نے ان کے دلوں کو ایمان سے مزّین کر کے ان پر اپنا فضلِ عظیم فرمایا ہے۔ یہ فضل عظیم اس وجہ سے تھا کہ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا گروہ حقیقی اور سچے مومن تھے، کیونکہ ایمان رب تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رکھا تھا۔

جس چیز کا ارادہ اللہ مہربان فرما لے وہ کام ہو کے رہا کرتا ہے، رب تعالیٰ نے ان کے لیے ایمان کو پسند فرمایا، اور اس سے ان کے دلوں کو مزین کیا ہے، تو یقیناً وہ پکے اور سچے مومن ہیں، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَo وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَ مَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَo﴾ (الحشر: ۸، ۹)

'محتاج مہاجروں کے لیے جو خاص طور پر نکالے گئے اپنے گھروں سے اور محروم کیے گئے اپنے مالوں سے، اور اللہ کا فضل اور رضا چاہتے ہیں، اور وہ مدد کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی، اور یہی لوگ سچے ہیں۔ اور جن لوگوں نے اس گھر میں (یعنی مدینہ) اور ایمان میں ان سے پہلے قرار پکڑا، اور وہ ان سے محبت کرتے ہیں جنہوں نے ان کی طرف ہجرت کی۔ اور جو انہیں دیا گیا ہے اسے اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے اور وہ اختیار کرتے ہیں اپنی جانوں پر خواہ انہیں تنگی ہو، جنہوں نے اپنی ذات کو بخل سے بچایا تو یہی لوگ فلاح پانے

والے ہیں۔''

مذکورہ بالا آیت کریمہ زور زور سے پکار رہی ہے کہ صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم سچے مومن تھے، ان کے ایمان کا مقصد بس اللہ تعالیٰ کی رضا تھا، اب ان لوگوں کو اپنے نظریہ اور عقیدہ پر ماتم کرنا چاہیے اور اس نظریہ سے بچ جانا چاہیے کہ جو کہتے ہیں کہ صحابہ دنیا کے لیے مومن ہوئے تھے، اگر ان کی یہ بات مان لی جائے تو یقیناً قرآن کو جھٹلانا پڑے گا۔ جو کہ ممکن نہیں، لہٰذا ان کا جھوٹا ہونا حق ہے، جبکہ قرآن کا سچا ہونا حق۔ اور صحابہ کا پکا اور سچا مومن ہونا حق ہے۔ جیسا کہ قرآن نے واضح کیا ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ط لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ o﴾

(الانفال: ٧٤)

''اور جو لوگ ایمان لے آئے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے انہیں پناہ دی اور اُن کی مدد کی، وہی لوگ حقیقی مومن ہیں، اُن کے لیے اللہ کی مغفرت اور باعزت روزی ہے۔''

اللہ تعالیٰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرتا ہے:

قارئین محترم! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پکے سچے مومن ہیں، جس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ رب تعالیٰ نے ان کے ایمان کی گواہی دی اور یہ کہ انہوں نے دین کی آبیاری کرنے کے لیے بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے خاص محبت کرتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ط فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ o﴾ (التوبہ: ١٠٨)

''آپ اس میں کبھی کھڑے نہ ہونا، بے شک وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے

تقویٰ پر رکھی گئی ہے زیادہ لائق ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں، اور اس میں ایسے لوگ ہیں جو چاہتے ہیں کہ وہ پاک رہیں، اور اللہ محبوب رکھتا ہے پاک رہنے والوں کو۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بخش دیا گیا ہے:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان اور تقویٰ ، ایثار، ہمدردی کا صلہ ان کو دیتے ہوئے اللہ مہربان نے ان کی لغزشوں کو بھی معاف فرمادیا ہے، اور ان کے لیے اپنی رضامندی اور خوشنودی کو واجب کردیا جو کہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُo﴾ (التوبہ: ۱۰۰)

''اور سب سے پہلے ایمان اور اسلام میں سبقت کرنے والے مہاجرین اور انصار میں سے، اور جنہوں نے نیکی کے ساتھ ان کی پیروی کی، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوگئے اور اس میں ان کے لیے باغات تیار کیے ہیں، جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہ بڑی کامیابی ہے۔''

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ط اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌo وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ط حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ط ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ط اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُo﴾ (التوبہ: ۱۱۷، ۱۱۸)

''البتہ توجہ فرمائی اللہ نے نبی پر اور مہاجرین اور انصار پر وہ جنہوں نے تنگی کی

گھڑی میں اس کی پیروی کی، اس کے بعد قریب تھا کہ ان میں سے ایک فریق کے دل پھر جاتے پھر اس نے ان پر توجہ کی۔ بے شک وہ ان پر انتہائی شفیق نہایت مہربان ہے۔ اور ان تینوں پر جن کا معاملہ پیچھے رکھا گیا تھا، یہاں تک کہ ان پر تنگ ہوگئی زمین اپنی کشادگی کے باوجود اور ان پر ان کی جانیں تنگ ہو گئیں، اپنی جانوں سے تنگ آ گئے اور انہوں نے جان لیا کہ کوئی جائے پناہ نہیں، مگر اللہ کی طرف، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف توجہ فرمائی تا کہ وہ توبہ کریں، بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا نہایت مہربان ہے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے اجر عظیم ہے:

اصل کامیابی آخرت کی کامیابی ہے، دنیا کی زندگی تو نرم و گرم حالات میں گزر ہی جائے گی۔ لیکن آخرت کی زندگی گزرنے والی نہیں، بلکہ مستقل رہنے والی ہے۔ اب جو اس زندگی میں کامیاب ہوگیا، یقیناً وہ کامیاب ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا گروہ وہ مبارک گروہ ہے کہ جو دنیا اور آخرت دونوں اعتبار سے کامیاب ہیں، اور جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے انعامات اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ط يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ج فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ج وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾ (الفتح : ١٠)

''بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں، وہ درحقیقت اللہ سے بیعت کرتے ہیں، اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے، پس جو شخص بدعہدی کرے گا، تو اس بدعہدی کا برا انجام اسی کو ملے گا، اور جو شخص اس عہد پر قائم رہے گا جو اس نے اللہ سے کیا تھا تو اللہ اسے اس کا اجر عظیم عطا فرمائے گا۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کامیاب لوگ ہیں:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے اجر عظیم، ان کو دنیا اور آخرت کی کامیابی، اللہ کی رضا مندی

کی جو ضمانت فراہم کی گئی ہے، یہ اتنا بڑا انعام انہوں نے پھولوں کی سیج پر بیٹھ کر حاصل نہیں کیا، بلکہ اس کے لیے بے پناہ قربانیاں دی ہیں۔ اپنی جان و مال واولاد اور اپنے وطن سے بھی ہاتھ دھوئے ہیں، ان قربانیوں کے صلہ میں ان کو کامیاب قرار دیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ o اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ o﴾

(التوبه : ۸۸، ۸۹)

''لیکن رسول اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ایمان لائے، انہوں نے اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے جہاد کیا، اور انہی لوگوں کے لیے بھلائی ہے۔ اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اللہ نے ان کے لیے باغات تیار کیے ہیں، ان کے نیچے نہریں جاری ہیں، وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہ بڑی کامیابی ہے۔''

مزید ارشادِ ربانی ہے:

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّا اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا o مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا o﴾ (الاحزاب : ۲۲، ۲۳)

''اور جب مومنوں نے لشکر کو دیکھا تو وہ کہنے لگے، یہ جس کا ہمیں اللہ اور اس کے رسول نے وعدہ دیا تھا، اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا تھا، اور اس صورتحال نے ان میں زیادہ کیا ہے ایمان اور جذبہ فرمانبرداری کو، مومنوں میں کچھ ایسے آدمی ہیں کہ انہوں نے اللہ سے جو عہد کیا اسے سچ کر دکھایا، اور کچھ ان میں سے انتظار کر رہے ہیں اور انہوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔''

غور فرمائیں کہ اللہ سے کیے ہوئے معاہدے کو پورا کرتے ہوئے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کررہے ہیں، اور کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس انتظار میں ہیں کہ اللہ سے کیے ہوئے معاہدے پر عمل درآمد کا وقت کب آئے، اور وہ اس پر اپنی جان ومال قربان کرکے پورا اتر کردکھائیں، یہ سوچ اور فکر ان کے ایمان میں مزید اضافہ کرتی ہے، اور جب ایمان زیادہ اور پختہ ہوجائے تو کامیابی یقینی ہوتی ہے۔ ایسے ہی لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓىِٕثَ وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ ۙ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝﴾

(الاعراف: ۱۵۷)

''وہ لوگ جو پیروی کرتے ہیں ہمارے رسول کی، نبی امی کی، جسے وہ لکھا ہوا پاتے اپنے پاس تورات میں اور انجیل میں، وہ انہیں حکم دیتے ہیں بھلائی کا اور انہیں روکتے ہیں برائی سے، ان کے لیے حلال کرتے ہیں پاکیزہ چیز اور ان پر حرام کرتے ہیں ناپاک چیز، اور اتارتے ہیں ان کے سروں سے بوجھ طوق جو ان پر تھے، پس جو لوگ اس پر ایمان لائے، اور انہوں نے اس کی حمایت کی، اور اس نور کی پیروی کی جو اس کے ساتھ اتارا گیا، وہی فلاح پانے والے ہیں۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دین کی وجہ سے ہی تکالیف دی گئیں:

بدبخت لوگ کہتے ہیں کہ صحابہ دنیا کے لیے مسلمان ہوئے تھے، تکلیفوں کو برداشت کرنے کا مطمع نظر صرف اور صرف دنیا کی چودھراہٹ تھی، اس کے سوا کچھ نہ تھا، قرآن حکیم ایسے لوگوں کے گندے ذہن کی نفی کررہا ہے، اور یہ خبر دے رہا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خالصتاً

اللہ کی رضا کے لیے مسلمان ہوئے تھے اور ان کو اسی وجہ سے تکالیف دیں گئیں ورنہ تو ان کے کردار پر کوئی اعتراض کرنے والا نہ تھا، اعتراض تو بس ان کے دین پر تھا، اس کی وجہ سے ان کو تکالیف دی جاتیں تھیں۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۙ﴾ (الحج : ۳۹)

''جن مسلمانوں سے کافر جنگ کررہے ہیں انہیں بھی مقابلے کی اجازت دی جاتی ہے، کیونکہ وہ مظلوم ہیں، بیشک ان کی مدد پر اللہ تعالیٰ خوب قادر ہے۔''

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

''مکہ میں جب مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ ڈھائے جارہے تھے تو اس وقت بعض جرأت مند صحابہ نے ان کافروں سے جنگ کرنے کی اجازت طلب کی تھی، مگر اس وقت اللہ نے انہیں ایسی اجازت نہیں دی، بلکہ صبر واستقامت سے ظلم کو برداشت کرنے کی ہی تلقین کی جاتی رہی، اور یہ وہ پہلی آیت ہے جس میں مسلمانوں کو مدافعانہ جنگ کی اجازت دی گئی اور اس اجازت کی وجہ صاف الفاظ میں بتا دی گئی کہ یہ اجازت انہیں اس لیے دی جارہی ہے کہ ان پر مسلسل ظلم ڈھائے جاتے رہے ہیں۔'' (تیسیر القرآن، ۳/۱۶۵)

﴿الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِيَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ وَ لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۙ﴾ (الحج : ۴۰)

''یہ وہ ہیں جو بلاوجہ اپنے گھروں سے نکالے گئے صرف اس قول پر کہ ہمارا پروردگار فقط اللہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو آپس میں ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو یہ عبادت خانے اور گرجے اور مسجدیں اور یہودیوں کے معبد خانے اور وہ

مسجدیں بھی ویران کردی جاتیں جہاں اللہ کا نام بہ کثرت لیا جاتا ہے۔ جو اللہ کی مدد کرے گا اللہ بھی ضرور اس کی مدد کرے گا، بے شک اللہ تعالیٰ قوتوں والا بڑے غلبے والا ہے۔''

ارشاد ربانی ہے:

﴿وَ الَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِی اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَ لَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَo﴾ (النحل : ٤١)

''جن لوگوں نے ظلم برداشت کرنے کے بعد اللہ کی راہ میں ترکِ وطن کیا ہے، ہم انہیں بہتر سے بہتر ٹھکانا دنیا میں عطا فرمائیں گے، اور آخرت کا ثواب تو بہت ہی بڑا ہے۔ کاش کہ لوگ اس سے واقف ہوتے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَ عَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَo﴾ (النحل : ٤٢)

''وہ جنہوں نے دامنِ صبر نہ چھوڑا، اور اپنے پالنے والے پر ہی بھروسہ کرتے رہے۔''

ان دونوں آیات نے اس بات کو واضح کیا ہے کہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو محض اللہ کے دین کی وجہ سے تکلیفیں دی گئیں ہیں، ان کا اپنا کوئی جرم نہ تھا، جب ان کو اللہ کے دین کی وجہ سے تکلیفیں دی گئیں ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی مدد کر کے ان کی مشکلات ختم کردے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مدد کی اور ان کی مشکلات کو ختم کردیا، اور ان کا ساتھ دے رہا تھا، دنیا کا کوئی مقصد پیش نظر کارفرما نہ تھا جو کوئی بھی ایسی بات کرتا ہے وہ غلط سوچ اور نظریہ کا حامل ہے کہ جس کو اس سے توبہ کرنی چاہیے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں محبت کرنے والے تھے:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وصف جمیل یہ بھی تھا کہ وہ آپس میں انتہائی محبت کرنے والے تھے۔ جس کی تفصیل ہم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آپس کی محبت کے ضمن میں بیان کردی ہے۔ یہ آیات بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آپس میں محبت پر دلالت کرتی ہیں جو کہ خاص اللہ

کے فضل کی وجہ سے تھا۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا وَ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا وَ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ o﴾ (آل عمران: ۱۰۳)

''اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھام لو اور پھوٹ نہ ڈالو، اور اللہ تعالیٰ کی اس وقت کی نعمت کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی، پس تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پہنچ چکے تھے، تو اس نے تمہیں بچالیا، اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہارے لیے اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے تا کہ تم راہ پاؤ۔''

ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ o وَ اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ o﴾ (الانفال: ۶۲، ۶۳)

''اللہ وہی تو ہے کہ جس نے تجھ کو اپنی مدد اور مومنوں کے ساتھ مضبوط کیا، اور ان (صحابہ) کے درمیان محبت پیدا کر دی، اگر آپ ساری کائنات کو بھی ان پر خرچ کر دیتے تو ان کے دلوں میں محبت پیدا نہیں کر سکتے تھے، لیکن اللہ نے (اپنے خاص فضل و رحمت سے) ان کے درمیان محبت پیدا کر دی، بلاشبہ وہ غالب و حکمت والا ہے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کافروں کے لیے سخت تھے:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسے آپس میں محبت کرنے والے تھے ویسے ہی اللہ کے دین کے دشمنوں سے نفرت کرنے والے تھے، جبکہ وہ دین اسلام کو نقصان پہنچا رہے ہوں پھر ان کے

دلوں میں کافروں کے لیے کوئی نرمی نہ تھی، چاہے کافر کوئی بھی ہو۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْا آبَاءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَo﴾ (المجادله: ۲۲)

''اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہرگز نہ پائیں گے، وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبہ قبیلے کے عزیز ہی کیوں نہ ہوں، یہی لوگ ہیں کہ جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو لکھ دیا ہے۔ اور جن کی تائید اپنی روح سے کی ہے اور جنہیں ان جنتوں میں داخل کرے گا، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے، اور اللہ ان سے راضی ہے اور یہ اللہ سے خوش ہیں، یہ اللہ کا لشکر ہے، آگاہ رہو، بے شک اللہ کے گروہ والے ہی کامیاب ہوں گے۔''

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًاo﴾ (الفتح: ۲۹)

''محمد اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں، کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحمدل ہیں تو انہیں دیکھے گا کہ رکوع اور سجدے کر رہے ہیں، اللہ کے فضل اور رضا مندی کی جستجو میں، ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے، ان کی یہی صفت تو تورات میں ہے ان کی صفت انجیل میں ہے مثل اس کھیتی کے جس نے اپنا پٹھا نکالا، پھر اُسے مضبوط کیا، اور وہ موٹا ہو گیا، پھر اپنی جڑ پر سیدھا کھڑا ہو گیا، اور کسانوں کو خوش کرنے لگا، تاکہ ان کی وجہ سے کافروں کو چڑائے، ان ایمان والوں اور شائستہ اعمال والوں سے اللہ نے بخشش کا اور بہت بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے۔''

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًاo﴾ (الفتح: ۱۸)

''یقیناً اللہ مومنوں سے خوش ہو گیا جب کہ وہ درخت کے نیچے تجھ سے بیعت کر رہے رہے تھے ان کے دلوں میں جو تھا اسے اس نے معلوم کر لیا اور ان پر اطمینان نازل فرمایا، اور انہیں قریب کی فتح عنایت فرمائی۔''

مذکورہ آیت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے الحب فی اللہ والبغض فی اللہ والے عقیدہ کی وجہ سے ان کو اپنی رضامندی کی ضمانت بھی دے دی ہے۔ یہ آیت صلح حدیبیہ کے موقعہ پر نازل ہوئی تھی کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مکہ والوں سے لڑنے کا پروگرام بنایا۔ حالانکہ مکہ والے ان کے رشتہ دار تھے۔ لیکن دین کی راہ میں کسی رشتہ دار یا غیر رشتہ دار کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ بلکہ جو دین کا دشمن ہے وہ ان کا دشمن ہے، اُن کا یہی کردار اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آیا کہ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اپنی رضا مندی کی ضمانت دی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کردار نجات کے لیے معیار ہے:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عظیم الشان و بے مثال گروہ کا نام ہے کہ جن کا ایک ایک کردار

بے مثل و بے مثال ہے، ان کا ایمان، اللہ کا تقویٰ، ان کا ایثار و قربانی، الغرض کہ اُن کی ہر چیز قابل اتباع ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے کردار کو کامیابی کا معیار قرار دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ﴾ (البقرہ: ۱۳۷)

''اگر یہ لوگ تمہارے (صحابہ) کی طرح ایمان لے آئیں تو یہ ہدایت پا گئے۔ لیکن اگر ان کی مخالفت کریں گے تو برباد ہو جائیں گے۔''

اللہ تعالیٰ کا مزید ارشاد ہے:

﴿وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا﴾

(النساء: ۱۱۵)

''جو شخص باوجود راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے بھی رسول کے خلاف کرے، اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے، ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہوا، اور دوزخ میں ڈال دیں گے، وہ پہنچنے کی بہت ہی بری جگہ ہے۔''

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

''مومنین سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جو دین اسلام کے اولین پیرو اور اس کی تعلیمات کا کامل نمونہ تھے۔ اور ان کے نزول کے وقت جن کے سوا کوئی مومن گروہ موجود نہ تھا کہ وہ مراد ہو۔ اس لیے رسول کی مخالفت اور غیر سبیل المومنین کا اتباع دونوں حقیقت میں ایک ہی چیز کا نام ہے، اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے راستے اور منہاج سے انحراف بھی کفر و ضلال ہی ہے۔'' (تفسیر احسن البیان)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے دعا کرنے کا حکم:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محنتوں اور کوششوں کا نتیجہ ہے کہ آج دینِ اسلام اپنی اصل شکل

میں موجود ہے ، اگر ان کی قربانیاں نہ ہوتیں تو ہوسکتا تھا کہ آج ہم مسلمان ہی نہ ہوتے ۔اسلام کسی بھی مسلمان اور انسان کی کامیابی کے لیے ضروری ہے۔تو گویا ہمیں یہ کامیابی محض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محنت، کوشش و کاوش اور قربانی سے ملی ہے جو کہ ان کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے۔ اس احسان کا تقاضہ ہے کہ ہم کم از کم ان کے لیے دعائیں کرتے رہیں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ۝﴾ (محمد: ۱۹)

''اے نبی! آپ یقین کرلیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگا کریں، اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے حق میں بھی۔ اللہ تم لوگوں کی آمدورفت کی اور رہنے سہنے کی جگہ کو خوب جانتا ہے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا کہ ان صحابہ کے لیے دعائے مغفرت کیا کرو کیونکہ مغفرت ہی کامیابی ہے اور دنیا اور آخرت کی مشکلات سے نجات کا سبب ہے، دوسرے مقام پر مومنوں کی بھی صفت بیان کی کہ وہ اپنے بھائیوں کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۝﴾ (الحشر: ۱۰)

''کہ جو ان کے بعد آئے ہیں وہ تو دعائیں کرتے ہیں، اے ہمارے رب! ہمارے ان بھائیوں کو بھی ہمارے ساتھ بخش دے کہ جو ہم سے ایمان میں سبقت لے جاچکے ہیں، اور ہمارے دلوں میں ان کے لیے کوئی کینہ پیدا نہ کر کہ وہ ایمان لائے، بلاشبہ تو بڑا ہی نرم اور رحم کرنے والا ہے۔''

باب نمبر ۷:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رُو سے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت ومقام ملاحظہ فرمائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی رُو سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہترین لوگ ہیں۔ اوران کا زمانہ بھی بہترین زمانہ ہے۔ چنانچہ سیّدنا عمران بن حصین سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

((خَيْرُ أُمَّتِيْ قَرْنِيْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ،ثُمَّ اِنَّ بَعْدَهُمْ قَوْمٌ يَّشْهَدُوْنَ وَلَايُسْتَشْهَدُوْنَ، وَيَخُوْنُوْنَ وَلَايُؤْتَمَنُوْنَ، وَيَنْذُوْرُوْنَ وَلَا يَفُوْنَ، وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السَّمِنُ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَيَحلِفُوْنَ وَلَايُسْتَحْلَفُوْنَ .)) [1]

''میرے دور کے لوگ (صحابہ رضی اللہ عنہم) سب سے بہتر ہیں، اس کے بعد وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے۔ پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے۔ پھر وہ لوگ ہوں گے کہ جو گواہی دیں گے، ان کی گواہی قابل قبول نہ ہوگی۔ وہ خیانت کریں گے، امین نہیں ہوں گے۔ وہ نذر مانیں گے، اسے پورا نہ کریں گے۔ اور ان میں موٹاپا آجائے گا۔ اور دوسری روایت میں ہے، وہ قسمیں اٹھائیں گے، حالانکہ ان سے قسم کا مطالبہ نہ کیا جائے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے بہترین لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قرار دیا ہے، کیونکہ

[1] صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابه، رقم: ٣٦٥٠، صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابه، رقم: ٦٤٧٥.

انہوں نے شب و روز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گزارے ہیں۔ نبی رحمت ﷺ سے تعلیم براہِ راست لی ہے جو کہ کامیابی اور اللہ کے فضل کا باعث ہے۔ اسی لیے رسول اللہ نے ان کو امت کے لیے کامیابی کا ذریعہ اور سبب قرار دیا ہے۔ چنانچہ سیّدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ:

((رَفَعَ يَعْنِيْ النَّبِيَّ ﷺ رَاْسَهٗ اِلَى السَّمَاءِ وَكَانَ كَثِيْرًا مِمَّا يَرْفَعُ رَاْسَهٗ اِلَى السَّمَاءِ ، فَقَالَ: النُّجُوْمُ اَمَنَةٌ لِّلسَّمَاءِ ، فَاِذَا ذَهَبَتِ النُّجُوْمُ اَتَى السَّمَاءَ مَاتُوْعَدُ ، وَاَنَا اَمَنَةٌ لِّاَصْحَابِيْ ، فَاِذَا ذَهَبْتُ اَنَا اَتٰى اَصْحَابِيْ مَايُوْعَدُوْنَ ، وَاَصْحَابِيْ اَمَنَةٌ لِّاُمَّتِيْ ، فَاِذَا ذَهَبَ اَصْحَابِيْ اَتٰى اُمَّتِيْ مَايُوْعَدُوْنَ .)) ❶

''نبی کریم ﷺ نے آسمان کی طرف اپنا سر مبارک اٹھایا، اور آپ ﷺ اکثر اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا کرتے تھے، فرمایا: ستارے آسمان کے لیے امن کی ضمانت ہیں۔ جب آسمان کے ستارے ٹوٹ جائیں گے تو آسمان کے لیے (پھٹ جانے کے) وعدے کا وقت آجائے گا، اور میں اپنے اصحاب کے لیے باعث امن ہوں۔ جب میں چلا جاؤں تو میرے اصحاب ان آزمائشوں سے دوچار ہوں گے جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے، اور میرے صحابہ میری امت کے امن کا سبب ہیں۔ اور جب میرے صحابہ اٹھ جائیں گے تو میری امت بتائے گئے فتنوں سے دوچار ہوگی۔''

آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس امت کے لیے امن و آشتی کا سبب قرار دیا ہے، جب تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود رہیں گے، اس امت میں امن رہے گا لیکن جب چلے جائیں گے تو امت فتنوں کا شکار ہوجائے گی۔ جو کہ ان کی کمزوری کی دلیل ہوگی، لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی ان کی قوت و کامیابی کی ضمانت ہے، چنانچہ سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ

❶ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابه، رقم : ٦٤٦٦.

سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَـاتِـىْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَيَقُوْلُوْنَ: هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَـاتِـىْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَيُقَالُ هَلْ فِيْكُمْ مَـنْ صَاحَبَ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ لَهُـمْ ثُـمَّ اَتِـىْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ، فَيَغْزُوْ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَيُقَالُ: هَـلْ فِيْـكُـمْ مَنْ صَاحَبَ مَنْ صَاحَبَ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ.)) [1]

''مسلمانوں پر ایسا وقت آئے گا کہ ان کا ایک گروہ اللہ کے راستے میں لڑائی لڑے گا۔ یہ جہاد کرنے والے پوچھیں گے کیا تم میں کوئی ایسا ہے، جس کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی ہو؟ وہ جواب دیں گے، ہاں، چنانچہ اس صحابی کی برکت سے ان کو فتح نصیب ہوگی۔ پھر مسلمانوں پر ایسا وقت آ پڑے گا کہ ان کا ایک گروہ اللہ کے راستے میں لڑائی لڑے گا۔ پوچھا جائے گا، کیا تم میں کوئی ایسا ہے، جس کو اصحابِ رسول ﷺ کی صحبت حاصل ہو (یعنی تابعی ہے)؟ وہ جواب دیں گے ہاں۔ تو ان کو فتح نصیب ہوجائے گی۔ پھر مسلمانوں پر ایک ایسا دور آئے گا کہ ان کی ایک جماعت جہاد فی سبیل اللہ کرے گی پوچھا جائے گا کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے، جس کو اصحاب رسول ﷺ کے (یعنی تابعی) کی صحبت میسر آئی ہو (یعنی تبع تابعی ہے)؟ بتایا جائے گا، ہاں، تو وہ بھی فتح یاب ہوں گے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کس قدر مبارک ہیں کہ ان کے وجود کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مومنوں کو فتح

---

[1] صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، رقم: ٣٦٤٩۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابه، رقم: ٦٤٦٨.

نصیب فرماتا ہے، کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے حقوق اور حقوق العباد کو اس طرح ادا کیا ہے کہ جس طرح ان کو ادا کرنے کا حق ہے۔ اسی وجہ سے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو افضل ترین گروہ قرار دیا گیا ہے۔ ان میں سے بھی انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایک خاص مقام حاصل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تین پشتوں کے لیے مغفرت کی دعا مانگی ہے، اور ان سے محبت کو ایمان کی علامت قرار دیا ہے۔ چنانچہ سیّدنا براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ:

((لِلْاَنْصَارِ لَايُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ ، وَلَايُبْغِضُهُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ ، فَمَنْ اَحَبَّهُمْ اَحَبَّهُ اللّٰهُ ، وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ اَبْغَضَهُ اللّٰهُ .)) ❶

''صرف ایمان والے ہی انصار سے محبت رکھتے ہیں، اور کسی منافق کے سوا کوئی اور ان سے بغض نہیں رکھتا۔ جو شخص ان سے محبت رکھے گا اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے اور جو ان سے بغض رکھے گا، اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھے۔''

انصار سے محبت مومن کرتے ہیں، اور منافق انصار سے بغض کرتے ہیں، ان کی محبت کی وجہ سے اللہ کی محبت حاصل ہوتی ہے، اور جو ان سے نفرت کرے اللہ تعالیٰ ان سے نفرت کرتا ہے کس قدر بدبخت ہیں وہ لوگ کہ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نفرت کرتے ہیں، ان کے خلاف گندی زبان استعمال کرتے ہیں۔ یقیناً ان کے لیے دنیا و آخرت کی رسوائی ہے، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ جماعت بخشی ہوئی ہے۔ چنانچہ سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ ، وَلِاَبْنَآءِ الْاَنْصَارِ ، وَلِاَبْنَآءِ اَبْنَآءِ الْاَنْصَارِ .)) ❷

''اے اللہ! انصار کی اور ان کے بیٹوں اور پوتوں کی مغفرت فرما۔''

---

❶ صحيح بخاری، كتاب مناقب الانصار، رقم : ٣٧٨٣.

❷ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابه، رقم : ٦٤١٦.

انصار کی تین پشتوں کے لیے دعائے مغفرت کی گئی ہے، اس سے ان کا مقام ومرتبہ واضح ہے۔ انصار ومہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم میں سب سے افضل بدری صحابی ہیں، بدر والوں کی فضیلت کو بیان کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سب سے افضل ترین قرار دیا۔ چنانچہ سیّدنا رفاعہ بن رافع سے مروی ہے کہ:

((جَاءَ جِبْرَئِيْلُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَاتَعُدُّوْنَ اَهْلَ بَدْرٍ فِيْكُمْ؟ قَالَ: مِنْ اَفْضَلِ الْمُسْلِمِيْنَ اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَ وَكَذَالِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِّنَ الْمَلٰئِكَةِ .)) ❶

''جبرائیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے اور دریافت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل بدر کے بارے میں کیا گمان ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ تمام مسلمانوں سے افضل ہیں، یا اسی طرح کی بات فرمائی۔ چنانچہ جبرائیل نے کہا اس طرح بدر میں شامل ہونے والے فرشتے بھی افضل ہیں۔''

اس گروہ کے بعد افضل ترین گروہ صلح حدیبیہ والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے۔ چنانچہ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((قَالَ كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ اَلْفًا وَّاَرْبَعَ مِائَةٍ ، قَالَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ اَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْاَرْضِ .)) ❷

''حدیبیہ کے دن ہم ایک ہزار چارسو تھے، ہمارے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آج کے دن تم سارے زمین والوں سے بہتر ہو۔''

❀❀❀❀

---

❶ صحيح بخاری، كتاب المغازی، رقم : ٣٩٩٢.

❷ صحيح بخاری، كتاب المغازی، رقم : ٤١٥٤، صحيح مسلم، كتاب الإمارة ، رقم : ٤٨١١.

باب نمبر ۸:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت توراۃ وانجیل میں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ط يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ قف وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ط وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ط وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ o﴾

(التوبه : ۱۱۱)

''بے شک اللہ تعالیٰ نے خرید لیں مومنوں سے ان کی جانیں اور مال اس کے بدلے ان کے لیے جنت ہے، وہ اللہ کی راہ میں لڑائی لڑتے ہیں، وہ قتل کرتے بھی ہیں اور قتل کیے بھی جاتے ہیں۔ اس پر سچا وعدہ ہے تورات، انجیل اور قرآن میں۔ اللہ سے بڑھ کر کون اپنا وعدہ پورا کرنے والا ہے۔ تو تم اپنے اس سودے پر خوشیاں مناؤ جو سودا تم نے اس سے کیا ہے۔ اور یہ عظیم کامیابی ہے۔''

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ز سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ط وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا o﴾ (الفتح: ۲۹)

''محمد اللہ کے رسول ہیں، اور جو ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت، اور آپس میں بڑے ہی رحم دل ہیں، تو ان کو رکوع اور سجدے کی حالت میں دیکھے گا، وہ اللہ کا فضل اور اس کی رضامندی تلاش کرتے ہیں، ان کی علامت ان کے چہروں پر سجدوں کے نشانات سے واضح ہے، یہ ان کی صفت تورات میں مذکور ہے اور ان کی یہ صفت انجیل میں بھی ہے، جیسے ایک کھیتی کہ اس نے اپنی سوئی نکالی اور پھر اس کو مضبوط کیا پھر وہ موٹی ہوئی۔ پھر وہ اپنی نالی پر کھڑی ہوگئی۔ ان کسانوں کو وہ اچھی لگتی ہے تا کہ ان کافروں کو غصہ دلائے (کہ جو ان سے جلتے ہیں) اللہ نے وعدہ کیا، ان سے جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کئے، مغفرت اور اجر عظیم کا۔''

مذکورہ دونوں آیات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اوصافِ حمیدہ کو بیان کیا گیا ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں لڑائی کرنے والے ہیں۔ دشمن جب مقابلہ پہ آجائے تو سختی کرنے والے ہیں۔ اپنی جان و مال کی قربانی کرنے والے ہیں، کثرت کے ساتھ اللہ کی عبادت کرنے والے ہیں تو ان کو رکوع اور سجود کی ہی حالت میں دیکھو، اس وجہ سے ان کے چہرے چمک رہے ہوتے ہیں، وغیرہ وغیرہ اور رب تعالیٰ نے انہی اوصاف پر توراۃ اور انجیل کو بھی گواہ بنایا ہے کہ یہی صفات عالیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توراۃ وانجیل میں بیان ہیں۔

چنانچہ دیکھنا چاہیے کہ توراۃ اور انجیل ان نفوس مقدسہ کے لیے کیا کہتی ہے۔ وہ تحریف شدہ توراۃ کہ جو آج یہود کے پاس ہے، وہ مسلمانوں کی صفات ان الفاظ میں بیان کرتی ہے:

''خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے آون پر طلوع ہوا، فاران کے ہی پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا، اور دس ہزار قدوسیوں کیساتھ آیا، اور اس کے داہنے ہاتھ میں ایک آتشی شریعت ان کے لیے تھی۔'' (کتاب استثناء، باب۳۳، فقرہ۲،۱)

یہ عبارت فتح مکہ اور دخول مکہ کی طرف اشارہ ہے۔ جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح کر کے مکہ معظّمہ میں داخل ہوئے، آپ کے ساتھ (۱۰،۰۰۰) صحابی تھے۔ جن کو تورات میں

(۱۰،۰۰۰) دس ہزار قدوسی، یعنی ''پاک لوگ'' کہا گیا ہے۔ اسی تمثیل کی طرف اشارہ ہے۔

انجیل میں یہ تمثیل ان لفظوں میں ملتی ہے۔ ''اس (مسیحا) نے ایک اور تمثیل ان (لوگوں) کے سامنے پیش کر کے کہا کہ آسمان کی بادشاہی اس رائی کے دانے کی مانند ہے جسے کسی آدمی نے لے کر اپنے کھیت میں بو دیا، وہ سب بیجوں سے چھوٹا تو ہے، مگر جب بڑھ جاتا ہے تو سب ترکاریوں سے بڑا ہو جاتا ہے۔ اور ایسا درخت ہو جاتا ہے کہ ہوا کے پرندے آ کر اس کی ڈالیوں پر بسیرہ کرتے ہیں۔'' (انجیل متی، باب ۱۳، فقرہ ۳۱، ۳۲)

انجیل مرقس میں اس تمثیل کے الفاظ یہ ہیں:

''وہ (مسیح) تمثیلوں میں بہت باتیں سکھانے لگا، اور اپنی تعلیم میں ان سے کہا سنو! ایک بونے والا بیج بونے نکلا اور بوتے وقت ایسا ہوا کہ کچھ راہ کے کنارے پہ گرا اور پرندوں نے آ کر اسے چگ لیا، اور کچھ پتھریلی زمین پر گرا جہاں اسے بہت مٹی نہ ملی اور گہری مٹی نہ ملنے کے سبب جلد اگ آیا، اور جب سورج نکلا تو جل گیا، اور جڑ نہ ہونے کے سبب سوکھ گیا، اور کچھ جھاڑیوں میں گرا اور جھاڑیوں نے بڑھ کر اسے دبا لیا، اور وہ پھل نہ لایا اور کچھ اچھی زمین پر گرا، اور وہ اگا اور بڑھ کر پھلا اور کوئی تیس (۳۰) گنا کوئی ساٹھ (۶۰) گنا اور کوئی سو (۱۰۰) گنا پھل لایا، پھر اس نے کہا جس کے کان ہوں وہ سن لے۔''

(انجیل مرقس، باب ۴، فقرہ ۳، ۹)

اور انجیل لوقا میں ہے:

''پس وہ (مسیح) کہنے لگا اللہ کی بادشاہت کس کی مانند ہے، میں اس کو کس سے تشبیہ دوں وہ رائی کے دانے کی مانند ہے، جس کو ایک آدمی نے لے کر اپنے باغ میں ڈال دیا وہ اگ کر بڑا درخت ہو گیا، اور ہوا کے پرندوں نے اس کی ڈالیوں پر بسیرہ کیا اس نے پھر کہا میں اللہ کی بادشاہت سے تشبیہ دوں وہ خمیر کی مانند ہے، جس کو ایک عورت نے لے کر ۳ پیمانے آٹے میں ملا دیا، اور ہوتے ہوتے

سب خمیرہ ہوگیا۔'' (لوقا باب ۱۳، فقرہ ۱۸، ۲۱، مطبوعہ لودھانہ ۱۹۱۶ء)

تشریح: .....انجیلی اور مسیحی محاورے میں خدائی بادشاہت سے وہ زمانہ مراد ہے جس میں حب رضائے الٰہی کے مطابق لوگ کام کریں، اور نجاتِ آخری کے مستحق ہوں، چنانچہ سیّدنا مسیح علیہ السلام کا قول اس اصطلاح کے موافق انجیل میں یوں ملتا ہے:

''اگر تمہاری راستبازی فقیہوں اور فریصوں کی راست بازی سے زیادہ نہ ہوگی تو تم آسمان کی بادشاہت میں ہرگز داخل نہ ہوں گے۔'' (انجیل متی، باب ۵، فقرہ: ۲۰)

چونکہ سیّدنا مسیح کو یہ بتانا منظور ہے کہ زمانہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا پسندیدہ اور اس زمانے کے لوگ اللہ کے برگزیدہ ہوں گے، اس لیے انہوں نے اسی زمانے کو اللہ کی بادشاہت کے نام سے موسوم کر کے سمجھایا۔ قرآن مجید میں انہی مقامات کی طرف اشارہ ہے۔ (واللہ اعلم منہ)

سیّدنا وہب بن منبہ بیان فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے زبور میں سیّدنا داؤد علیہ السلام کو یہ وحی فرمائی کہ تمہارے بعد عنقریب ایک نبی آئے گا، جس کا نام ''احمد'' اور ''محمد'' ہوگا۔ اور وہ سچے اور سردار ہوں گے، میں ان سے کبھی ناراض نہیں ہوں گا، اور نہ وہ مجھے کبھی ناراض کریں گے اور میں نے ان کی اگلی پچھلی تمام لغزشیں کرنے سے پہلے ہی معاف کردی ہیں۔ اور آپ کی امت میری رحمت سے نوازی ہوئی ہے۔ (البدایہ ۲/۳۲۶)

میں نے ان کو وہ نوافل عطا کیے ہیں، جو انبیاء علیہم السلام کو عطا کیے اور ان پر وہ چیز فرض کی جو انبیاء علیہم السلام اور رسولوں پر فرض کی۔ حتیٰ کہ وہ قیامت کے دن میرے پاس اس حال میں آئیں گے کہ ان کا نور انبیاء علیہم السلام کے نور جیسا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں تک فرمادیا کہ اے داؤد! میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی ہے۔

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سیّدنا کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کی امت کی صفات بتائیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی کتاب تورات میں ان کی یہ صفات پاتا ہوں کہ احمد اور ان کی امت اللہ تعالیٰ کی خوب تعریف کرنے والی ہے۔ اچھے برے ہر حال میں ''الحمدللہ'' کہیں گے، اور چڑھائی پر چڑھتے ہوئے ''اللہ اکبر'' کہیں

گے، اور نیچے اترتے ہوئے ''سبحان اللہ'' کہیں گے۔ ان کی اذان آسمانی فضا میں گونجے گی وہ نماز میں ایسی دھیمی آواز سے اپنے رب سے ہم کلام ہوں گے جیسے چٹان پر شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے، اور فرشتوں کی صفوں کی طرح ان کی نماز باجماعت میں صفیں ہوں گی، اور نماز کی صفوں کی طرح ان کی میدان جنگ میں صفیں ہوں گی اور جب وہ اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے چلیں گے تو مضبوط نیزے لے کر فرشتے ان کے آگے اور پیچھے ہوں گے اور جب وہ اللہ کے راستے میں صف بنا کر کھڑے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر ایسے سایہ کیے ہوئے ہوں گے، رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے اشارہ کر کے بتلایا جیسا کہ گدھ اپنے گھونسلے پر سایہ کرتے ہیں، اور میدان جنگ سے یہ لوگ کبھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ سیّدنا کعب رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح ایک روایت منقول ہے، جس کا مضمون یہ ہے کہ ان کی امت اللہ کی خوب تعریف کرنے والی ہوگی۔

ہر حال میں ''الحمدللہ'' کہیں گے اور چڑھائی چڑھتے ہوئے ''اللہ اکبر'' کہیں گے (اپنی نمازوں کے اوقات کے لیے) سورج کا خیال رکھیں گے، اور پانچوں نمازیں اپنے وقت پر پڑھیں گے اگرچہ کوڑے کرکٹ والی جگہ پر ہوں کمر کے درمیان میں لنگی باندھیں گے، اور وضو میں اپنے اعضاء دھوئیں گے۔ [1]

❀❀❀❀

[1] حلية: ٣٨٦/٦ وعن ابی کعب مطولا ایضًا.

باب نمبر ۹:

اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سسرالی رشتہ

خالق کائنات اللہ وحدہٗ لاشریک لہ، نے انسان کو ایک حقیر نطفہ سے پیدا کیا ہے، پھر وہ پل بڑھ کر بڑا ہوتا ہے اور ان میں سے کوئی مذکر اور کوئی مؤنث ہوتا ہے اور ان سب کی نسبت اپنے باپ دادا کی طرف ہوتی ہے اور جب شادی کرتا ہے، تو بیوی کی طرف سے اس کے بہت سارے رشتہ دار ہو جاتے ہیں یعنی سسرالی رشتہ دار۔ کنبے کا یہ سارا پھیلاؤ ایک قطرۂ منی سے وجود میں آتا ہے۔ یہ سب اللہ کی قدرت کی کرشمہ سازیاں ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا۝﴾ (الفرقان: ٥٤)

''اور اسی نے پانی سے آدمی کو پیدا کیا، پھر اسے نسب اور سسرال والا بنایا، اور آپ کا رب ہر بات پر قادر ہے۔''

یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ خبیث عورتیں ہمیشہ خبیث مردوں کے لیے ہیں جیسے عبداللہ بن ابی خبیث تھا۔ اُس کو خبیث بیوی ملے گی اور طیب جیسے رسول اللہ ﷺ ہیں آپ ﷺ کو سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جیسی طیبہ (اچھی) بیوی ملی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ﴾ (النور: ٢٦)

''خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لیے اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لیے ہیں، پاک باز عورتیں پاک باز مردوں کے لیے اور پاک باز مرد پاک باز عورتوں کے لیے ہیں۔''

وَ هَلْ يَنْتِجُ الْحَظِيُّ اِلَّا وَ شِيْجَةً
وَ يَغْرِسْ اِلَّا فِيْ مَنَابِتِ النَّخْلُ

''شریف النسل ہی نجیب اولاد پیدا کر سکتا ہے اور کھجور سے اچھا پھل حاصل کرنے کے لیے اس کی موزوں جگہ پر ہی بیجا جاتا ہے۔''

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے درمیان سسرالی رشتے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس کوئی دوات لاؤ تاکہ میں آپ کے والد کے لیے کچھ لکھ دوں کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہ کوئی طالع آزما چاہت نہ کر بیٹھے جبکہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اور مومنین ابوبکر کے سوا کسی کو نہیں چاہتے۔ [1]

پہلی شادی

دوسری شادی

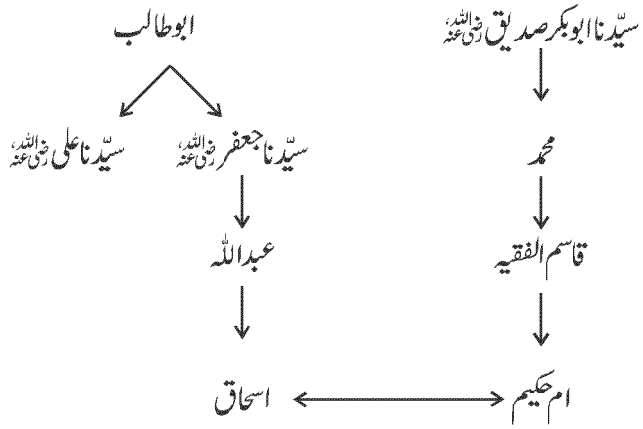

[1] صحيح مسلم، فضائل الصحابة، رقم: ١١.

تیسری شادی

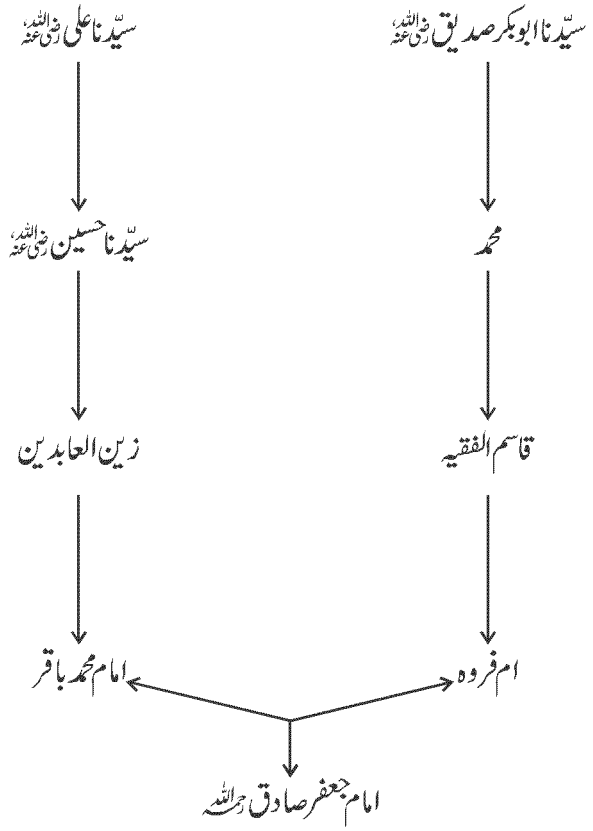

امام جعفر صادق علیہ السلام کا قول ہے:

''ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے دو مرتبہ جنا ہے۔'' [1]

امام جعفر صادق کی ماں فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابوبکر رحمہ اللہ ہیں۔

---

[1] عمدة الطالبين، ص: ١٩٥ـ الكافي: ١/٤٧١.

چوتھی شادی

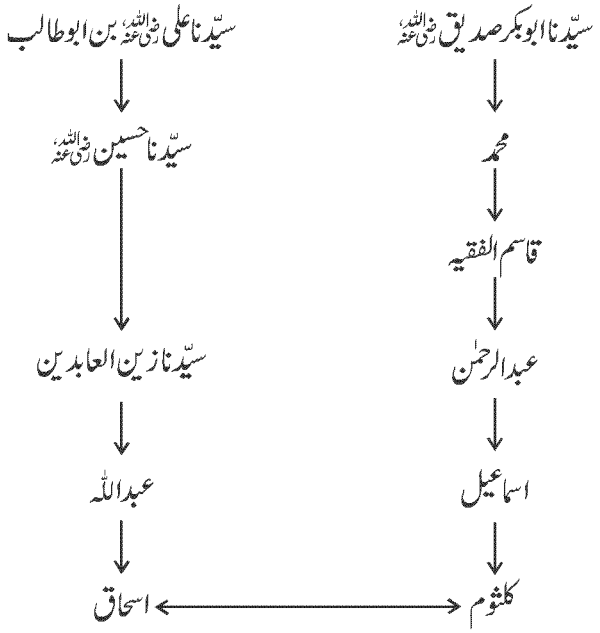

پانچویں شادی

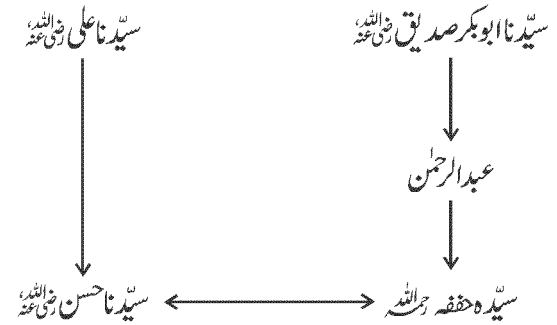

عمدة الطالب لابن عنبسه، ص: ٢٢٥۔اصیلی لابن الطقطقی، ص: ١٤٩۔ نسب قریش مصعب الزبیری.

چھٹی شادی

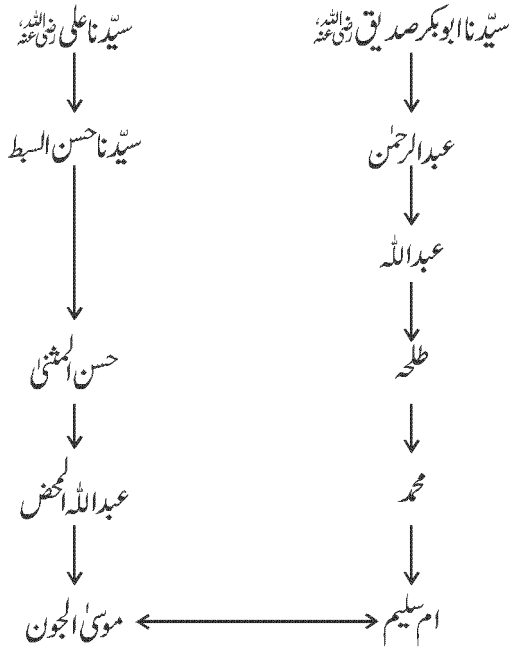

کتاب الارشاد للشیخ مفید، ص: ۲۷۰۔ تراجم اعلام النساء لمحمد الحائری، ص: ۲۷۸.

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے درمیان سسرالی رشتے:

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین ہیں۔ آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت بخشی، مسلمانوں کو اپنی دعوت کو عام کرنے کا حوصلہ ملا، زیادہ تر فتوحات آپ کے عہد میں ہوئیں۔ آپ کی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی بنائی۔

پہلی شادی

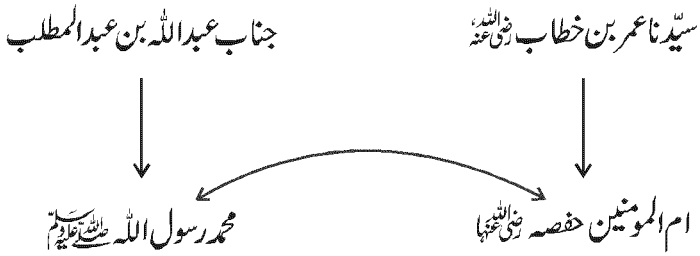

دوسری شادی

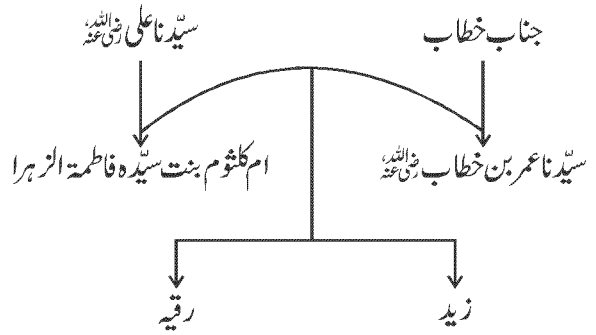

۱۔ ثعلبہ بن ابی مالک (القرظی) رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

''سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مدینہ کی خواتین میں کچھ چادریں تقسیم کیں۔ ایک نئی چادر بچ گئی تو بعض لوگوں نے (جو آپ کے پاس ہی تھے) کہا: اے امیر المومنین! یہ چادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی کو دے دیجیے جو آپ کے گھر میں ہیں ان کی مراد سیّدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا سے تھی لیکن سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ سیّدہ ام سلیط رضی اللہ عنہا اس کی زیادہ مستحق ہیں۔ الخ۔'' ❶

۲۔ عطاء الخراسانی رحمہ اللہ کا قول ہے:

''سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیّدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا کو چالیس ہزار کا مہر دیا تھا۔'' ❷

۳۔ عاصم بن عمر بن قتادہ المدنی رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

''سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ان کی بیٹی ام کلثوم کا رشتہ مانگا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سیّدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی بیٹی تھیں تو انہوں نے اس (سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا) کا نکاح ان سے کر دیا۔'' ❸

---

❶ صحیح بخاری، رقم: ۲۸۸۱.
❷ طبقات ابن سعد: ۴۶۳/۸.
❸ السیرۃ لابن اسحاق، رقم: ۲۷۵.

۴۔ جناب نافع مولیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

((وَ وُضِعَتْ جَنَازَةُ اُمِّ كَلْثُوْمٍ بِنْتِ عَلِيٍّ اِمْرَأَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَ ابْنٍ لَّهَا يُقَالَ لَهٗ زَيْدٌ .....))

''اور سیّدنا عمر بن خطاب کی بیوی اُمّ کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہم کا جنازہ رکھا گیا اور اس کے بیٹے کا جنازہ رکھا گیا جسے زید (بن عمر بن الخطاب) کہتے تھے۔'' ❶

۵۔ مشہور ثقہ تابعی امام الشعبی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ صَلّٰى عَلٰى اَخِيْهِ وَ اُمِّهٖ اُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ عَلِيٍّ)) ❷

''سیّدنا ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے اپنے بھائی (زید بن عمر) اور اس کی والدہ ام کلثوم بنت علی (رحمہما اللہ) کا جنازہ پڑھا۔''

امام شعبی رحمہ اللہ سے دوسری روایت میں آیا ہے کہ ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے ام کلثوم بنت علی اور ان کے بیٹے زید کا جنازہ پڑھا۔ ❸

۶۔ محمد بن اسحاق بن یسار رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں:

''سیّدنا علی اور سیّدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح سیّدنا عمر بن خطاب سے ہوا تو ان کا بیٹا زید بن عمر بن خطاب اور ایک بیٹی پیدا ہوئے پھر سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے اور وہ آپ کے نکاح میں تھیں۔'' ❹

۷۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فتح الباری شرح صحیح بخاری ۶/۷۹ کتاب الجہاد میں رقم طراز

---

❶ سنن النسائی: ٤/٧١-٧٢، حدیث: ١٩٨٠۔ ابن الجارود، رقم: ٥٤٥ المجموع: ٥/٢٢٤ التلخیص الحبیر: ٢/١٤٦، رقم: ٨٠٧۔ ابن الجارود اور ابن حجر نے اسے "صحیح" اور نووی نے اسے "حسن" کہا ہے۔

❷ مسند علی بن الجعد: ٥٩٣۔ دوسرا نسخہ: ۵۷۴۔

❸ مصنف ابن ابی شیبة، رقم الحدیث: ١١٥٧٤.

❹ السیرة لابن اسحاق، ص: ٢٧٥.

ہیں کہ:

''سیّدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں ان کی والدہ ماجدہ سیّدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں، اس لیے لوگوں نے ان کو بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا۔ سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی پیدا ہوئی تھیں اور یہ سیّدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں۔''

۸۔ امام طبری رحمہ اللہ اپنی کتاب "تاریخ الامم و الملوك: ۲/ ٥٦٤" پر رقمطراز ہیں کہ:

''سیّدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما (جن کی والدہ ماجدہ سیّدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں) سے سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا اس سے زید اور رقیہ پیدا ہوئے۔''

۹۔ امام ابن حزم جمہرۃ انساب العرب ۳۸ اور ۱۵۲ پر لکھتے ہیں کہ:

''سیّدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی تھیں ان سے سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا اور سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ان سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی رقیہ پیدا ہوئیں۔''

امام ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ نے فرمایا:

''سیّدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما سے سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے شادی کی تو ان کا بیٹا زید بن عمر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔'' [1]

۱۰۔ زید بن عمر بن الخطاب نے فخریہ انداز میں ارشاد فرمایا:

''میں دو خلفاء کا بیٹا ہوں یعنی عمر و علی۔''

پس زید کی ماں ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب ہیں اور ان کے والد گرامی جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم ہیں۔

مندجہ ذیل شیعہ کی کتب میں سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی شادی سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت

---

[1] تاريخ دمشق لابن عساكر: ٣٤٢/٢١.

علی رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے:

١..... الفروع من الكافى: ٥/ ٣٤٦، ٦/ ١١٥-١١٦ .

٢..... مناقب آل ابى طالب لابن شهر آشوب: ٣/ ١٦٢ .

٣..... الاستبصار فيما اختلف من الاخبار ٣/ ٤٧٢ ، ١٢٥٨ .

٤..... مجالس المومنين للنور الله الشوسترى، ص: ٧٦

٥..... حديقة الشيعة للاردبيلى، ص: ٢٧٧ .

٦..... كشف الغمه فى معرفة الائمة للاردبيلى، ص: ١٠ .

٧..... تهذيب الاحكام: ٨/ ١٦١ ، ٩/ ٢٦٢ .

٨..... الشافى للسيد المرتضٰى علم الهدى، ص: ١١٦ .

٩..... بحار الأنوار للمجلسى: ٧٨/ ٣٨٢ .

١٠..... الذريعة لآغا بزرك الطهرانى: ١٨٤٥ .

تیسری شادی

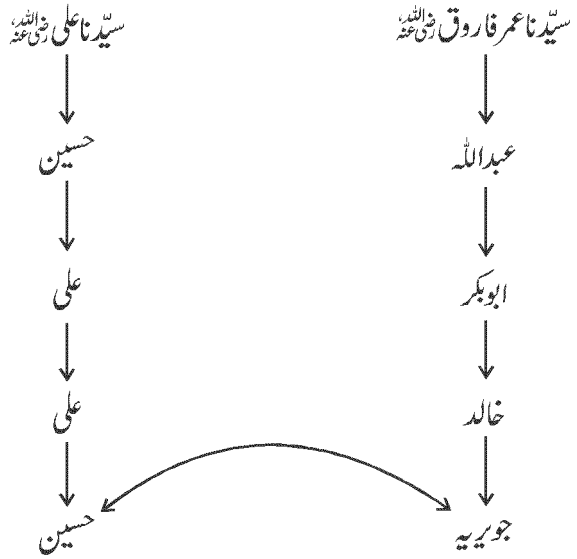

سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے درمیان سسرالی رشتے:

۱۔ سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

((إِنَّمَا تَغَيَّبَ عُثْمَانُ عَنْ بَدْرٍ، فَإِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَ كَانَتْ مَرِيْضَةً، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّ لَكَ اَجْرَ رَجُلٍ مِّمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا، وَ سَهْمَهُ.)) ❶

''سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں موجود نہ تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے نکاح میں رسول اللہ ﷺ کی لختِ جگر تھیں اور وہ بیمار تھیں۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ آپ کے لیے بدر میں حاضر ہونے والوں کی طرح اجر اور حصہ ہے۔''

۲۔ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((إِنِّيْ تَخَلَّفْتُ يَوْمَ بَدْرٍ، فَإِنِّيْ كُنْتُ أُمَرِّضُ رُقَيَّةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، حَتّٰى مَاتَتْ، وَ قَدْ ضَرَبَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِسَهْمِيْ، وَ مَنْ ضَرَبَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِسَهْمِهٖ، فَقَدْ شَهِدَ)) ❷

''میں بدر والے دن پیچھے رہا تھا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ میں رسول اکرم ﷺ کی بیٹی رقیہ کی تیمارداری کر رہا تھا، حتیٰ کہ وہ وفات پا گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے مالِ غنیمت میں حصہ بھی مقرر کیا تھا۔ جس شخص کا حصہ اللہ کے رسول ﷺ مقرر فرما دیں، وہ حاضر ہی شمار ہوگا۔''

۳۔ عبداللہ بن عمر بن محمد بن ابان جعفی بیان کرتے ہیں:

((قَالَ لِيْ خَالِيْ حُسَيْنُ (بْنُ عَلِيٍّ) الْجُعْفِيُّ (م: ٢٠٤ هـ): يَا بُنَيَّ! لِمَ يُسَمّٰى عُثْمَانُ ذُو النُّوْرَيْنِ؟ قُلْتُ: لَا أَدْرِيْ، قَالَ: لَمْ يَجْمَعْ بَيْنَ ابْنَتَيْ نَبِيٍّ مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ اِلٰى اَنْ تَقُوْمَ السَّاعَةُ غَيْرَ

---

❶ صحيح البخاری: ١/٤٤٢، رقم: ٣١٣٠.

❷ مسند الامام احمد: ١/٦٨، رقم: ٤٩٠۔ احمد شاکر نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، فَلِذٰلِكَ سُمِّيَ ذُو النُّوْرَيْنِ)) ❶

''میرے ماموں حسین بن علی جعفی (م:۲۰۴ھ) نے مجھ سے فرمایا: بیٹے! کیا تمہیں معلوم ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کیوں کہا جاتا ہے؟ میں نے عرض کی: مجھے معلوم نہیں۔ فرمایا: سیّدنا آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر قیامت تک کسی بھی نبی کی دو بیٹیاں سوائے سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے کسی شخص کے نکاح میں نہیں آئیں۔ اسی لیے آپ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے۔''

پہلی شادی

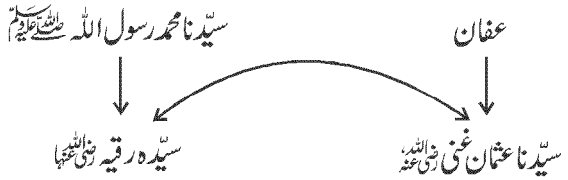

دوسری شادی

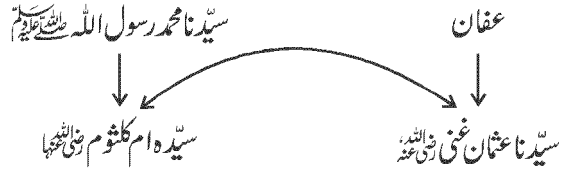

تیسری شادی

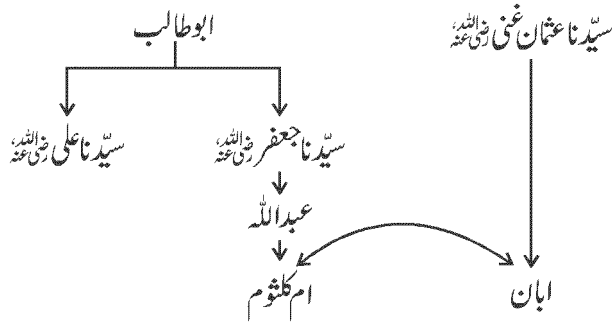

❶ الشريعة للآجري: ١٤٠٥ـ معرفة الصحابة لأبي نعيم الاصبهاني: ٢٣٩ـ السنن الكبرى للبيهقي: ٧٣/٧، و اللفظ له.

چوتھی شادی

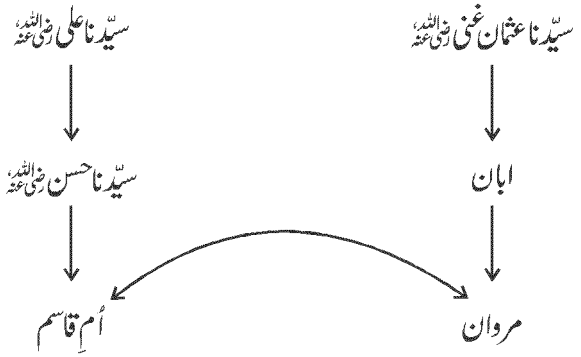

پانچویں شادی

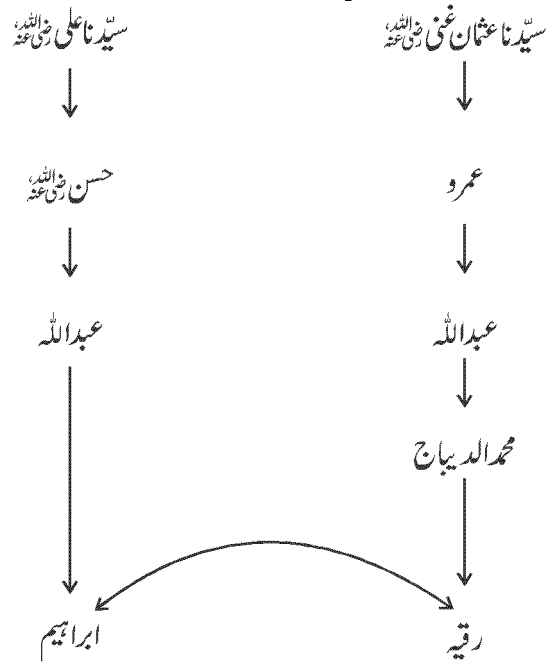

چھٹی شادی

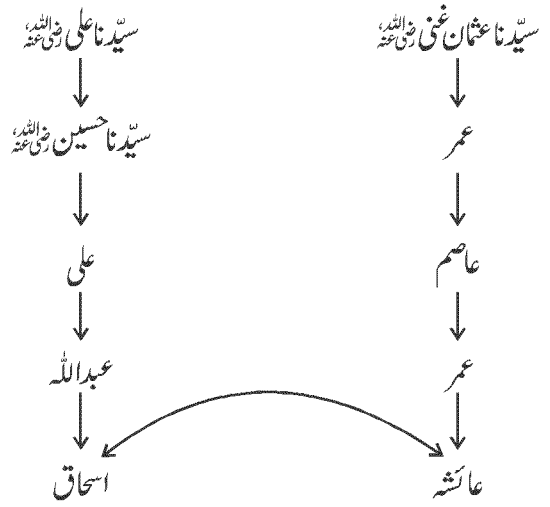

تاریخ دمشق الاصیلی لابن الطقطقی۔ الطبقات الکبری لابن سعد۔ نسب قریش للزبیر بن بکار۔ عمدة الطالب لإبن عنبسة۔ انساب الأشراف للبلاذری۔ تاری، الیعقوبی۔ کشف الغمة للاربلی.

ساتویں شادی

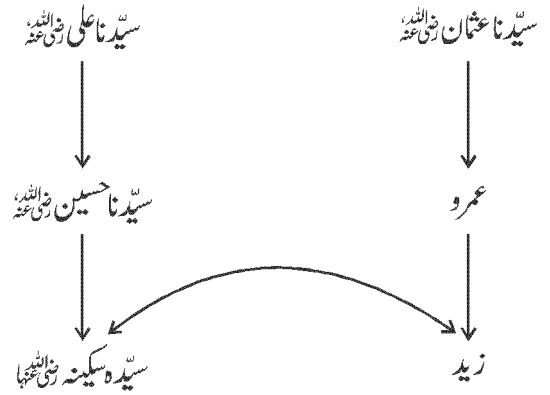

طبقات ابن سعد: ۳٤۷/۷۔ **اہل بیت اور صحابہ کرام کے تعلقات**، ص: ۱۹۰.

آٹھویں شادی

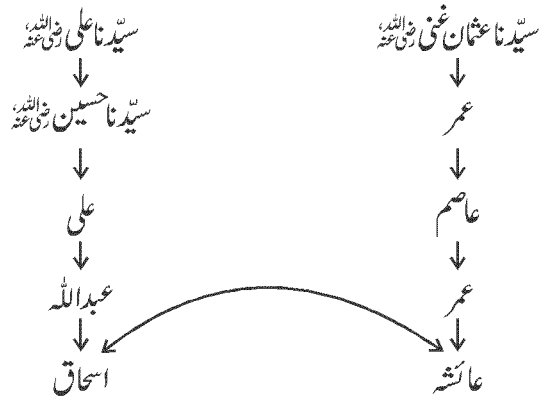

نویں شادی

دسویں شادی

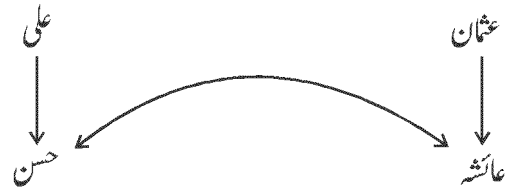

سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے درمیان سسرالی رشتے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری، آپ کے چچازاد کیونکہ قصی بن کلاب پر آپ کا شجرۂ نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے، آپ کے پھوپھی زاد، سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے بھتیجے اور سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ماموں زاد۔ آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور مجلس شوریٰ کے چھٹے فرد تھے۔ [1]

---

[1] سیر أعلام النبلاء: ۱/۴۳۔ الإصابة لإبن حجر ترجمة الزبیر رضی اللہ عنہ۔ القواعد و الفوائد لمحمد بن مکی: ۲/۳۲۷۔ مستدرکات علم الرجال للنماری: ۳/۴۱۹.

پہلی شادی

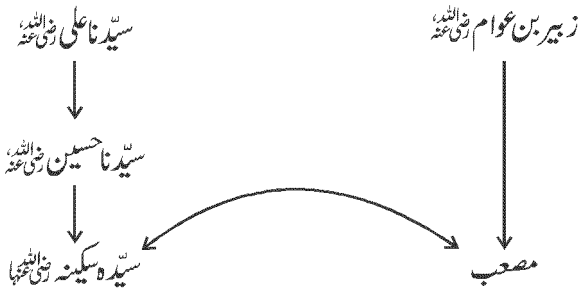

دوسری شادی

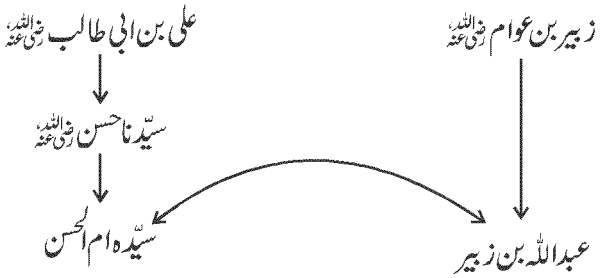

تیسری شادی

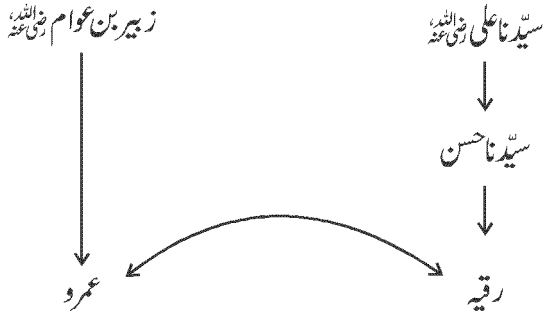

دیکھیے: منتهى الآمال، ص: ٣٤٢۔ و تراجم النساء، ص: ٣٤٦۔ الطبقات الكبرى: ٥/ ٣٢٧۔ جمهرة انساب العرب لابن حزم: ٢٢، ٥٣، ٥٥۔ نسب قريس للزبيدى: ١٩، ٢٦.

سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے درمیانی سسرالی رشتہ داری:

آپ ان آٹھ خوش نصیب ہستیوں میں سے ایک تھے جو سب سے پہلے ایمان لائے۔ وہ ان دس نیک بخش اشخاص میں سے ایک تھے جنہیں جنت کی بشارت سے نوازا گیا۔ وہ ان چھ اصحاب شوریٰ میں سے ایک تھے جنہیں جنابِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ کا انتخاب کرنے کے لیے مقرر کیا گیا تھا اور وہ ان مخصوص علماء صحابہ میں سے ایک تھے جن کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں فتویٰ دینے کا مجاز قرار دیا گیا تھا۔ زمانۂ جاہلیت میں ان کا نام عبد عمرو تھا۔ مگر قبولِ اسلام کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر عبدالرحمٰن رکھ دیا۔

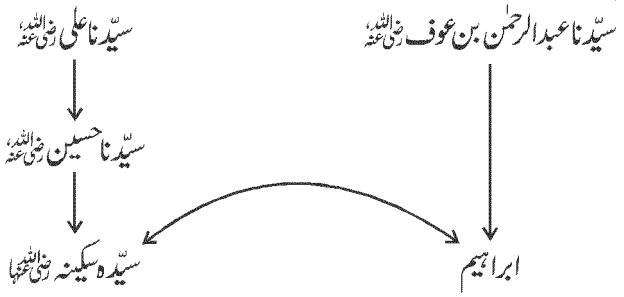

سیّدنا ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے سسرالی رشتے:

ابوسفیان معزز حسب والے، بہت گہری سوجھ بوجھ کے آدمی، اپنے نسب کے ماہِ کامل اور اپنے خاندان کی ناک، غیرت مند انسان تھے۔

پہلی شادی

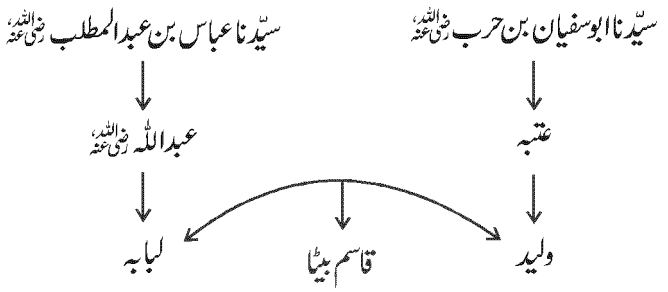

دیکھیے: انساب قریش۔ عمدة الطالب، ص: ٤٣ .

دوسری شادی

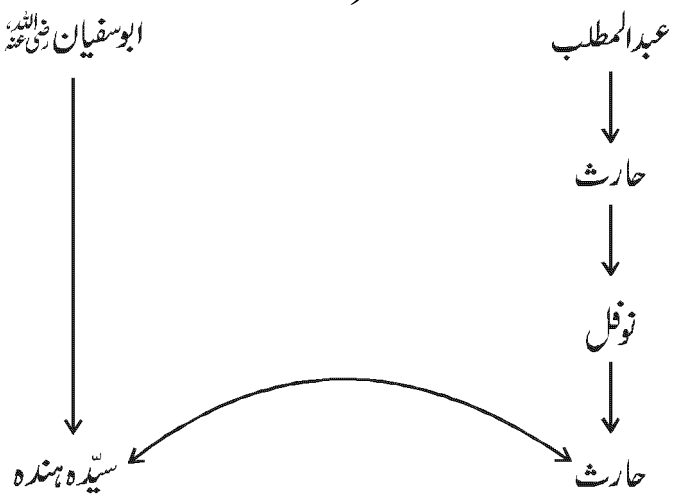

الاصابة: ۸۵/۳۔ طبقات ابن سعد: ۱۵/۵.

تیسری شادی

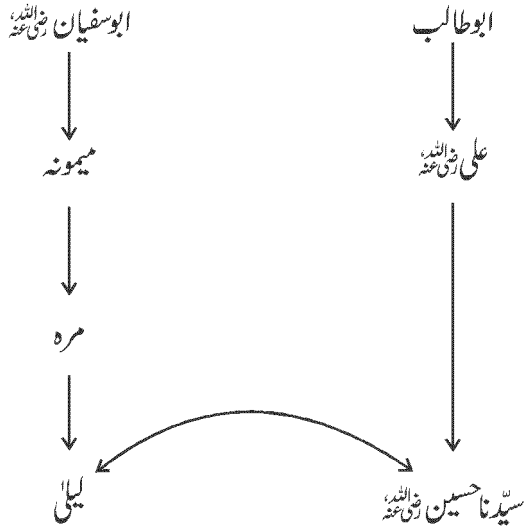

حملة رسالة الاسلام الاولون.

چوتھی شادی

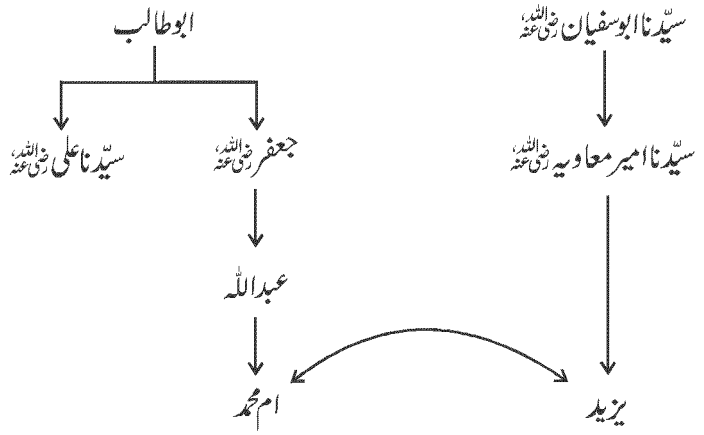

سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے درمیانی سسرالی رشتہ:

مجاہد بادشاہ معاویہ بن سفیان ہیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے معاویہ! اگر تمہیں (حکومت کے) کسی کام کا والی (حاکم) بنا دیا جائے تو اللہ سے ڈرنا اور عدل سے کام لینا۔''

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خاندان بنوامیہ کے گوہر تابدار اسلام کے وہ بطل جلیل ہیں کہ اسلام کی تاریخ ان کے سنہری کارناموں سے بھری پڑی ہے۔ آپ ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کے فرزند تھے، جو اسلام لانے سے قبل قریش کے سپہ سالار اور قائد رہے۔ اسی شرف نسب اور خاندانی علوم نسبی کی وجہ سے آپ میں شروع ہی سے اخلاقی اقدار شرف نسب اور اعلیٰ خاندانیت کی جملہ مقتضیات اور لوازمات پیدا ہو گئے۔ شجاعت، حلم و بردباری، سخاوت اور اصابت رائے میں اپنی مثال آپ تھے۔ ایک خصوصیت یہ تھی کہ آپ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ چہ جائیکہ اس دور میں لوگ خال خال ہی پڑھے لکھے تھے۔ آپ کی تربیت میں آپ کے بڑے بھائی یزید بن ابی سفیان کا بہت زیادہ حصہ تھا۔ کیونکہ عہد رسالت، دور صدیقی اور زمانہ فاروقی میں وہ جہاں بھی گئے اپنے بھائی کو ساتھ رکھا اور بڑی بڑی آزمائشوں میں ڈال کر انہیں بہادر، نڈر

اور حوصلہ مند بنا دیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کے حق میں دُعا فرمائی:

''اے اللہ اسے راہِ راست کی ہدایت دے اور تباہی سے بچا اور دُنیا و آخرت میں اسے بخش دے۔'' ❶

مذہبی علوم میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا خاص مقام تھا۔ قرآن و سنت میں اس کی گہرائی اور گیرائی کی وجہ سے صاحب فتویٰ اصحاب میں شمار ہوتے تھے۔ ❷

اور بڑے بڑے صحابہ آپ کے تفقہ فی الدین کے معترف تھے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وتر پڑھنے کی بابت کہا گیا تو انہوں نے فرمایا: ((اَصَابَ اِنَّهٗ فَقِيْهٌ)) ''انہوں نے درست کہا، یقیناً وہ فقیہ تھے۔'' ❸

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کے صدق کی وجہ سے ''المصحف'' کے نام سے پکارتے تھے۔ ❹

((كَانَ مُعَاوِيَةُ حد كِتَابِ رَسِوْلِ اللّٰهِ ﷺ)) ''معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے کاتبوں میں سے تھے۔'' ❺

حضور سرورِ کائنات کے ہم رکاب جہاد فی سبیل اللہ میں حصہ لیتے رہے اور اپنی شجاعت و بہادری کے جوہر دکھائے، غزوۂ حنین اور غزوۂ طائف میں شرکت فرمائی۔ ❻

---

❶ معجم کبیر للطبرانی۔ ہیثمی فرماتے ہیں: طبرانی نے اسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اس کے راوی ثقہ ہیں۔

❷ اعلام الموقعين لابن القيم، ج ١، ص: ٢١٢.

❸ صحيح بخاری: ١/٥٣١.

❹ العواصم من القواصم، قاضی ابوبکر ابن العربی، ص: ٢١٠.

❺ ابن ابی الحديد: ١/٣٢٨.

❻ طبقات لابن سعد: ٧/١٢٨۔ تهذيب الاسماء و اللغات: ١٤/١٠٢.

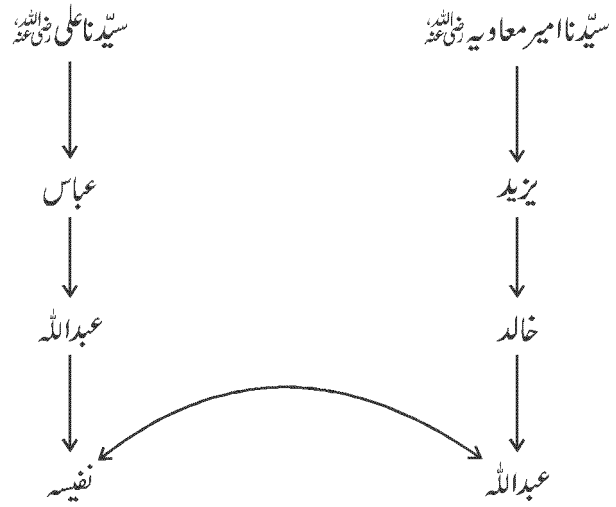

دیکھیے :الطبقات الکبری ابن سعد۔ عمدہ الطالب ابن عنبسہ۔ الاصیلی ابن الطقطقی۔ جمہرۃ انساب العرب ابن حزم۔ انساب الاشراف بلاذری۔ کشف الغمۃ اربلی۔

سیّدنا ابوالعاص رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے درمیان سسرالی رشتہ:

ابو العاص بن ربیع قبیلہ قریش کی شاخ بنی عبدشمس کے چشمہ و چراغ تھے۔ وہ بھرپور جوانی کے حامل اور ایک شاندار دل کی شخصیت کے مالک تھے۔ دنیاوی مال و دولت اور خاندانی عزت وشرف کے لحاظ سے بھی معاشرے میں ان کا مقام بہت بلند اور خاندانی عز وشرف کے لحاظ سے بھی معاشرے میں ان کا مقام بہت بلند تھا۔ اپنی عزت و شرف کے لحاظ سے بھی معاشرے میں ان کا مقام بہت بلند تھا۔ وہ اپنی عظمت وخودداری اور مروت و وفاداری جیسی ذاتی خوبیوں اور اپنے آبا و اجداد کے قابل فخر موروثی و خاندانی کارناموں کے باعث عربی خصوصیات کے حامل ایک مثالی شخصیت بن گئے۔

آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ خدیجہ بنتِ خویلد ان کی خالہ تھیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی زینب کا نکاح آپ سے ہوا۔

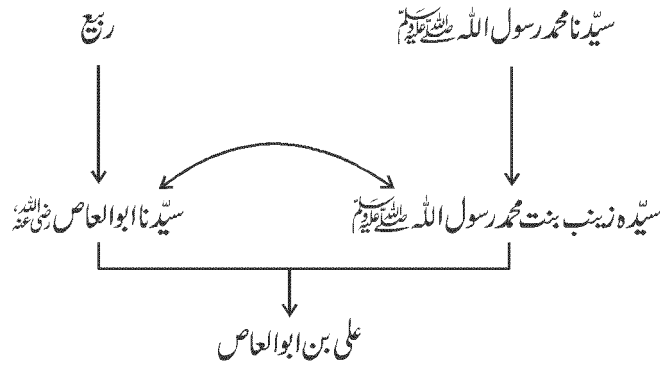

نبی اکرم ﷺ نے اپنی بیٹیوں کے ذکر میں اپنے داماد ابو العاص کی تعریف فرمائی۔ جب سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کا اِرادہ کیا تھا:

((أَمَّا بَعْدُ! أَنْكَحْتُ أَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيْعِ ، فَحَدَّثَنِيْ وَ صَدَقَنِيْ)) ❶

❶ صحيح مسلم ٢/ ٢٣٠، رقم: ٢٤٤٩.

''حمد و ثنا کے بعد! میں نے ابو العاص بن ربیع سے اپنی بیٹی کا نکاح کیا۔ انہوں نے مجھ سے جو بات بھی کی، اس میں سچے اترے۔''

سکینہ بنت سیّدنا حسین رضی اللہ عنہا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان سسرالی رشتہ:

سیّدہ سکینہ رضی اللہ عنہا کی شادی مندرجہ ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بچوں کے ساتھ ہوئی اور آپ نے ۱۱۷ھ میں وفات پائی۔

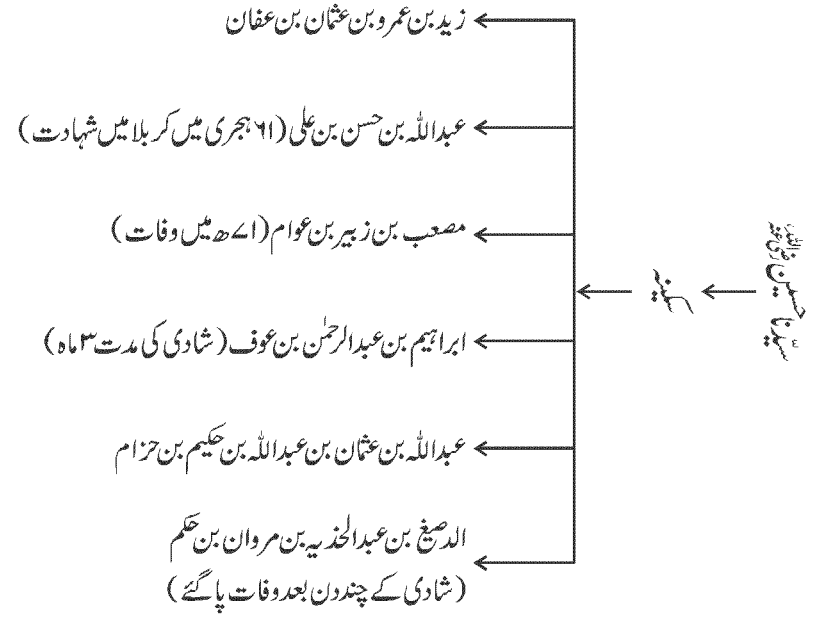

سیّدنا عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سسرالی رشتہ داری:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی، حاضر جواب، انساب قریش کو جاننے والے، حدیبیہ سے کچھ عرصہ قبل مسلمان ہوئے۔

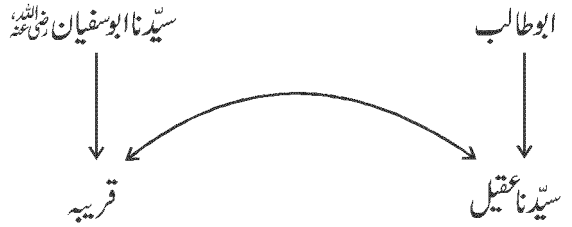

الاصابة فی تمییز الصحابة، ج: ۸.

اہل بیت کے پیارے پیارے اور پسندیدہ نام:

گزشتہ سطور میں یہ بات گزری ہے کہ صحابہ کرام اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے آپس میں اچھے مراسم اور قریبی رشتہ داریاں بھی تھیں اور اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسی محبت اور رشتہ داریوں کی بنا پر ایک دوسرے کے ناموں پہ نام بھی رکھتے تھے۔ ذیل کا جدول اس کی دلیل

بیّن ہے۔

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کے چند اسمائے گرامی:

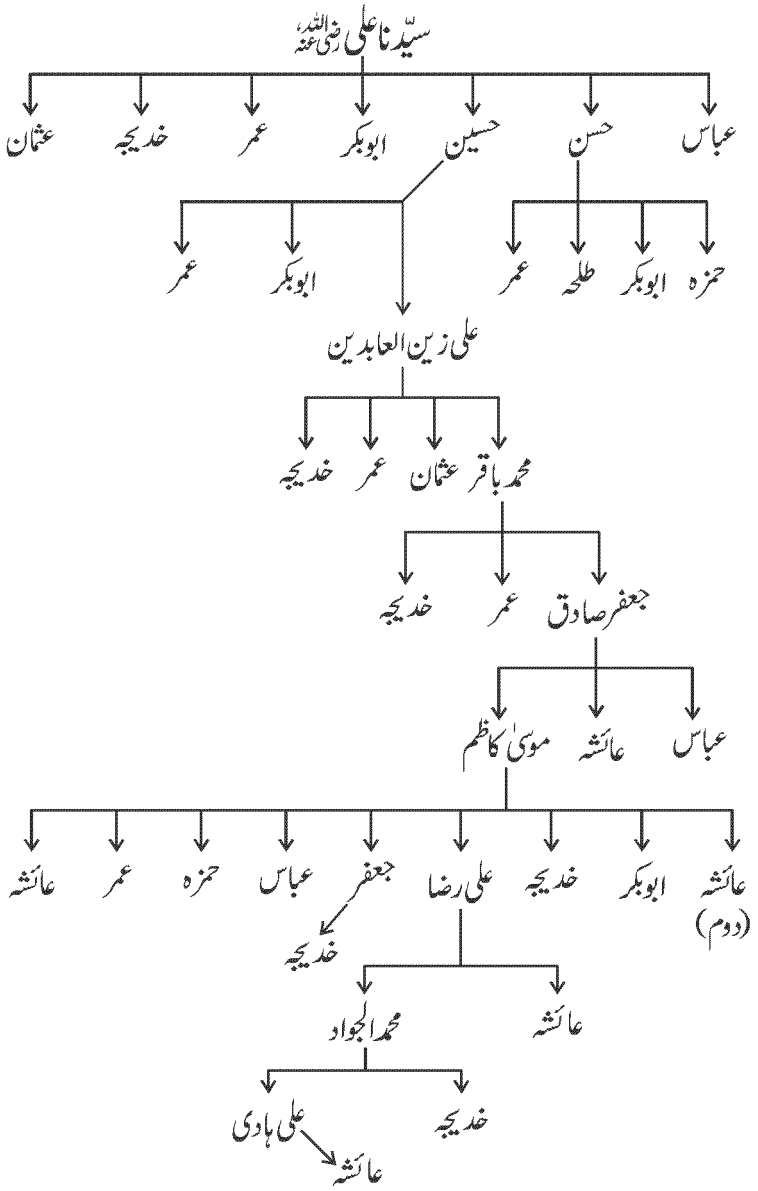

مذکورہ بالا جدول کے اسماء کو ان کتب میں دیکھا جا سکتا ہے:

۱۔ کشف الغمة للاربلی

۲۔ الارشاد للمفید

۳۔ تاریخ الیعقوبی

۴۔ الأصیلی لابن الطقطقی

۵۔ انساب الاشراف للبلاذری

۶۔ جمهرة انساب العرب لابن حزم

۷۔ الطبقات الکبری لابن سعد

۸۔ تاریخ دمشق لابن عساکر

۹۔ عمدة الطالب لابن عنبسه

۱۰۔ مستدرکات علم الرجال لعلی النماری

۱۱۔ اعلام الورٰی للطبرسی

اہل سنت والجماعت کے علماء کرام بھی اہل بیت سے محبت اور عقیدت میں انبیاء کرام اہل بیت صحابہ کرام اور صحابیات کے نام پر اپنے بچوں کے نام رکھتے ہیں۔

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ

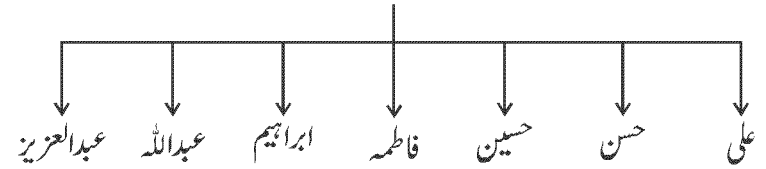

ان میں سے عبداللہ ابراہیم رسول اللہ ﷺ کے بیٹوں کے نام ہیں۔علی، حسن، حسین، فاطمہ اہل بیت ہیں اور عبدالعزیز جو سنتِ رسول ﷺ اور اہل بیت سے دل و جان سے زیادہ محبت کرنے والے خلیفۂ مسلمین تھے۔

❀❀❀❀❀

باب نمبر ۱۰:

اہل سنت کی اہل بیت سے محبت

اہل بیت سے محبت جزو ایمان ہے، بلکہ عین ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کی زبان اقدس پر ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ لَا اَسْاَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾ (الشوریٰ: ۲۳)

''آپ کہہ دیجئے کہ میں اللہ کی پیغام رسانی پر تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا ہوں، صرف قرابت کی محبت چاہتا ہوں۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَ اللّٰهِ لَا يَدْخُلُ قَلْبَ امْرِىءٍ اِيْمَانٌ حَتّٰى يُحِبَّكُمْ لِلّٰهِ وَ لِقَرَابَتِىْ .)) [1]

''اللہ کی قسم کسی انسان میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہوسکتا جب تک وہ تم (اہل بیت) سے اللہ کی خاطر اور میری قرابت داری کی وجہ سے محبت نہ کرے۔''

اہل السنہ اس اعتبار سے دنیا و آخرت میں خوش نصیب لوگ ہیں کہ وہ اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم سے دلی محبت وعقیدت رکھتے ہیں اور ان کا کما حقہٗ احترام کرتے ہیں وہ نہ تو رافضیوں کی طرح انہیں حد سے بڑھاتے ہیں اور نہ ہی ناصبیوں کی طرح ان کا مقام ومرتبہ گھٹاتے ہیں یعنی افراط وتفریط سے ہٹ کر انہوں نے راہِ اعتدال اختیار کر رکھی ہے۔ ان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اہل بیت سے محبت رکھنا فرض ہے اور کسی طرح کے قول وفعل سے انہیں ایذا دینا حرام ہے چنانچہ وہ ہر اذان کے بعد اور ہر خطبہ کی ابتدا اور انتہا اور ہر نماز کے

---

[1] مسند احمد: ۲/ ۲۱۰۔ اقتضاء الصراط المستقیم: ۱/ ۴۲۸۔ ابن تیمیہ اور احمد شاکر نے اسے "صحیح" قرار دیا ہے۔

تشہد میں رسول کریم ﷺ اور آپ ﷺ کی آل پر دلی عقیدت سے درُود پڑھتے ہیں بلکہ جب تک وہ درُود نہ پڑھ لیں تب تک اپنی عبادت کو مکمل نہیں سمجھتے اور ان کی کتب حدیث (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابوداود، مسند احمد، موطا امام مالک، مسند شافعی) و سیر میں جتنا درُود درج ہے اتنا کسی اور مکتب فکر کی کتابوں میں نظر نہ آئے گا اور درُود سلام کی جتنی گونج اہل السنہ کے مدارس اور مساجد سے آتی ہے اتنی کہیں اور سے نہ آئے گی۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وَ يُحِبُّوْنَ اَهْلَ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ يَتَوَلَّوْنَهُمْ .)) [1]

''اہل سنت اہل بیت سے محبت کرتے اور انہیں اپنے اولیاء گردانتے ہیں۔''

شیخ صالح رحمہ اللہ اس کی شرح میں رقمطراز ہیں:

''یعنی اہل سنت اہل بیت النبی ﷺ سے محبت کرتے ہیں اور اس محبت کی بنیاد دو چیزیں ہیں۔ ایمان اور ان کی نبی کریم ﷺ کے ساتھ قرابت داری۔ اہل سنت ان سے کبھی بھی کراہت نہیں کرتے، مگر وہ شیعہ کی طرح یہ بھی نہیں کہتے کہ جو شخص ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہے وہ علی رضی اللہ عنہ سے نفرت کرتا ہے اس بنا پر ہمارے لیے ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ سے نفرت کی بنیاد پر علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرنا ممکن نہیں ہے اور نہ ہی ان دونوں کو علی رضی اللہ عنہ کا دشمن تسلیم کرنا ممکن ہے اور یہ ہو بھی کس طرح سکتا ہے جبکہ وہ خود منبر پر تشریف فرما ہو کر ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کی تعریف میں رطب اللسان رہا کرتے تھے۔ ہم اہل سنت اہل بیت کی محبت پر اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتے ہیں۔ ہم ان سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کی وجہ سے محبت کرتے ہیں۔

یاد رہے قرآنی نص کی بنیاد پر ازواج مطہرات بھی آپ ﷺ کے اہل بیت میں داخل ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا

[1] العقيدة الواسطية لإبن تيميه.

فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا○ وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا○ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا○ وَ مَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَ اَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا○ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا○ وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا○﴾

(الاحزاب: ۲۸-۳۳)

''اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دیجیے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کا اِرادہ رکھتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ سامان دے دوں اور تمہیں رخصت کر دوں، اچھے طریقے سے رخصت کرنا اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کے گھر کا اِرادہ رکھتی ہو تو بے شک اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لیے بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔ اے نبی کی بیویو! تم میں سے جو کھلی بے حیائی (عمل میں) لائے گی اس کے لیے عذاب دوگنا بڑھایا جائے گا اور یہ بات اللہ پر آسان ہے اور تم میں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے گی اور نیک عمل کرے گی اسے ہم اس کا اجر دوبار دیں گے اور ہم نے اس کے لیے باعزت رزق تیار کر رکھا ہے۔ اے نبی کی بیویو! تم عورتوں میں سے کسی ایک جیسی نہیں ہو، اگر تقویٰ اختیار کرو تو بات کرنے میں نرمی نہ کرو کہ جس کے دل میں بیماری ہے طمع کر بیٹھے اور وہ بات کہو جو اچھی ہو اور اپنے گھروں میں ٹکی رہو

اور پہلی جاہلیت کے زینت ظاہر کرنے کی طرح زینت ظاہر نہ کرو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دُور کر دے اے گھر والو! اور تمہیں پاک کر دے، خوب پاک کرنا۔''

یقیناً اس جگہ اہل بیت میں ازواج الرسول ﷺ بھی داخل ہیں۔ اسی طرح اس میں آپ ﷺ کے قرابت دار بھی داخل ہیں، مثلاً فاطمہ، علی، حسن، حسین، عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم اور ان جیسے دوسرے لوگ۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کی قرابت داری اور ان کے ایمان باللہ کی وجہ سے ان سے محبت کرتے ہیں مگر ان میں سے جو لوگ کافر رہے تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کی قرابت داری کے باوجود ان سے محبت نہیں کریں گے۔ مثلاً ابولہب آپ ﷺ کا حقیقی چچا ہے، مگر ہمارے لیے کسی بھی حالت میں اس کے ساتھ محبت کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ اس کے کفر اور نبی کریم ﷺ کو ایذائیں دینے کی وجہ سے اس سے نفرت کرنا واجب ہے۔

اہل سنت کا رافضیوں سے اظہارِ براءت:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وَ يَتَبَرَّءُوْنَ مِنْ طَرِيْقَةِ الرَّوَافِضِ الَّذِيْنَ يُبْغِضُوْنَ الصَّحَابَةَ رضی اللہ عنہم وَ يَسُبُّوْنَهُمْ .)) [1]

''اہل سنت ان رافضی شیعوں کے طریقہ سے براءت کا اظہار کرتے ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نفرت کرتے ہیں اور انہیں سب وشتم کرتے ہیں۔''

شیخ صالح العثیمین رحمہ اللہ اس کی شرح میں رقمطراز ہیں:

الروافض: سیّدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کے بارے میں غالی قسم کا فرقہ، یہ لوگ بدترین قسم کے بدعتی، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے شدید نفرت کرتے ہیں۔ اگر کوئی شخص ان کی گمراہی سے آگاہ ہونا چاہتا ہو تو وہ ان کی کتابوں کا مطالعہ کرے نیز ان کتابوں کا بھی جو

[1] العقيدة الواسطية لإبن تيميه.

ان کے ردّ میں تحریر کی گئیں۔

انہیں اس نام سے موسوم کرنے کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے حضرت زید بن علی بن حسین بن علی بن ابوطالب کو اس وقت ردّ کر دیا جب لوگوں نے ان سے سیّدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے ان کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''وہ میرے جدامجد کے وزیر تھے۔''

ان کے برعکس نواصب ہیں، یہ لوگ اہل بیت سے عداوت رکھتے، انہیں طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے اور ان پر سبّ و شتم کرتے ہیں۔

رافضی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض رکھتے اور انہیں کراہت کی نظروں سے دیکھتے ہیں بجز ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جن کا تعلق اہل بیت کے ساتھ ہے اور جنہیں انہوں نے اپنے ناپاک اِرادوں کی تکمیل کا ذریعہ بنا رکھا ہے، اور جن کے بارے میں وہ غلو سے کام لیتے ہیں۔ یہ بدباطن لوگ ان نفوس قدسیہ کو سب و شتم کرتے اور ان پر لعن وطعن کرتے ہیں، ان کے نزدیک وہ ظالم تھے اور چند کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں ان کی ہرزہ سرائیوں کا اندازہ لگانے کے لیے ان کی کتابیں دیکھی جاسکتی ہیں۔

حقیقت تو یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالی گلوچ کرنا صرف ان پر جرح کرنا نہیں ہے، بلکہ اس کی زَد میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس بھی آتی ہے۔ رب تعالیٰ کی شریعت بھی آتی ہے اور خود ذات باری تعالیٰ بھی۔

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر قدح و جرح کا معاملہ تو واضح ہی ہے۔ جہاں تک اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قدح و اعتراض کا تعلق ہے تو وہ اس طرح کے معاذ اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب و امناء اور خلفاء اس امت کے بدترین قسم کے لوگ تھے، اس سے رسول علیہ السلام کی ذاتِ مبارکہ ایک دوسری حیثیت سے بھی ردّ و قدح کی زَد میں آتی ہے اور وہ اس طرح کہ اس سے ان امور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب لازم آتی ہے جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے فضائل

ومناقب کی خبر دی ہے۔

اس سے اللہ تعالیٰ کی شریعت پر اس لیے اعتراض ہوتا ہے کہ نقل شریعت میں ہمارے رسول اللہ ﷺ کے درمیان واسطہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، جب ان کی عدالت ساقط ہو جائے گی تو شریعت ازخود غیر معتبر ہو کر رہ جائے گی۔

اس سے ذات باری تعالیٰ اس طرح متاثر ہوتی ہے کہ اس نے اپنے محبوب نبی ﷺ کو مخلوق کے بدترین لوگوں میں مبعوث کیا، انہیں اس کی رفاقت وصحبت کے لیے منتخب کیا، اور انہیں اپنی شریعت کے حامل اور امت رسول تک اس کے ناقلین بنایا۔

اس سے آپ خود ہی اندازہ کر سکتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سب وشتم کرنے پر کتنی بڑی بڑی آفتیں ٹوٹتی ہیں اور اس کا سلسلہ کہاں کہاں تک پہنچتا ہے۔

لہٰذا ہم رافضیوں کے بغض صحابہ رضی اللہ عنہم پر مبنی رویے سے براءت کا اظہار کرتے ہیں اور یہ پختہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ان سے محبت وعقیدت رکھنا ہم سب پر فرض ہے۔ بحمد اللہ تعالیٰ ہمارے دل ان نفوس قدسیہ کے ساتھ محبت سے لبریز ہیں جس کی وجہ ان کا تقویٰ وایمان علم۔ دین کی نشر واشاعت اور نبی کریم ﷺ کی نصرت ومعاونت ہے۔

اہل سنت کا ناصبیوں سے اظہارِ براءت:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وَ طَرِيْقَةُ النَّوَاصِبِ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ أَهْلَ الْبَيْتِ بِقَوْلٍ اَوْ عَمَلٍ .)) [1]

''اور وہ ناصبیوں کے طریقہ سے بھی براءت کا اظہار کرتے ہیں جو کہ اپنے قول یا عمل سے اہل بیت کو اذیت دیتے ہیں۔''

شیخ صالح العثیمین اس کی شرح میں رقمطراز ہیں:

یعنی اہل السنہ والجماعہ ناصبیوں کے طریقہ سے بھی براءت کا اظہار کرتے ہیں۔ رافضی

[1] العقيدة الواسطية لإبن تيميه.

اہل بیت کی محبت میں اس قدر غلو سے کام لیتے ہیں کہ انہیں دائرۂ بشریت سے نکال کر عصمت و ولایت کے دائرے میں داخل کر دیتے ہیں، جبکہ ناصبی ان کے بالکل برعکس رویہ اختیار کرتے ہیں، انہوں نے جب رافضیوں کو اہل بیت کی محبت میں غلو اختیار کرتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے کہ اگر تم ان کی محبت میں یہ کچھ کرتے ہو تو ہم ان سے نفرت کریں گے۔ مگر بدعت کا بدعت کے ساتھ مقابلہ کرنا اسے مزید تقویت دینے کا باعث بنتا ہے۔ میانہ روی بہترین معاملہ ہوا کرتا ہے۔

سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ:

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے سیّدہ فاطمہ بنت علی بن ابی طالب رحمہا اللہ سے کہا: ''اے علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی! اللہ کی قسم! روئے زمین پر کوئی خاندان تم سے بڑھ کر مجھے پیارا نہیں۔ بلکہ تم مجھے میرے اپنے خاندان سے بھی بڑھ کر محبوب ہو۔'' [1]

امام حسن بصری رحمہ اللہ:

حسن بصری رحمہ اللہ سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: واللہ! علی رضی اللہ عنہ اللہ کے دشمن پر اس کی تیروں میں سے نہایت درست نشانہ باز تیر تھے اور اس امت کے ربانی عالم، صاحب فضیلت، اسلام میں سبقت لے جانے والے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار تھے، اللہ کے حکم سے غفلت کرنے والے نہ تھے، نہ ہی اللہ کے دین کے بارے میں کسی ملامت کی پروا کرتے اور نہ ہی اللہ کے مال میں خائن تھے، قرآن کی اپنی عزیمتوں سے مزین کیا اور اس کے حسین مناظر کے ذریعے سے کامیابی حاصل کی، یہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔

امام شعبی رحمہ اللہ:

مشہور ثقہ تابعی امام عامر بن شرحبیل الشعبی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۳، یا ۱۰۴ھ) نے فرمایا:

((حُبَّ اَهْلَ بَيْتِ نَبِيِّكَ وَ لَا تَكُنْ رَافِضِيًّا وَ اعْمَلْ بِالْقُرْآنِ وَ لَا

[1] طبقات ابن سعد: ۵/۳۳۳، ۳۸۷، ۳۸۸.

تَـكُـنْ حُرُوْرِيًّا وَ اعْلَمْ أَنَّ مَا أَتَاكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَ مَا أَتَاكَ مِـنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ وَ لَا تَكُنْ قَدْرِيًّا . وَ أَطِعِ الْإِمَامَ وَ إِنْ كَانَ عَبْدًا حَبْشِيًّا .))

''اپنے نبی کے اہل بیت سے محبت کر اور رافضی نہ ہونا۔ قرآن پر عمل کر اور خارجی نہ ہونا۔ جان لے! کہ تجھے جو اچھائی ملی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو مصیبت پہنچی ہے وہ تیری اپنی وجہ سے ہے اور قدری (یعنی تقدیر کا منکر) نہ ہونا۔ اور خلیفہ (یعنی مسلمان حکمران) کی اطاعت کر اگرچہ وہ حبشی غلام ہو۔'' ❶

امام شعبی رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

''میں تمہیں خواہشات کے غلام اور گمراہ رافضیوں سے اور ان کے شر سے بچنے کی نصیحت کرتا ہوں کیونکہ یہ مسلمانوں سے نفرت و بغض رکھتے ہیں۔'' ❷

امام مالک (تبع تابعی) رحمہ اللہ:

امام صاحب نے سورہ فتح کے آخری رکوع کی آیت ﴿لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ﴾ کو رافضیوں کے کفر کی قرآنی دلیل قرار دیا اور یہ اصول بیان فرمایا کہ جو صحابہ سے جلے وہ کافر ہے اور اس سلسلہ میں علماء کی کثیر تعداد نے امام صاحب کی تائید کی ہے۔ ❸

امام اہل سنت احمد بن حنبل رحمہ اللہ:

امام اہل سنت احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے تھے:

((مَا جَاءَ لِأَحَدٍ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْفَضَائِلِ مَا جَاءَ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ)) ❹

---

❶ تاريخ يحيى بن معين رواية عباس الدوري و هذا من زيادته: ١١٦٣.

❷ منهاج السنة: ١/٧.

❸ الاعتصام: ٢/١٢٦١ بحواله بينات، ص: ١٢٢، ١٢٥، ١٥٤۔ مزید دیکھیں: تفسیر ابن کثیر و تفسیر روح المعانی پارہ نمبر ۲۶ سورۃ فتح آخری رکوع.

❹ مستدرك الحاكم ٣/١٠٧، ١٠٨، رقم: ٤٥٧٢۔ امام حاکم نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

''جتنے فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے (احادیث میں) آئے ہیں اتنے فضائل کسی دوسرے صحابی کے نہیں آئے۔''

عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک دن میں اپنے ابا کے سامنے بیٹھا تھا کہ کرخیوں کی ایک جماعت آپ کے پاس آئی۔ انہوں نے ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کی خلافت پر گفتگو شروع کر دی اور کافی کچھ کہا، پھر علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا تذکرہ چھیڑا اور اس کے بارے میں خوب طویل طویل باتیں کیں، میرے ابا نے اپنا سر ان کی طرف اٹھایا اور کہا: اے لوگو! تم لوگ علی اور ان کی خلافت کے بارے میں بہت کچھ باتیں کر چکے۔ تم لوگوں کا کیا گمان ہے؟ کیا خلافت نے علی کی شخصیت کو چمکایا ہے؟ نہیں، بلکہ علی رضی اللہ عنہ نے خلافت کو چمکایا ہے۔ [1]

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ:

علی رضی اللہ عنہ سے بسند تواتر ثابت ہے کہ انہوں نے فرمایا، اس امت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل شخص ابوبکر، پھر عمر رضی اللہ عنہما ہیں، یہ روایت بہت سی سندوں سے ثابت ہے، یہاں تک کہا گیا ہے کہ اس کی تقریباً اسی (۸۰) سندیں ہیں اور ایسے ہی آپ سے یہ قول بھی مروی ہے کہ آپ فرماتے تھے: اگر میرے پاس کوئی ایسا آدمی لایا گیا جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر مجھے فضیلت دیتا ہوگا تو میں اس پر تہمت کی حد نافذ کروں گا۔ [2]

امام قرطبی رحمہ اللہ:

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جو شخص ابوبکر اور علی رضی اللہ عنہما کے درمیان صدیقی باز پرس اور مرتضوی اعتذار اور پھر اس کے نتیجے میں بیعت خلافت پر اتفاق پر غور کرے گا اسے ماننا ہوگا کہ دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کی فضیلت و احترام کے قائل تھے اور باہمی محبت اور تقدس پر دونوں متفق تھے، انسانی طبیعت اگرچہ کبھی کبھی خواہشات سے مغلوب

---

[1] تاريخ مدينة السلام: ١/٤٦٢.

[2] منهاج السنة: ٣/١٦٢.

ہو جایا کرتی ہے، لیکن دین پسندی اس کا انکار کرتی ہے۔ واللہ الموفق۔'' ❶

امام ابوبکر محمد بن الحسین الآجری رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۰ھ):

امام ابوبکر محمد بن الحسین الآجری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جان لو! اللہ ہم پر اور تم پر رحم کرے، بے شک اللہ کریم نے امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اعلیٰ فضیلت عطا فرمائی۔ خیر میں آپ کی پیش قدمیاں عظیم ہیں اور آپ کے مناقب بہت زیادہ ہیں۔ آپ عظیم فضیلت والے ہیں۔ آپ جلیل القدر، عالی مرتبہ اور بڑی شان والے ہیں۔

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی اور چچا زاد، حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے ابا، مسلمانوں کے مردِ میدان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرنے والے، ہم پلہ لوگوں سے لڑنے والے، امام عادل زاہد، دنیا سے بے نیاز (اور) آخرت کے طلب گار، متبع حق، باطل سے دُور اور ہر بہترین اخلاق والے ہیں۔ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے محبت کرتے ہیں اور آپ اللہ و رسول سے محبت کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے انسان ہیں کہ آپ سے متقی مومن ہی محبت کرتا ہے اور آپ سے صرف منافق بدنصیب ہی بغض رکھتا ہے۔ عقل، علم، بردباری اور ادب کا خزانہ ہیں۔'' ❷

علامہ ذہبی رحمہ اللہ:

علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اپنے زمانہ میں تمام عورتوں کی سردار، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لختِ جگر اور ذریعہ نسل، اپنے عظیم باپ کے مشابہ، سردار خلائق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو القاسم محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف کی صاحبزادی، قریشیہ،

---

❶ فتح الباری: ۷/۴۹۵.

❷ الشریعة للآجری، ص: ۷۱۴، ۷۱۵.

ہاشمیہ، حسن و حسین کی والدہ۔ نبی کریم ﷺ ان سے شدید محبت رکھتے، ان کی خصوصی تکریم و تعظیم فرماتے اور ان کے ساتھ راز کی باتیں فرمایا کرتے تھے۔ ان کے فضائل بے شمار ہیں۔ وہ انتہائی صابرہ، دین دار، نیک نفس، صاحب عزت، عصمت مآب، قناعت پسند اور شکر گزار خاتون تھیں۔'' ❶

ابونعیم اصبہانی رحمہ اللہ:

حضرت ابونعیم رحمہ اللہ نے ان کی بابت یوں مدح سرائی فرمائی ہے:

''انتہائی عابدہ و زاہدہ، صاف دل خاتون، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پاکباز، سیّدہ، جناب رسول اللہ ﷺ کی لختِ جگر جو آپ ﷺ سے بہت مشابہت رکھتی تھیں، اولاد میں سب سے زیادہ آپ ﷺ کے دل کے قریب اور آپ کی وفات کے بعد سب سے پہلے آپ ﷺ کو جا ملنے والی، دنیا اور اس کی زینت سے دُور و نفور اور دنیا کی پیچ دار آفات اور خرابیوں سے بخوبی مطلع۔'' ❷

خطیب بغدادی رحمہ اللہ:

خطیب بغدادی رحمہ اللہ اہل السنہ والجماعۃ کا موقف بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''وہ تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے عقیدت رکھتے ہیں اور جو ان پاک دامنوں کو یا ان میں چند ایک کو کافر قرار دے، اُسے کافر کہتے ہیں اور وہ سیّدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما اور مشہور اسباطِ رسول ﷺ سے عقیدت و محبت رکھتے ہیں، مثلاً حضرت عبداللہ بن حسن رضی اللہ عنہ، حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ (زین العابدین)، حضرت محمد رحمہ اللہ بن علی بن حسین (الباقر)، حضرت جعفر رحمہ اللہ بن محمد (الصادق)، حضرت موسیٰ بن جعفر رحمہ اللہ (الکاظم)، حضرت علی رضی اللہ عنہ بن موسیٰ (الرضا) اور اسی طرح امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ساری اولاد جیسے حضرت

---

❶ سير اعلام النبلاء: ۲/۱۱۸، ۱۱۹.

❷ حلية الاولياء: ۲/۳۹.

عباس رحمہ اللہ بن علی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن علی، حضرت محمد رحمہ اللہ بن علی (ابن الحنفیہ) اور انہیں جیسے عقیدہ وعمل رکھنے والے دیگر اہل بیت کرام۔'' [1]

علامہ اسفرائینی:

امام اسفرائینی رحمہ اللہ اہل السنہ والجماعۃ کا منہج بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اس امت کے اسلاف کرام کے متعلق ناروا بات کہنے اور عیب جوئی کرنے سے محفوظ رکھا ہے۔ چنانچہ وہ مہاجرین و انصار اور دیگر سردارانِ اسلام کے حق میں کلمہ خیر کے سوا کچھ نہیں کہتے اور نہ ہی وہ اہل بدر و اُحد اور اہل بیت رضوان کے بارے میں کوئی غلط رائے رکھتے ہیں اور نہ ہی وہ ان تمام صحابہ کو برا کہتے ہیں جن کے متعلق حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی ہونے کی شہادت دی ہے اور نہ ہی وہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور اصحاب اور اولاد و احفاد (نواسوں) کے متعلق نامناسب بات کہنے اور سننے کو تیار ہیں، جیسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد میں سے مشہور اعلام، جیسے حضرت عبداللہ رحمہ اللہ بن حسن رضی اللہ عنہ، حضرت علی رحمہ اللہ بن حسین رضی اللہ عنہ، حضرت محمد رحمہ اللہ بن علی رحمہ اللہ بن حسین رضی اللہ عنہ، حضرت جعفر رحمہ اللہ بن محمد رحمہ اللہ بن علی رضی اللہ عنہ، حضرت موسیٰ بن جعفر رحمہ اللہ اور علی رحمہ اللہ بن موسیٰ (الرضا) اور دیگر اہل بیتِ کرام جو بغیر کسی طرح کے تغیر و تبدل، دین حقہ پر گامزن رہے اور نہ ہی وہ خلفائے راشدین میں سے کسی کے متعلق تنقید برداشت کرتے ہیں اور اس طرح وہ ان مشہور تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ پر تنقید کرنا جائز نہیں سمجھتے جنہیں اللہ تعالیٰ نے بدعات اور منکرات میں ملوث ہونے سے بچایا ہے۔ یہ ہے اہل بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق، اہل السنہ والجماعۃ کا عقیدہ اور جو شخص اس سلسلے میں مزید آگاہی حاصل کرنا چاہتا ہے، اسے اہل السنہ کی مرتب

[1] صحابہ کرام اور اہل بیت میں محبت واخوت، ص: ۷۳.

کردہ کتب حدیث و سیرت اوسوانح کا مطالعہ کرنا چاہیے، ان شاء اللہ اس پر یہ حقیقت آشکارا ہو جائے گی کہ اہل السنہ سے بڑھ کر اہل بیتِ رسول ﷺ کا قدر دان اور کوئی نہ ہوگا۔'' ❶

قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ:

۱۔ جو شخص ایسی بات کہے کہ جس سے امت گمراہ قرار پائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تکفیر ہو ہم اسے قطعیت کے ساتھ کافر قرار دیں گے۔

۲۔ اسی طرح ہم اس شخص کو بھی قطعیت کے ساتھ کافر قرار دیں گے جو قرآن کا یا اس کے کسی ایک حرف کا انکار کرے یا اس میں کوئی تبدیلی کرے یا زیادتی کرے۔ ❷

شیخ صالح فوزان رحمہ اللہ:

شیخ صالح الفوزان رحمہ اللہ کتاب التوحید، ص ۱۸۰ پر رقمطراز ہیں:

''اہل سنت والجماعۃ رافضی شیعوں کے غلط عقائد سے پاک ہیں، جو بعض اہل بیت کے سلسلے میں غلو سے کام لیتے ہوئے ان کی عصمت کا دعویٰ کرتے ہیں، اسی طرح نواصب کے گمراہ کن طریقہ سے بھی پاک ہیں جو اصحاب استقامت اہل بیت سے بغض اور دشمنی رکھتے ہیں، انہیں لعن طعن کرتے ہیں، اہل سنت و الجماعت ان اہل بدعت اور خرافات کا ارتکاب کرنے والوں کی گمراہی سے بھی پاک ہیں جو اہل بیت کو وسیلہ بناتے ہیں اور اللہ کے سوا ان کو ارباب حل وعقد مانتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اہل سنت والجماعت اس بارے میں اور دیگر معاملات میں بھی منہج اعتدال اور صراط مستقیم پر قائم ہیں۔ جن کے رویہ میں کوئی افراط وتفریط نہیں اور نہ اہل بیت کے حق میں حق تلفی وغلو ہے، خود معتدل دین پر قائم اہل بیت اپنے لیے غلو پسند نہیں کرتے ہیں اور غلو کرنے والوں سے

---

❶ صحابہ کرام اور اہل بیت میں محبت واخوت، ص: ۴۷.

❷ كتاب الشفاء: ۲/۲۸٦، ۲۸۱، ۲۹۰.

پناہ مانگتے ہیں، خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے متعلق غلو کرنے والوں کو آگ میں جلا دیا تھا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کے قتل کو جائز قرار دیا ہے، لیکن وہ آگ کی بجائے تلوار سے قتل کے قائل ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غلو کرنے والوں کے سردار عبداللہ بن سبا کو قتل کرنے کے لیے تلاش کروایا تھا لیکن وہ بھاگ گیا اور کہیں چھپ گیا تھا۔''

سیّد ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ:

سیّد ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ ''قربت کی راہیں، ص:۶۴'' پر رقمطراز ہیں:

''حضور اقدس علیہ السلام کی محبت کا تقاضا ہے کہ جو جو انہیں محبوب تھا، ہم بھی انہیں چاہیں اور ان سے پیار کریں۔ جن جن سے انہیں تعلقِ خاطر تھا ہم بھی ایک قلبی رابطہ ان سے محسوس کریں اور ان کا ادب و احترام ان کی تعظیم و توقیر جی کی گہرائیوں میں محسوس کریں۔ اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو خود حضور علیہ السلام سے ہماری محبت میں نقص ہے اور ہزار ہم محبّ رسول ہونے کا دعویٰ کریں اگر یہ کیفیت نہیں ہے تو یہ حبِ رسول محض ایک فریب نفس ہے۔ محبوب کی ہر شے عزیز ہوتی ہے۔ وہ لباس جو محبوب پہنتا ہے اور جس میں اس کی خوشبو بسی ہوئی ہوتی ہے، جی کو بھلا معلوم ہوتا ہے۔ ایک عاشق نے کہا:

اے گل بتو خور سندم تو بوئے کسے داری

''اسے پھول اس لیے بھلا معلوم ہوتا ہے کہ اس میں سے یار کی خوشبو آتی ہے اس گھر کے در و دیوار پر پیار آتا ہے جن میں محبوب نے زندگی بسر کی ہو۔''

قیس عامری کہتا ہے:

امر علی الدیار دیار لیلی
اقبل ذا الجدار و ذا الجدارا

و مـا حـب الـديـار شـغفن قلبـی
و لاكـن حـب مـن سـكـن الـديـارا

''میں لیلیٰ کے گھروں کے پاس سے گزرتا ہوں، کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں، کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں، کچھ ایسی بات نہیں کہاں گھروں کے پتھروں اور اینٹوں پر میں ریجھا ہوا ہوں، نہیں یہ تو اس کی محبت کا تقاضا ہے جو ان گھروں میں رہتا ہے۔''

وہ راہیں جن سے یار گزرتا ہے، ان راہوں پر پیار آتا ہے۔

وہاں وہاں ابھی رقصاں ہے بوئے عنبر و گل
جہاں جہاں سے چمن میں بہار گزری ہے

قیس عامری کہتا ہے:

مـن آل ليـلـی و ايـن ليـلـی

''لیلیٰ اب کہاں ہے۔ لیلیٰ کے بچوں کے چہروں میں سے لیلیٰ کی جھلک دیکھتا ہوں۔''

یہ محبت کی عام واردات ہیں۔ محبت تو جہاں بھی ہوگی، اس کے برگ و بار یہی ہیں۔ ان کیفیتوں کا حال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو سے جو پانی بچ جاتا، صحابہ اس پر جھپٹ پڑتے۔ صحابہ اسے تبرکاً اور تیمناً جسم پر ملتے تھے۔ آپ کا لعاب مبارک صحابہ کے ہاتھوں پر گرتا تھا، آپ حجامت کرواتے تو حضور علیہ السلام کے صحابہ کا آپ کے گرد ہجوم ہوتا تھا اور آپ کے بالوں کو سر سے اترتے ہی اچک لیتے تھے۔ [1]

((اَحِبُّوْنِیْ بِحُبِّ اللّٰهِ ، وَ اَحِبُّوْا اَهْلَ بَيْتِیْ لِحُبِّیْ)) [2]

---

[1] صحيح بخاری، كتاب الوضوء، باب استعمال فضل الوضو۔ سنن النسائی كتاب الطهارة، باب الانتفاع بفضل الوضوء۔ صحيح مسلم، كتاب الفضائل باب فی قرب النبی صلی اللہ علیہ وسلم.

[2] سنن ترمذی، كتاب المناقب، رقم: ۳۷۸۹، امام ترمذی نے اسے ''حسن غریب'' قرار دیا ہے۔

''اللہ کی محبت کی بنا پر مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کی بنا پر میرے گھرانے کے افراد سے محبت کرو۔''

پھر گھرانہ بھی وہ کہ خود اللہ آخری صحیفہ آسمانی میں ان سے خطاب کرتا ہے اور ان کی طہارت اور پاکیزگی کا اعلان کرتا ہے:

﴿اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا۝﴾ (الاحزاب: ۳۳)

''اے پیغمبر ﷺ کے گھر والو! اللہ کو تو بس یہی منظور ہے کہ تم سے ہر طرح کی گندگی دُور کر دے اور تمہیں ایسا پاک صاف کر دے جیسا کہ پاک صاف کرنے کا حق ہوتا ہے۔''

جب رسول اللہ ﷺ نے رحلت فرمائی تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی عمر پانچ برس اور بعض روایتوں کے مطابق سات برس تھی۔ "البدایة والنهایة" میں ہے:

((كَانَ الصِّدِّیْقُ یُكْرِمُهٗ وَ یُعَظِّمُهٗ وَ كَذٰلِكَ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ رضی اللہ عنہم))

''حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا احترام کرتے تھے اور ان کی تعظیم بجالاتے تھے اور یہی حال حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کا تھا۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو محبت اور عقیدت حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے تھی، اس کا سرچشمہ وہ وہی محبت اور والہانہ شیفتگی تھی جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضور ﷺ کی ذات گرامی سے تھی۔

اک بات اس میں پائی تھی شوخیٔ یار کی
ہم نے بھی اپنی جان لڑا دی قضا کے ساتھ

پس جس گھرانے کی محبوبیت کا یہ عالم ہو، اس کی محبت اور یاد میں جو مجلسیں اور شامیں

بسر ہو جائیں، حاصل عمر رائیگاں ہیں۔ ان کی مدح وتوصیف میں جس قدر بھی زبانیں زمزمہ پیرا ہوں کم ہیں۔ ان کی یاد روح کی پاکیزگی اور دل کی طہارت کا ساماں ہے۔

ساتھیو! اپنے حریم دل میں جھانک کر دیکھو۔ اگر اس میں اہل بیت کی محبت اور بالخصوص حسین بن فاطمہ رضی اللہ عنہما کی محبت نہیں پاتے ہو تو تم یقین کرو کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمہاری محبت بھی محض فریبِ نفس ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھو کہ آپ ﷺ کا پسینہ، آپ ﷺ کے وضو کا بچا ہوا پانی، آپ ﷺ کے موئے مبارک، حتیٰ کہ آپ ﷺ کا لعابِ دہن بھی انہیں عزیز تھا، پھر آہ صد ہزار آہ حرماں اگر تم اپنے سینوں کو حسین بن فاطمہ بنتِ محمد ﷺ کی محبت وتعظیم سے خالی پاتے ہو، یہ بہت بڑی محرومی اور شقاوت ہے۔ تم یقین کرو کہ حضور علیہ السلام کی محبت اگر تمہارے رگ و پے میں اتر جائے تو تم ان کے غلاموں کے غلاموں کے غلاموں کا بھی ادب کرو۔

آہ! یہ کیسی للّٰہیت کی موت اور ایمان کی جانکنی ہے کہ بعض علماء عین منبر رسول پر کھڑے ہو کر اس محبوب بارگاہِ رسالت، اس جگر گوشۂ بتول کا ذکر حقارت آمیز لہجے میں کرتے ہیں، وہ گھرانہ جس سے تم نے فیض حاصل کیا، وہ جن کی جوتیوں کے صدقے میں تمہیں ایمان و اسلام کی معرفت حاصل ہوئی، تم کو کیا ہوا کہ تم ان ہی کی عیب چینیاں کرتے ہو۔ پھر اس عیب چینی اور خوردہ گری کے لیے تمہیں رسول اللہ ﷺ کے منبر کے سوا کوئی اور جگہ نہیں ملتی۔ پھر تم اپنے لب ولہجہ کو تو دیکھو، یوں محسوس ہوتا ہے جیسے شمر بن ذی الجوشن، یزید اور ابن زیاد نے اہل بیت کے خلاف مقدمے میں تمہیں اپنا وکیل بنا لیا ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ صحابہ بھی تھے اور اہل بیت میں سے بھی تھے، وہ صرف صحابی ہی نہ تھے، جلیل القدر علماء صحابہ میں سے تھے۔ وہ صرف اہل بیت ہی سے نہ تھے محبوبِ بارگاہِ رسالت تھے۔ پس حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی، ان کی تنقیص، ان کے بارے میں سوء ادب سراسر موجب حرماں ہے۔

از الٰہ خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب ❶

نواب محمد صدیق خان قنوجی رحمہ اللہ:

اہل سنت و الجماعت اور شیعوں سے براء ت کا اظہار کرتے ہیں جن کا عقیدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض و عداوت رکھنا اور ان کو گالیاں دینا ہے اور اسی طرح اہل سنت و الجماعت نواصب اور خوارج سے براءت کا اظہار کرتے ہیں جن کا عقیدہ اہل بیت کو قولاً عملاً تکلیف پہنچانا ہے۔ ❷

❶ قربت کی راہیں، از سیّد ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ، ص: ۶۴۔۷۳.
❷ قطف الثمار فی بیان عقیدة اهل اثر: ۹۷/۱.

باب نمبر ۱۱:

اہل بیت رضی اللہ عنہم کے حقوق وخصوصیات

اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کی تعریف وتحدید، قرآن وسنت کی روشنی میں ان کے فضائل و مناقب کے بیان کے بعد بہت ضروری ہے کہ ان کے حقوق وخصوصیات کا بیان بھی ہو جائے تاکہ اہل اسلام کے دل میں ان کی عقیدت ومحبت جاگزیں ہو جائے۔

(پہلا حق) اہل بیت سے محبت کرنا:

اہل بیت کا پہلا حق یہ ہے کہ ان سے محبت کی جائے۔ اللہ عزوجل بھی اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت رکھتے ہیں۔ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں کو دیکھا تو کسی کے دل کو سیّدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل جیسا نہ پایا تو اسے اپنی رسالت اور نبوت کے لیے پسند فرمایا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کے بعد باقی لوگوں کے دلوں کو دیکھا تو کسی کے دل کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں جیسا نہ پایا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نبی کے وزیر بنا دیا۔'' [1]

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى أَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اَهْلِهٖ وَ مَالِهٖ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ)) [2]

''کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس

---

[1] مسند احمد: ۱/۳۷۹.

[2] صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول من الایمان.

کے اہل، مال اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔''

امام شافعی رحمہ اللہ نے اسی لیے مدحتِ اہل بیت میں درج ذیل اشعار محبت وعقیدت میں ڈوب کر کہے ہیں:

يَـا اَهْـلَ بَيْـتِ رَسُـوْلِ الـلّٰـهِ حُبُّكُمْ
فَـرْضٌ مِـنَ الـلّٰـهِ فِـى الْـقُرْآن أَنْزَلَـهٗ
كَـفَـاكُـمْ مِـنْ عَـظِيْـمِ الْـقَـدْرِ أَنَّـكُمْ
مَـنْ لَّـمْ يُـصَـلِّ عَـلَيْـكُمْ لَا صَلٰوةَ لَـهٗ

''اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اللہ تعالیٰ نے تمہاری محبت کو فرض قرار دیا ہے اس قرآن حکیم میں جس کو اس نے نازل کیا ہے تمہاری عظمت و شان کے لیے یہی کافی ہے کہ جس نے تم پر درود نہیں پڑھا اس کی نماز ہی قبول نہیں۔''

ایک اور مقام پر امام شافعی رحمہ اللہ نے محبت اہل بیت سے منہ موڑنے والوں پر ان الفاظ میں تنقید کی ہے:

لَـمَّـا رَأَيْـتُ الـنَّـاسَ قَدْ ذَهَبَتْ بِهِمْ
مَـذَاهِبُهُـمْ فِـى الْبَـحْرِ الْغَيِّ وَ الْجَهْلِ
وَ أَمْسَـكْـتُ حَبْـلَ الـلّٰهِ وَ هُوَ وَلَائُهُمْ
كَـمَـا قَـدْ أُمِـرْنَـا بَـا التَّمَسُّكِ بِالْحَبْلِ

''جب میں نے لوگوں کو دیکھا کہ بے شک وہ ان لوگوں کی روش پر چل رہے ہیں جو جہالت اور ہلاکت کے سمندر میں غرق ہیں تو میں نے اللہ عزوجل کی رسی کو تھام لیا اور وہ ان (اہل بیت) کی محبت ہے جیسا کہ ہمیں اس رسی کو مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیا گیا ہے۔'' [1]

اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم سے محبت ومودت ذریعۂ فوز وفلاح ہے تو ان سے بغض وعناد

[1] بحوالہ: ہمیں حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کیوں ہے؟ ص: ۵۷۔

ذریعۂ ہلاکت ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یُبْغِضُنَا اَھْلَ الْبَیْتِ اَحَدٌ اِلَّا اَدْخَلَہُ اللّٰہُ النَّارَ)) ❶

''مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اہل بیت سے جو بندہ بھی بغض رکھے، اللہ تعالیٰ اسے آگ میں داخل کرے گا۔''

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَ الَّذِیْ فَلَقَ وَ بَرَأَ النَّسْمَۃَ اِنَّہٗ لَعَھِدَ النَّبِیُّ ﷺ اِلٰی اَنْ لَّا یُحِبَّنِیْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَ لَا یُبْغِضُنِیْ اِلَّا مُنَافِقٌ)) ❷

''قسم ہے مجھے اس ذات کی جس نے دانے کو چیرا اور جس نے جان داروں کو پیدا کیا، پیارے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ مجھ (علی) سے صرف مومن ہی محبت رکھے گا اور صرف منافق ہی مجھ سے بغض رکھے گا۔''

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ سے محبت کرو ان نعمتوں کی وجہ سے جو اس نے تمہیں عطا فرمائیں اور مجھ سے اللہ تعالیٰ کی محبت کے سبب محبت کرو اور میرے اہل بیت سے میری محبت کی خاطر محبت کرو۔'' ❸

ایک مقام پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَ اللّٰہِ لَا یَدْخُلُ قَلْبَ اِمْرِیءٍ اِیْمَانٌ حَتّٰی یُحِبَّکُمْ لِلّٰہِ وَ لِقَرَابَتِیْ)) ❹

---

❶ سلسلة احاديث الصحيحة، رقم الحديث: ٢٤٨٨.

❷ صحيح مسلم، كتب الايمان، باب الدليل على ان حب الانصار و على من الايمان.

❸ سنن ترمذی، رقم الحديث: ٣٧٨٩۔ مستدرك حاكم، رقم: ٤٧١٦۔ علامہ ترمذی نے اسے "حسن غريب" کہا ہے۔ مزید دیکھیں: تخريج فقه السيرة: ٢٣.

❹ مسند احمد، رقم: ١٧٧٧، ١٧٥٥۔ اقتضاء الصراط المستقيم: ١/٤٢٨۔ ابن تیمیہ اور شیخ شعیب نے اسے صحیح الاسناد اور قوی قرار دیا ہے۔

''اللہ کی قسم! کسی شخص کے دل میں ایمان داخل نہ ہو گا یہاں تک کہ وہ تم (اہل بیت رسول ﷺ) سے اللہ کے لیے اور میری قرابت داری کی وجہ سے محبت نہ کرے۔''

(دوسری خصوصیت) مالِ زکوٰۃ صدقات کی حرمت:

آل بیت رسول اللہ ﷺ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ ان کے لیے مالِ زکوٰۃ و صدقات لینا حرام ہے، حلال نہیں۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَنْبَغِيْ لِآلِ مُحَمَّدٍ اِنَّمَا هِيَ اَوْسَاخُ النَّاسِ)) [1]

''بے شک آل محمد ﷺ کے لیے صدقہ (و مالِ زکوٰۃ) حلال نہیں کیونکہ یہ تو لوگوں (کے مالوں) کا میل کچیل ہوتا ہے۔''

(تیسری خصوصیت) مالِ غنیمت اور مالِ فے میں سے خمس کا حق:

اموالِ غنیمت اور اموالِ فے میں سے پانچواں حصہ رسول اللہ ﷺ کے پاس رہتا جس میں سے آپ ﷺ اپنی مرضی کے مطابق تصرف کرتے، اسی میں سے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو اپنی طرف سے تشجیعی انعامات دیتے اور یاد رہے کہ غنیمت اور فے کا خمس آپ ﷺ کے اہل قرابت اور آلِ بیت کے لیے آپ کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی ثابت ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ (الانفال: ٤١)

''اور جان لو کہ تمہیں جو کچھ بھی مالِ غنیمت ہاتھ آئے گا، اس کا پانچواں حصہ اللہ

---

[1] صحيح مسلم، رقم: ١٠٧٢.

اور اس کے رسول کے لیے اور (رسول کے) رشتہ داروں، اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہو گا، اگر تمہارا ایمان اللہ اور اس نصرت و تائید پر ہے جو ہم نے اپنے بندے پر اُس دن اُتارا تھا جب حق باطل سے جدا ہو گیا، جب دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ ہو گئی، اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کے بعد تمام اموالِ غنیمت جمع کرنے کا حکم دیتے تھے پھر جو مجاہد کسی کافر سے کوئی چیز چھینے ہوتا تھا وہ اُسے دے دیتے تھے، اس کے بعد پانچواں حصہ الگ کر دیتے تھے، اور باقی مال کا کچھ حصہ ان عورتوں، بچوں اور غلاموں کو دیتے تھے جن کا مال غنیمت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا تھا۔ اس کے بعد باقی مال اس جنگ میں شریک ہونے والے مجاہد مسلمانوں کے درمیان عدل و انصاف کے ساتھ برابر برابر تقسیم کر دیتے تھے۔ انتہٰی۔ [1]

''ذوالقربیٰ'' سے مراد بنی ہاشم اور بنی مطلب ہیں اور ''یتامیٰ'' میں (راجح رائے کے مطابق) مال دار اور فقیر سبھی داخل ہیں، اور ''مساکین'' سے مراد وہ اصحاب حاجت ہیں جو اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے مال نہیں رکھتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ان کا اور ان کے رشتہ داروں کا حصہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما جہاد کی تیاریوں پر خرچ کرتے رہے۔ سیدنا ابوبکر، علی اور قتادہ وغیرہم رضی اللہ عنہم کی یہی رائے تھی۔ امام مالک اور سلف صالحین میں اکثر لوگوں کی رائے ہے کہ مالِ غنیمت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پانچواں حصہ امامِ وقت کے زیرِ تصرف ہو گا، اور وہ اسے اسلام اور مسلمانوں کے مصالح عامہ پر خرچ ہو گا۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس رائے کو ترجیح دی ہے۔

امام نسائی نے سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مالِ غنیمت میں سے پانچواں حصہ میرے لیے ہے اور وہ بھی تم مسلمانوں پر ہی

---

[1] زاد المعاد.

خرچ ہوگا۔'' ❶

(چوتھا حق اور خصوصیت) رسولِ مکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی کے ساتھ اہل بیت پر بھی صلوٰۃ پڑھنا:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝﴾ (الاحزاب: ٥٦)

''بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی اُن پر درود وسلام بھیجو۔''

اس آیت کریمہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ آسمان و زمین دونوں جگہ لائقِ صد احترام ہیں۔ آسمان میں اللہ تعالیٰ اور فرشتے ان پر درود بھیجتے ہیں، اور زمین میں تمام اہل ایمان سے مطلوب ہے کہ انہیں درود وسلام کے تحفے بھیجتے رہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے ابو العالیہ سے روایت کی ہے کہ اللہ کے ''درود بھیجنے'' سے مراد، فرشتوں کی محفل میں آپ کا ذکر خیر ہے اور فرشتوں کے ''درود بھیجنے'' سے مراد آپ ﷺ کے لیے برکت کی دعا ہے۔

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "جلاء الأفهام" میں ''صلاۃ'' یعنی درود کا معنی تفصیل سے بیان کیا ہے۔

ذیل کی سطور میں درودِ پاک کے مسنون الفاظ اور اس کے مقامات بیان کر دیئے گئے ہیں۔

۱..... امام بخاری رحمہ اللہ نے سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے اور امام احمد، ابو داود، نسائی، ابن خزیمہ، ابن حبان اور حاکم نے سیدنا ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ ہم آپ پر سلام بھیجنا تو جانتے ہیں، درود کیسے

---

❶ سنن نسائی، کتاب الهبة، رقم: ٣٧١٨۔ سنن ابو داود، کتاب الجهاد، رقم: ٢٦٩٤۔ مسند احمد: ١٨٤/٢.

بھیجیں، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، تم کہو:

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ)) [1]

''اے اللہ! محمد اور آل محمد پر اسی طرح رحمت بھیج جس طرح تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمت بھیجی ہے، تعریف اور بزرگی تیرے ہی لیے ہے۔ اے اللہ! محمد اور آل محمد پر اسی طرح برکت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی، تو بزرگ ہے اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔''

۲..... ((عَنْ زَيْدِ بْنِ خَارِجَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَنَا سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: صَلُّوْا عَلَيَّ وَ اجْتَهِدُوْا فِي الدُّعَاءِ وَ قُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ .)) [2]

''سیدنا زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے (درود کے بارے میں) سوال کیا، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مجھ پر درود بھیجا کرو اور دعا میں اسے لازم کر لو اور یوں کہو: اے اللہ محمد اور آل محمد پر اپنی رحمتیں نازل فرما۔''

۳..... ((عَنْ اَبِيْ حُمَيْدِ السَّاعِدِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّهُمْ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ أَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ

---

[1] صحيح بخاری، كتاب احاديث الانبياء، رقم: ۳۳۷۰.

[2] سنن نسائی، كتاب السهو، رقم: ۱۲۹۲۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

عَلٰی آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ .)) ❶

''سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر کس طرح درود بھیجیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''یوں کہو! اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، آپ کی ازواج رضی اللہ عنہن پر اور آپ کی اولاد پر اسی طرح رحمت بھیج جس طرح تو نے آل ابراہیم پر رحمت بھیجی۔ اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، آپ کی ازواج رضی اللہ عنہن پر اور آپ کی اولاد پر اسی طرح برکتیں نازل فرما جس طرح تو نے آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی، تو بے شک بزرگ اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔''

۴..... امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں عبدالرزاق سے، انہوں نے معمر سے، انہوں نے ابن طاؤس سے، انہوں نے ابوبکر بن محمد بن عمر بن حزم سے اور انہوں نے ایک صحابی سے یہ روایت بیان فرمائی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یوں درود پڑھا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى أَهْلِ بَيْتِهٖ، وَ عَلٰى أَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّتِهٖ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ، وَ عَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّتِهٖ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ)) ❷

''اے اللہ! (حضرت) محمد، آپ کے اہل بیت، آپ کی بیویوں اور آپ کی اولاد پر خصوصی رحمت نازل فرما، جیسی کہ تو نے آل ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی، بلاشبہ تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔ نیز محمد، آپ کے اہل بیت، آپ کی بیویوں اور آپ کی اولاد پر برکت نازل فرما، جیسی تو نے آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی، بلاشبہ تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔''

---

❶ صحيح بخاری، كتاب احاديث الانبياء، رقم: ٣٣٦٩.

❷ مسند احمد: ٥/٣٧٤۔ شیخ حمزہ زین نے اسے ''صحیح الاسناد'' قرار دیا ہے۔

٥..... ((عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَجُلٌ حَتّٰی جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَّا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ، وَ اَمَّا الصَّلَاةُ فَاَخْبِرْنَا بِهَا كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ؟ فَصَمَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی وَدِدْنَا اَنَّ الرَّجُلَ الَّذِيْ سَاَلَهٗ لَمْ يَسْاَلْهُ . ثُمَّ قَالَ: إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَيَّ فَقُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰی آلِ اِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰی آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ .)) [1]

''سیدنا عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور کہنے لگا۔ اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو معلوم ہے۔ البتہ درود بھیجنے کا طریقہ ہمیں بتائیے۔ رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہم نے خواہش کی کہ یہ آدمی ایسا سوال نہ کرتا، تو اچھا تھا۔ پھر کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب تم مجھ پر درود بھیجو، تو کہو یا اللہ امی نبی محمد اور آل محمد پر اسی طرح رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی اور امی نبی محمد اور آل محمد پر اسی طرح برکت نازل فرما، جس طرح تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی، تو یقیناً اپنی ذات میں آپ محمود اور بزرگ ہے۔''

٦..... ((عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: اِلْتَفَتَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ، فَاِذَا صَلّٰی اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَ الصَّلَوَاتُ وَ الطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ

[1] رواه اسماعيل القاضی فی فضل الصلاة علی النبی ﷺ۔ فضل الصلاة علی النبی ﷺ للالبانی، رقم: ٧٩.

وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، فَإِنَّكُمْ إِذَا قُلْتُمُوْهَا اَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَ الْاَرْضِ، أَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ.)) ❶

''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اللہ ہی سلام ہے، جب تم نماز پڑھو، تو کہو: تمام زبانی، جسمانی اور مالی عبادات اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں۔ اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ پر اللہ کا سلام اور اس کی رحمتیں اور برکتیں ہوں ہم پر بھی اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی سلام۔ جب تم یہ کہو گے تو یہ الفاظ اللہ کے تمام نیک بندوں کو پہنچیں گے چاہے وہ آسمان میں ہوں یا زمین میں میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آلِ محمد پر درود پڑھنے کے مقامات:

۱۔ بندے کو جب بھی موقع ملے درود وسلام پڑھے۔ ❷

۲۔ صبح کے وقت درود وسلام پڑھا جائے۔ ❸

۳۔ شام کے وقت درود وسلام پڑھا جائے۔ ❹

۴۔ نماز کے بعد درود پڑھنا۔ ❺

۵۔ ہر مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھنا۔ ❻

---

❶ صحيح بخاری، كتاب الدعوات، رقم: ٦٣٢٨.

❷ مسند احمد عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ.

❸ صحيح جامع الصغير للالبانی، رقم: ٦٢٣٣.

❹ صحيح جامع الصغير للالبانی، رقم: ٦٢٣٣.

❺ مسند ابو يعلى، بحوالہ: الحصن الحصين، رقم: ٢١٣.

❻ صحيح سنن ترمذی للالبانی، رقم الحديث: ٢٦٩١.

۶۔ میت کے لیے نماز جنازہ میں درود پڑھنا۔ ❶

۷۔ اذان کے بعد درود پڑھنا۔ ❷

۸۔ جمعۃ المبارک کے روز کثرت سے درود پڑھنا۔ ❸

۹۔ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے سے پہلے درود پڑھنا۔ ❹

۱۰۔ مصائب وتکالیف میں درود کو کثرت سے پڑھنا۔ ❺

۱۱۔ گناہوں کو بخشوانے کے لیے درود پڑھنا۔ ❻

۱۲۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت درود کا پڑھنا۔ ❼

۱۳۔ مسجد سے نکلتے وقت درود کا پڑھنا۔ ❽

۱۴۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کی بجائے صرف درود ہی پڑھنا۔ ❾

۱۵۔ فرض نمازوں میں رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام بھیجنا۔ ❿

۱۶۔ رسول اللہ ﷺ کا اسم گرامی سنے تو درود پڑھے۔ ⓫

۱۷۔ رسول اللہ ﷺ کا اسم گرامی لکھتے اور پڑھتے درود پڑھنا۔ ⓬

---

❶ مسند شافعی، رقم الحدیث: ۵۸۱.

❷ صحیح مسلم، رقم: ۸٤۹، ۸۷۱.

❸ صحیح الجامع الصغیر، رقم الحدیث: ۱۲۱۹.

❹ صحیح سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۲۷٦۵.

❺ صحیح سنن ترمذی، رقم الحدیث: ۱۹۹۹.

❻ صحیح سنن ترمذی، رقم الحدیث: ۱۹۹۹.

❼ صحیح سنن ابن ماجه للالبانی، رقم: ٦۲۵.

❽ صحیح سنن ابن ماجه للالبانی، رقم: ٦۲۵.

❾ صحیح سنن الترمذی للالبانی، رقم: ۱۹۹۹.

❿ صحیح سنن ترمذی، رقم الحدیث: ۲۷٦۷.

⓫ صحیح سنن ترمذی، رقم الحدیث: ۲۸۱۱.

⓬ صحیح سنن ترمذی، رقم الحدیث: ۲۸۱۱.

رسول اللہ ﷺ اور آلِ محمد علیہ السلام پر درود وسلام بھیجنے کے فوائد:

۱۔ روزِ قیامت رسول اللہ ﷺ کی قربت حاصل ہوگی۔ ❶

۲۔ یومِ قیامت رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔ ❷

۳۔ یومِ آخرت گناہوں کی بخشش کا سبب ہوگا۔ ❸

۴۔ دنیا اور آخرت کے مصائب وتکالیف اور دُکھوں غموں کے لیے کافی ہے۔ ❹

۵۔ جو رسول اللہ ﷺ پر سلام بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس شخص پر سلام بھیجتا ہے۔ ❺

۶۔ اللہ تعالیٰ دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ ❻

۷۔ اللہ تعالیٰ دس گناہ معاف فرماتا ہے۔ ❼

۸۔ اللہ تعالیٰ دس درجے بلند فرماتا ہے۔ ❽

۹۔ رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام قبولیت دعا کا سبب ہے۔ ❾

۱۰۔ اللہ تعالیٰ بندے کے اعمال میں دس نیکیاں لکھتا ہے۔ ❿

۱۱۔ اس شخص پر فرشتے دعائے رحمت کرتے ہیں۔ ⓫

۱۲۔ رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام پڑھنے سے بندہ جنت کے راستے پر چڑھ جاتا ہے۔ ⓬

---

❶ سنن ترمذی، بحوالہ: مشکوٰۃ المصابیح، رقم: ۹۲۳.

❷ فضل الصلوۃ علی النبی للالبانی، و فضل الصلاۃ لإسماعیل قاضی، رقم: ۵۰.

❸ سنن ترمذی، بحوالہ: صحیح سنن الترمذی، رقم: ۱۹۹۹.

❹ صحیح سنن ترمذی، رقم: ۱۹۹۹.

❺ مسند احمد (عبدالرحمن بن عوف).

❻ صحیح سنن نسائی، رقم: ۱۲۳۰.

❼ صحیح سنن نسائی، رقم: ۱۲۳۰.

❽ صحیح سنن نسائی، رقم: ۱۲۳۰.

❾ صحیح سنن الترمذی للالبانی، رقم: ٤٨٦.

❿ فضل الصلوۃ علی النبی للالبانی، رقم: ۱۱.

⓫ مشکوۃ المصابیح للالبانی، رقم: ۹۲۵.

⓬ صحیح ابن ماجہ للالبانی، رقم الحدیث: ۷٤۰.

۱۳۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے دروازے کھول دیتا ہے۔ ❶

۱۴۔ امتی کا درود وسلام رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام تک فرشتے پہنچاتے ہیں اس سے بڑھ کر امتی کی کیا سعادت ہوسکتی ہے لہٰذا سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لوگوں کا سلام مجھے پہنچانے کے لیے فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو زمین پر گشت کرتے رہتے ہیں۔ ❷

۱۵۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کی مطابقت ہو جاتی ہے۔ اللہ کریم نے ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝﴾ (الاحزاب: ٥٦)

''بلاشبہ اللہ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو خوب اور سلام بھیجا کرو۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھنے والوں کے لیے وعید:

۱۔ اللہ تعالیٰ دعا قبول نہیں فرماتا۔ ❸

۲۔ انسان جنت میں داخلے سے محروم ہو جاتا ہے۔ ❹

۳۔ درود وسلام نہ پڑھنے والا بندہ بخیل تصور کیا جاتا ہے۔ ❺

۴۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا سبب ہے۔ ❻

۵۔ جنابِ جبرئیل علیہ السلام نے درود وسلام نہ پڑھنے والے کے لیے ہلاکت کی دعا فرمائی ہے۔ ❼

۶۔ روزِ قیامت درود نہ پڑھنے والے کے لیے پشیمانی اور باعث حسرت ہوگی۔ ❽

---

❶ صحيح ابن ماجه للالبانی، رقم: ٦٢٥.

❷ صحيح سنن النسائی للالبانی، رقم الحديث: ١٢١٥.

❸ سلسلة الاحاديث الصحيحة للالبانی، رقم الحديث: ٢٠٣٥.

❹ صحيح سنن ابن ماجه للالبانی، رقم: ٧٤٠.

❺ فضل الصلاة على النبی للالبانی، رقم: ٣٧.

❻ صحيح سنن الترمذی للالبانی، رقم: ٢٨١٠.

❼ مستدرك حاكم عن كعب بن عجرة رضی اللہ عنہ.

❽ سلسله احاديث صحيحه، رقم الحديث: ٧٦.

باب نمبر ۱۲:

اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سبّ وشتم کرنا

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت عین ایمان اور اُنہیں برا بھلا کہنا کبیرہ گناہ ہے۔

امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ہم اصحاب رسول اللہ سے محبت کرتے ہیں، مگر ان میں سے کسی ایک کی محبت میں افراط نہیں کرتے، اور نہ ہی ان میں سے کسی ایک پر تبراء (برأت کا اظہار) کرتے ہیں۔ ہم اس سے بغض رکھتے ہیں جو ان سے بغض رکھتا ہے، اور اسے اچھے لفظوں میں یاد نہیں کرتا۔ ان کی محبت دین، ایمان اور احسان ہے، اور ان سے بغض رکھنا، کفر، نفاق اور سرکشی ہے۔'' [1]

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ . فَلَوْ أَنَّ اَحَدَکُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ ، وَ لَا نَصِيْفَهُ .)) [2]

''تم میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا بھلا نہ کہو، اگر تم میں سے کوئی شخص (روزانہ) اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو (ثواب میں) صحابہ میں سے کسی کے مد اور نصف مد کو بھی نہیں پہنچے گا۔''

سیّدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِیْ اَصْحَابِیْ ، لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا بَعْدِیْ ، فَمَنْ

---

[1] العقيدة الطحاوية، مع شرحها لابن ابی العز، ص: ٦٨٩.

[2] صحيح بخاری، كتاب فضائل الصحابة، باب قول النبی ﷺ لو كنت متخذا خليلا، الرقم: ٣٤٧٠۔ سنن الترمذی، كتاب المناقب عن رسول الله ﷺ، رقم: ٣٨٦١۔ سنن ابو داود، كتاب السنة، رقم: ٤٦٥٨.

اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّهُمْ ، وَ مَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَهُمْ ، وَ مَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِیْ ، وَ مَنْ آذَانِیْ فَقَدْ آذَی اللّٰهَ ، وَ مَنْ آذَا اللّٰهَ فَیُوْشِكُ اَنْ یَّاْخُذَهٗ .)) ❶

''میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں اللہ سے ڈرو (دو مرتبہ فرمایا) ان کو میرے بعد نشانہ نہ بنانا (یعنی ان کو بُرا بھلا نہ کہنا) جس شخص نے ان سے محبت کی، اس نے میری محبت کے سبب ان سے محبت کی اور جس شخص نے ان سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی اور جس شخص نے انہیں ایذا دی اس نے مجھے ایذا پہنچائی اور جس شخص نے مجھے ایذا پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی، اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی، قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا مؤاخذہ کرے گا۔''

سیّدنا عبداللہ عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِذَا رَاَیْتُمُ الَّذِیْنَ یَسُبُّوْنَ اَصْحَابِیْ فَقُوْلُوْا: لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی شَرِّكُمْ .)) ❷

''تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہتے ہیں تو تم کہو کہ تم میں سے جو برا ہے اس پر اللہ کی لعنت ہو۔''

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے:

((اَكْرِمُوْا اَصْحَابِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ)) ❸

''میرے صحابہ کی تکریم کرو، پھر ان لوگوں کو جو ان کے بعد میں آنے والے ہیں

---

❶ سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ ﷺ، باب فی من سب اصحاب النبی ﷺ، الرقم: ۳۸٦۲۔ مسند احمد بن حنبل: ۸۷/٤۔ مسند الفردوس: ۱٤۷/۱، الرقم: ٥۲٥.

❷ سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء فی فضل من رأی النبی ﷺ، رقم: ۳۸٦٦۔ المعجم الأوسط الطبرانی: ۱۹۱/۸، الرقم: ۸۳٦٦۔ مسند الفردوس: ۲٦۳/۱، الرقم: ۱۰۲۲.

❸ سنن نسائی، رقم: ۹۲۲۲۔ طبرانی اوسط، رقم: ۲۹۲۹۔ مسند طیالسی: ۷/۱، رقم: ۳۱.

پھر وہ جوان کے بعد میں آئیں گے۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ اَحَبَّهُمَا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَ مَنْ اَبْغَضَهُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ)) ❶

''جس شخص نے بھی ان (سیّدنا حسن وسیّدنا حسین رضی اللہ عنہما) سے محبت کی تو یقیناً اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض کیا تو یقیناً اس نے مجھ سے بغض کیا۔''

امام معافٰی بن عمران الموصلی رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۵ھ) سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ کسی کو بھی برابر قرار نہیں دیا جا سکتا۔ امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) آپ کے صحابی، ام المومنین ام حبیبہ (رضی اللہ عنہا) کے بھائی، آپ کے کاتب اور اللہ کی وحی (لکھنے) کے امین ہیں۔

((عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: اِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُوْنَ، وَ اِنَّ اَصْحَابِیْ يَقِلُّوْنَ، فَلَا تَسُبُّوْهُمْ، فَمَنْ سَبَّهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ)) ❷

''سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک لوگ کثیر تعداد میں ہیں اور میرے صحابہ قلیل تعداد میں۔ پس میرے صحابہ کو برا بھلا مت کہو اور جس نے انہیں برا بھلا کہا تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔''

سیّدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ ایک وفد کے ساتھ سیّدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے پاس گئے تو انہوں نے (سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ) نے ان (سیّدنا مسور رضی اللہ عنہ)

---

❶ مسند احمد: ۲/ ٤٤٠، رقم الحديث: ٩٦٧٣۔ فضائل الصحابه لاحمد: ١٣٧٦.

❷ المعجم الاوسط للطبرانی: ۲/ ٤٧، الرقم: ١٢٠٣۔ مسند ابو يعلى: ٤/ ١٣٣، الرقم: ٢١٨٤۔ حلية الاولياء: ٣/ ٣٥٠۔ مسند الفردوس: ٤/ ٣٠١، الرقم: ٦٨٨٤.

کی ضرورت پوری کی پھر خلوت میں بلا کر کہا: تمہارا حکمرانوں پر طعن کرنا کیا ہوا؟ مسور نے کہا: یہ چھوڑیں اور اچھا سلوک کریں جو ہم پہلے بھیج چکے ہیں۔ سیّدنا معاویہ نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! تمہیں اپنے بارے میں بتانا پڑے گا اور تم مجھ پر جو تنقید کرتے ہو۔ سیّدنا مسور نے کہا: میں نے اُن کی تمام قابل عیب باتیں (غلطیاں) انہیں بتا دیں۔ سیّدنا معاویہ نے کہا: کوئی بھی گناہ سے بری نہیں ہے۔ اے مسور! کی تمہیں پتا ہے کہ میں نے عوام کی اصلاح کی کتنی کوشش کی ہے، ایک نیکی کا اجر دس نیکیوں کے برابر ملے گا۔ یا تم گناہ ہی گنتے رہتے ہو اور نیکیاں چھوڑ دیتے ہو؟ سیّدنا مسور نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! ہم تو انہی گناہوں کا ذکر کرتے ہیں جو ہم دیکھتے ہیں۔ سیّدنا معاویہ نے کہا: ہم اپنے ہر گناہ کو اللہ کے سامنے تسلیم کرتے ہیں۔ اے مسور! کیا تمہارے ایسے گناہ ہیں جن کے بارے میں تمہیں یہ خوف ہے کہ اگر بخشے نہ گئے تو تم ہلاک ہو جاؤ گے؟

مسور نے کہا: جی ہاں۔ سیّدنا معاویہ نے کہا: کس بات نے تمہیں اپنے بارے میں بخشش کا مستحق بنا دیا اور میرے بارے میں تم یہ امید نہیں رکھتے؟ اللہ کی قسم! میں تم سے زیادہ اصلاح کی کوشش کر رہا ہوں لیکن اللہ کی قسم! دو باتوں میں صرف ایک ہی بات کو اختیار کرتا ہوں۔ اللہ اور غیر اللہ کے درمیان صرف اللہ ہی کو چُنتا ہوں۔ میں اس دین پر ہوں جس میں اللہ عمل قبول فرماتا ہے، وہ نیکیوں اور گناہوں کا بدلہ دیتا ہے سوائے اس کے کہ وہ جسے معاف کر دے۔ میں ہر نیکی کے بدلے یہ امید رکھتا ہوں کہ اللہ مجھے کئی گنا اجر عطا فرمائے گا۔ میں ان عظیم امور کا سامنا کر رہا ہوں جنہیں میں اور تم دونوں گن نہیں سکتے۔ میں نے اقامتِ صلوٰۃ کا نظام، جہاد فی سبیل اللہ اور اللہ کے نازل کردہ احکامات کا نظام قائم کر رکھا ہے اور ایسے بھی کام ہیں اگر میں تمہیں وہ بتا دوں تو تم انہیں شمار نہیں کر سکتے، اس بارے میں فکر کرو۔

مسور (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں جان گیا کہ سیّدنا معاویہ (رضی اللہ عنہ) مجھ پر اس گفتگو میں غالب ہو گئے۔ عروہ بن الزبیر فرماتے ہیں کہ اس کے بعد کبھی نہیں سنا گیا کہ سیّدنا مسور (رضی اللہ عنہ) نے سیّدنا معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی کبھی مذمت کی ہو۔ وہ تو اُن کے لیے دعائے

مغفرت ہی کیا کرتے تھے۔ ❶

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

((مَنْ تَنَقَّصَ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَا يَنْطَوِيْ اِلَّا عَلٰى بَلِيَّةٍ، وَ لَهٗ خَبِيْئَةُ سُوْءٍ اِذَا قَصَدَ اِلٰى خَيْرِ النَّاسِ وَ هُمْ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ)) ❷

''جو شخص رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے کسی ایک کی تنقیص کرے تو وہ اپنے اندر مصیبت چھپائے ہوئے ہے۔ اس کے دل میں برائی ہے جس کی وجہ سے وہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ پر حملہ کرتا ہے حالانکہ وہ (انبیاء کے بعد) لوگوں میں سب سے بہترین تھے۔''

ابراہیم بن میسرہ الطاکی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

''جناب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے کسی انسان کو نہیں مارا، سوائے ایک انسان کے جس نے سیدنا معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو گالیاں دی تھیں، انہوں نے اسے کئی کوڑے مارے۔'' ❸

حضرت نسیر بن ذعلوق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

((يَقُوْلُ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ فَلَمُقَامُ اَحَدِهِمْ سَاعَةً خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِ اَحَدِهِمْ عُمُرَهٗ)) ❹

''حضرت محمد ﷺ کے صحابہ کو برا نہ کہو، ایک صحابی کا (نبی اکرم ﷺ کی محبت میں) گھڑی بھر ٹھہرنا تم میں سے کسی کی زندگی بھر کے عملوں سے بہتر ہے۔''

---

❶ تاريخ بغداد: ١/٢٠٨، ٢٠٩، ت: ٤٨.

❷ السنة للخلال: ٢/٤٧٧، رقم: ٧٥٨ و قال المحقق: اسناده صحيح.

❸ تاريخ دمشق: ١٢/٤٥.

❹ سنن ابن ماجه، رقم: ١٦٢ـ مصنف ابن ابی شيبة، رقم: ٣٢٤١٥ـ السنة لابن عاصم، رقم: ١٠٠٦.

حضرت عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ اِخْتَارَنِیْ وَ اخْتَارَ لِیْ اَصْحَابًا فَجَعَلَ لِیْ مِنْهُمْ وُزَرَاءَ وَ اَصْهَارًا وَ اَنْصَارًا فَمَنْ سَبَّهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَ الْمَلَائِكَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَ لَا عَدْلًا .)) ❶

''بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے (اپنا پسندیدہ رسول) اختیار کیا اور میرے لیے میرے صحابہ کو اختیار کیا۔ پس اس نے میرے لیے ان میں سے وزراء بنائے اور قریبی رشتہ دار اور انصار (مددگار) پس جس نے انہیں گالی دی تو اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو اور قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ان کے کسی ہیر پھیر یا دلیل کو قبول نہیں کرے گا۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَ الْمَلَائِكَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ)) ❷

''جس نے میرے صحابہ کو گالیاں دیں اُس پر اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنتیں ہیں۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ)) ❸

''میرے صحابہ کو گالی نہ دو جس نے میرے صحابہ کو گالی دی اُس پر اللہ کی لعنت ہو۔''

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے ارشاد فرمایا:

((مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِیْ)) ❹

---

❶ المستدرك للحاكم: ٣/٧٣٢، رقم: ٦٦٥٦۔ المعجم الاوسط للطبرانی: ١/١٤٤، رقم: ٤٥٦۔ السنة لابن أبی عاصم: ٢/٤٨٣، الرقم: ١٠٠٠۔ الآحاد و المثانی: ٣/٣٧٠، الرقم: ١٧٧٢.

❷ المعجم الكبير للطبرانی، رقم: ١٢٧٠٩۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ٢٣٤٠.

❸ صحيح الجامع الصغير، رقم: ٤٩٨٧. ❹ الصحيح المسند فی فضائل الصحابة، ص: ١١٧.

''جس نے علی کو گالی دی اُس نے مجھے گالی دی۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا:

''سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو گالی نہ دو کیونکہ ان کا ایک ایک کارنامہ تمہارے تمام اعمال سے بہتر ہے۔'' ❶

امام اہل سنت احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

''جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا کہتا ہے تو اس کے اسلام پر تہمت لگاؤ۔'' ❷

فتاویٰ عالمگیری میں مرقوم ہے:

رافضی اگر شیخین (صدیق رضی اللہ عنہ و فاروق رضی اللہ عنہ) کی شان میں گستاخی کرے اور ان پر لعنت کرے تو وہ کافر ہے۔..... روافض دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور ان کے احکام وہ ہیں جو شریعت میں مرتدین کے ہیں۔ ❸

شیخین میں سے کسی ایک کو برا بھلا کہنے والا یا ان میں سے کسی پر طعن کرنے والا کافر ہے اور اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔ ❹

علامہ مناوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''نصرت دین کے لیے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خدمت کے پیش نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کے لیے بددُعا کی جو انہیں نشانہ سبّ و شتم بناتے ہیں۔ ان کو گالی دینا بہت بڑا گناہ ہے اور انتہائی سنگین جرائم میں سے ایک جرم ہے۔'' ❺

---

❶ الصارم المسلول، ص: ٥٨٠.

❷ مناقب احمد لابن الجوزی، ص: ١٦٠۔ تاریخ دمشق: ٦٢/١٤٤.

❸ فتاوی عالمگیری: ٢/٢٦٨، ٢٦٩.

❹ درمختار بحواله بینات: ٤/١٥٨.

❺ فیض القدیر: ٥/٢٧٤.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عصر حاضر کے ان مرتدین سے اللہ کی پناہ! یہ لوگ کھلم کھلا اللہ، اس کے رسول ﷺ، اس کی کتاب اور اس کے دین کے دشمن ہیں۔ اسلام سے خارج ہیں۔..... یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے عداوت رکھنے والے ہیں اور اسی طرح کے مرتد اور کافر ہیں جیسے وہ مرتدین تھے جن سے صدیق رضی اللہ عنہ نے جنگ کی تھی۔ ❶

اگر کوئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی کو جائز سمجھ کر کرے تو وہ کافر ہے۔..... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی کرنے والا سزائے موت کا مستحق ہے..... جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں گالی بکے وہ کافر ہے۔..... رافضی کا ذبیحہ حرام ہے۔ حالانکہ اہل کتاب (یہودیوں اور عیسائیوں) کا ذبیحہ جائز ہے اور روافض کا ذبیحہ کھانا اس لیے جائز نہیں کہ شرعی حکم کے لحاظ سے یہ مرتد ہیں۔ ❷

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ "عقیدة واسطية" میں رقمطراز ہیں:

((وَ طَاعَةُ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ قَوْلِهٖ: لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِيْ ، فَوَ الَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ ، لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا ، مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَ لَا نَصِيْفَهٗ .))

''اور اس ارشاد میں نبی ﷺ کی اطاعت کرنا ''میرے صحابہ کو برا بھلا مت کہو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر بھی سونا اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو وہ ان کے ایک مُدّ بلکہ نصف مُدّ کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔''

شیخ صالح رحمہ اللہ شرح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

((طَاعَةُ)) .....اس کا مؤلف رحمہ اللہ کے قول: ((سلامة)) پر عطف ہے۔ یعنی اہل

---

❶ منهاج السنة: ۲/۱۹۸-۲۰۰.

❷ الصارم المسلول، ص: ۵۷۵.

سنت کا ایک اصول نبی کریم ﷺ کی اطاعت کرنا ہے.....الخ۔

((اَلسَّبّ)): برا بھلا کہنا۔ اگر ایسا کسی کی عدم موجودگی میں ہوتو اسے غیبت کہا جاتا ہے۔

((اَصْحَابِیْ))..... اصحاب: آپ ﷺ کی رفاقت اختیار کرنے والے نبی کریم ﷺ کی محبت کے مختلف مدارج ہیں: جو فتح مکہ سے قبل محبت قدیمہ اور بعد از فتح محبت متاخرہ کہلاتی ہے۔

جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مابین بنی جذیمہ کے بارے میں تنازع اٹھ کھڑا ہوا تو آپ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہوکر فرمایا: ''میرے اصحاب کو برا بھلا مت کہا کرو۔'' اگرچہ اس کے مخاطب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے مگر اعتبار لفظ کے عموم کا ہوتا ہے۔

اگر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور ان جیسے دیگر لوگوں کی نسبت سے یہ حکم ہے تو بعد کے لوگوں کی نسبت سے آپ کا کیا خیال ہے؟

((فَوَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ، لَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَھَبًا..... الخ))

صادق ومصدوق نبی قسم اٹھا کر فرما رہے ہیں کہ ''اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر بھی سونا اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو وہ ان میں سے کسی ایک کے ایک مدّ بلکہ نصف مدّ کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔

((وَ لَا نَصِیْفَہٗ)) .....یعنی اس کا نصف، بعض کے نزدیک ان سے خوراک کی اشیاء کا نصف صاع مراد ہے۔ اس لیے کہ مدّ یا نصف مدّ کے ساتھ خوراک کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ جبکہ سونے کا وزن کیا جاتا ہے۔ بعض علماء کے نزدیک اس سے مراد سونا ہے۔ اس قول کا قرینہ عبارت کا سیاق ہے۔

بہرحال اس سے مراد خوراک ہوتو بھی درست ہے اور اگر اس سے مراد سونا ہوتو بھی درست ہے۔ مدّ یا نصف مدّ سونے کی بھی سونے کے جبل احد کے مقابلے میں کوئی

حیثیت نہیں ہے۔

اگر ہم میں سے کوئی شخص جبل احد کے برابر سونا بھی خرچ کرے تو وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف سے خرچ کیے گئے نہ مدّ کے برابر ہوسکتا ہے اور نہ نصف مدّ کے۔ انفاق بھی ایک ہے۔ خرچ کرنے والا بھی انسان ہے اور جس پر خرچ کیا گیا وہ بھی انسان ہے۔ مگر سب انسان ایک جیسے نہیں ہوتے۔ جو فضائل و مناقب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حاصل ہیں وہ دوسروں کو حاصل نہیں ہیں۔ وہ انفاق فی سبیل اللہ میں اپنے انتہائی خلوص اور شدید اتباع کی وجہ سے دوسروں سے کہیں افضل ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سب وشتم کرنے کی یہ نہی تحریم کی متقاضی ہے، کسی شخص کے لیے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو علی العموم گالی دینا جائز نہیں ہے اور نہ کسی کو علی الخصوص گالی دینا جائز ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو علی العموم گالی دینے والا کافر ہے، بلکہ اس کے کفر میں شک کرنے والے کے کفر میں بھی کوئی شک نہیں ہے، اور اگر کوئی انہیں علی سبیل الخصوص گالی دیتا ہے تو اس کا سبب دیکھا جائے گا، کوئی بدنصیب انہیں اپنے خیال میں بعض خلقی، خلقی یا دینی امور کی وجہ سے بھی گالی دے سکتا ہے، ان میں سے ہر ایک کا حکم الگ الگ ہے۔

کسی کی موت پر رخسار پیٹنے، گریبان چاک کرنے اور نوحہ کرنے کی شرعی حیثیت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''اگر نوحہ کرنے والی توبہ نہ کرے تو وہ قیامت کے دن خارش کی اوڑھنی اور گندھک کی قمیص پہنائی جائے گی۔'' ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میں چیخنے چلانے اور بال منڈوانے اور گریبان چاک کرنے والی سے بری ہوں۔'' ❷

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، رقم: ٢٩.

❷ صحيح مسلم، كتاب الايمان، رقم: ١٦٧.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''وہ شخص ہم سے نہیں جو رخسار پیٹے اور گریبان چاک کرے۔'' ❶

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں، سیّدنا جریر بن عبداللہ البجلی سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں:

''یعنی ہم (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) میت کے گھر والوں کی طرف اکٹھ کرنا اور کھانا تیار کرنا نوحہ میں سے شمار کرتے تھے۔'' ❷

''سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی وجہ سے شیطان لوگوں میں دو طرح کی بدعات پیدا کر رہا ہے، ایک دس محرم کے دن غم و نوحہ کی بدعت، یعنی جسم پیٹنا، چیخ و پکار، رونا، پیاسے رہنا، مرثیہ پڑھنا اور وہ کام کرنا جو اس صورتِ حال تک لے جاتے ہیں، مثلاً سلف صالحین کو گالی گلوچ کرنا اور ان پر لعنت کرنا، ان لوگوں کو مجرموں کے ساتھ اس گناہ میں شریک کرنا، جو بالکل بے گناہ ہیں۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وہ قصے پڑھے جاتے ہیں، جن میں اکثر جھوٹ ہوتا ہے۔ جس شخص نے یہ کام شروع کیا تھا، اس کا مقصد فتنہ کا دروازہ کھولنا اور امت میں تفرقہ ڈالنا تھا۔ مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ یہ کام نہ واجب ہیں نہ مستحب، بلکہ پرانے مصائب پر جزع وفزع اور نوحہ کرنا ان چیزوں میں سے ہیں، جو اللہ و رسول کے حرام کردہ کاموں میں سے بہت بڑے ہیں۔'' ❸

سورۂ بقرہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَo﴾

(البقرة: ١٥٦)

---

❶ صحيح بخاری، كتاب الجنائز، رقم: ١٢٩٤.

❷ نيل الاوطار: ٤/٩٧.

❸ منهاج السنة لابن تيمية: ٢/٣٢٢-٣٢٣.

''جنہیں جب کوئی مصیبت لاحق ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو بے شک اللہ ہی کے ہیں، اور ہمیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔''

یعنی مرض مصیبت اور پریشانی لاحق ہوتی ہے تو فوراً اللہ کی تقدیر پر اپنی رضا کا اظہار کرتے ہیں۔

کہہ دو غمِ حسین رضی اللہ عنہ منانے والوں سے
مومن کبھی شہداء کا ماتم نہیں کرتے
روئیں وہ جو منکر ہیں شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے
ہم زندہ جاوید کا ماتم نہیں کرتے

باب نمبر ۱۳:

اہلِ بیت شخصیات کا تذکرہ

تمہیدی گفتگو کے بعد اب ہم اہل بیت اطہار شخصیات کی پاکیزہ زندگیوں کے بعض گوشوں جلیل القدر واقعات اور ان کے محاسن، خوبیوں اور فضائل و مناقب کو احاطۂ تحریر میں لائیں گے تاکہ ہم ان کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں اپنی زندگیوں کو سنوار سکیں اور اس کے ساتھ ساتھ ان کی سچی محبت و اطاعت ہمارے دلوں میں جاگزیں ہو جائے۔ کیونکہ ان کی سچی محبت اور اطاعت ایمان کا جزو لاینفک ہے۔

فصل (۱):

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور پھوپھیاں

سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب:

نام ابوالفضل بن عبدالمطلب بن ہاشم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں۔

پیدائش:..... عام الفیل سے تین سال قبل۔

وفات:.....۳۲ ہجری میں مدینۃ الرسول۔

عمر:.....۷۹ سال۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ سیّدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ بلند ترین قد کاٹھ، انتہائی حسین شکل وصورت، پر رونق چہرہ مبارک اور انتہائی بلند آواز والے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ وافر عقل صبر وتحمل و بردباری اور سیادت کا مرقع تھے۔ [1]

---

[1] سیر اعلام النبلاء: ۲/۷۹، ۸۰.

سیدنا فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جب مسجد نبوی کی توسیع کا اِرادہ فرمایا تو آس پاس کے بعض مکانات خرید لیے۔ جنوبی طرف سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کا مکان مسجد سے متصل تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابوالفضل! مسلمانوں کی مسجد تنگ ہوگئی ہے۔ توسیع کے لیے میں نے آس پاس کے مکانات خرید لیے ہیں۔ آپ بھی اپنا مکان فروخت کر دیں اور جتنا معاوضہ کہیں میں بیت المال سے ادا کر دوں گا۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں یہ کام نہیں کر سکتا، دوبارہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تین باتوں میں سے ایک بات مان لیں، یا تو اسے فروخت کر دیں اور معاوضہ جتنا چاہیں لے لیں، یا مدینہ میں جہاں آپ کہیں وہاں میں آپ کے لیے مکان بنوا دوں، یا پھر مسلمانوں کی نفع رسانی اور مسجد کی توسیع کے لیے وقف کر دیں، سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے ان میں سے کوئی بات منظور نہیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ مسئلہ حل نہیں ہونے والا ہے تو ارشاد فرمایا: آپ جسے چاہیں فیصل مقرر کر دیں وہ ہمارے اس معاملہ کا تصفیہ کر دے، سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ [1] کو فیصل بناتا ہوں، دونوں حضرات اٹھے اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے مکان پر پہنچے، سیدنا ابی رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو ان کے اعزاز میں تکیہ وغیرہ لگوایا اور دونوں حضرات کو بٹھایا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بات شروع کرتے ہوئے کہا: ہم دونوں نے آپ کو اپنا فیصل مقرر کیا ہے۔ آپ جو فیصلہ فرمائیں ہم دونوں منظور کریں گے۔

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: ابوالفضل! آپ اپنی بات کہیے، سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ زمین جس پر میرا مکان ہے، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کردہ ہے، یہ مکان میں نے بنایا، اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس اس کی تعمیر میں شریک رہے، اللہ کی قسم! یہ پرنالہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کا لگایا ہوا ہے، اس کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ

[1] یہ کاتب وحی ابی بن کعب بن قیس خزرجی انصاری ہیں، بنونجار سے تعلق رکھتے تھے، ''ابوالمنذر'' اور ''ابوالطفیل'' ان کی کنیت تھی، بیعت عقبہ، بدر اور دیگر تمام غزوات میں شریک رہے، جو صحابہ کرام حفظ قرآن میں مشہور ہوئے ان میں آپ کا بھی اسم گرامی شامل ہے۔ ۲۲ ہجری میں وفات پائی۔ بعض کہتے ہیں: ۳۰ ہجری میں۔ و اللّٰہ اعلم۔
(اسد الغابة: ۱/۶۱-۶۳)

نے بھی اپنی بات کی، سیدنا ابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ دونوں اجازت دیں تو میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سناؤں؟ دونوں حضرات نے عرض کیا: بے شک سنایئے!

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

''اللہ تعالیٰ نے سیدنا داؤد علیہ السلام کو حکم دیا کہ میرے لیے ایک گھر تعمیر کرو جس میں مجھے یاد کیا جائے، اور میری عبادت کی جائے، چنانچہ جہاں پر مسجد اقصیٰ واقع ہے وہاں من جانب اللہ زمین نشان زَد کر دی گئی، مگر وہ نشان مربع (چوکور) نہ تھا، ایک گوشہ پر ایک اسرائیلی کا مکان واقع تھا، سیدنا داؤد علیہ السلام نے اس سے بات کی اور کہا: مکان کا یہ گوشہ فروخت کر دو تا کہ اللہ کا گھر بنایا جا سکے، اس نے انکار کر دیا۔ سیدنا داؤد علیہ السلام نے اپنے جی میں سوچا: یہ گوشہ زبردستی لے لیا جائے، اللہ تعالیٰ کا عتاب نازل ہوا: اے داؤد! میں نے تمہیں اپنی عبادت گاہ بنانے کے لیے کہا تھا، اور تم اس میں زور و زبردستی کو شامل کرنا چاہتے ہو، یہ میری شان کے خلاف ہے، اب تیری سزا یہ ہے کہ تو میرا گھر بنانے کا ارادہ ترک کر دے۔''

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں جس اِرادے سے آیا تھا آپ نے اس سے بھی سخت بات کہہ دی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان کو مسجد نبوی میں لے کر آئے۔ وہاں کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم حلقہ بنائے بیٹھے تھے، سیدنا ابی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، اگر کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیدنا داؤد علیہ السلام کے بیت المقدس تعمیر کرنے والی حدیث سنی ہو تو وہ اسے ضرور بیان کرے، سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو سنا ہے، ایک اور صحابی نے کہا: میں نے بھی سنا ہے۔

اب سیدنا ابی رضی اللہ عنہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: عمر! تم مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے بارے میں تہمت دیتے ہو، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اے ابو المنذر! میں نے آپ پر کوئی تہمت نہیں لگائی، میں چاہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بالکل واضح ہو جائے، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہوئے اور کہا: جایئے میں

اب آپ سے آپ کے مکان کے بارے میں کچھ نہ کہوں گا، سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: جب آپ نے ایسی بات کہہ دی تو اب میں بھی اپنا مکان توسیع مسجد کے لیے بلا معاوضہ پیش کرتا ہوں، لیکن اگر آپ حکماً لینا چاہیں گے تو نہیں دوں گا، اس کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں دوسری جگہ پر بیت المال کے خرچ سے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے لیے ایک مکان بنوا دیا۔ ❶

سیّدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم جب قریش کی جماعت سے ملتے اور وہ باہم گفتگو کر رہے ہوتے تو گفتگو روک دیتے تھے۔ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس امر کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جب میرے اہل بیت سے کسی کو دیکھتے ہیں تو گفتگو روک دیتے ہیں؟ اللہ کی قسم! کسی شخص کے دل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہو گا جب تک میرے اہل بیت سے اللہ تعالیٰ کے لیے اور میری قرابت داری کی وجہ سے محبت نہ کرے۔'' ❷

سیّدنا عطیہ عوفی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ سیّدنا کعب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کا دامن پکڑا اور عرض کرنے لگے: میں آپ کے اس دامن کو قیامت کے دن اپنے لیے ذریعہ شفاعت بناتا ہوں۔ سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میرے لیے شفاعت ہو گی؟ انہوں نے کہا: ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اہل بیت میں سے جس کسی نے بھی اسلام قبول کیا ہے اسے حقِ شفاعت حاصل ہو گا۔'' ❸

سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کا گھر جو کہ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مسجد کا حصہ بن گیا تھا۔

---

❶ طبقات ابن سعد: ٤/٢٠-٢٢۔ وفاء الوفا: ٢/٤٨٢-٤٨٩.

❷ سنن ابن ماجه، رقم: ١٤٠۔ مستدرك حاكم، رقم: ٦٩٦٠۔ حاکم نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ مسند احمد بن حنبل، رقم: ٨٢٤۔ ابو نعيم فی حلية الاولياء: ٦/٤٢.

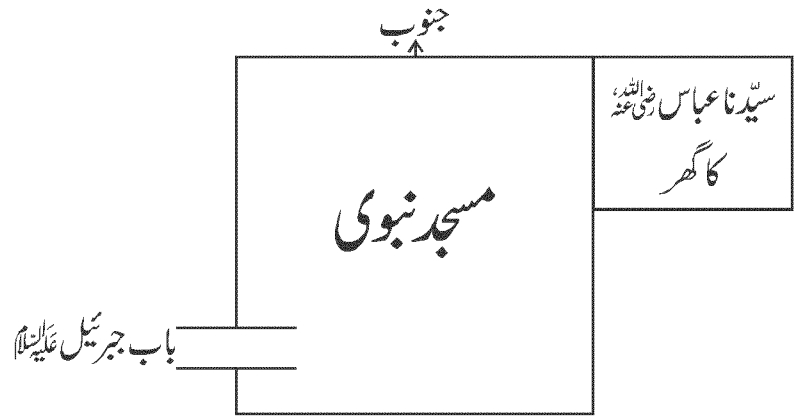

سیّدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ:

حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں اور آپ کے رضاعی بھائی بھی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو برس پہلے پیدا ہوئے۔

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ سیّدنا حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے پیارے چچا تھے۔ انہیں ''اللہ اور اس کے رسول کا شیر'' کہا جاتا تھا۔ ان کی کنیت ابوعمارہ اور ابویعلیٰ تھی۔ ❶

علامہ ذہبی رحمہ اللہ سیّدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے متعلق رقم طراز ہیں:

''سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے شیر، بڑے بہادر، اسد اللہ، ابوعمارہ، ابویعلیٰ، قریشی، ہاشمی، مکی، مدنی، بدری، شہید اسلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور آپ کے رضاعی بھائی تھے۔'' ❷

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میرے رب نے مجھ سے میرے اہل بیت کے بارے میں وعدہ کیا ہے کہ ان

---

❶ الاستيعاب حاشيه الاصابة: ۱/۲۷۱.

❷ سير اعلام النبلاء: ۱/۱۷۲.

میں سے جو بھی میری توحید کا اقرار کرے گا اسے یہ بات پہنچا دی جائے کہ اللہ تعالیٰ اسے عذاب نہیں دے گا۔'' ❶

سیّدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا:

سیّدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی تھیں، آپ پہلی خاتون تھیں جنہوں نے مشرکوں کے ساتھ قتال کیا۔ رسول اللہ ﷺ کو حکم ہوا:

﴿وَاَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ۝﴾ (الشعراء: ٢١٤)

''اور اپنے قریب رشتہ داروں کو ڈراؤ۔''

اس وحی کی تعمیل میں آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر اپنے رشتہ داروں میں بآواز بلند اعلان فرمایا کہ تم عمل کر لو میں روزِ قیامت تمہارے کام نہ آ سکوں گا۔ یہ خطبہ عام تھا اور پھر بعض لوگوں کو ان کے ناموں کے ساتھ خطاب فرمایا جو کہ خاص خطبہ تھا اس میں آپ ﷺ نے اپنی پھوپھی صفیہ رضی اللہ عنہا سے بھی ارشاد فرمایا:

((يَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَا أُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا)) ❷

''اے رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی صفیہ! میں اللہ کے ہاں تمہارے کسی کام آنے والا نہیں۔''

علامہ ذہبی رحمہ اللہ رسول مکرم ﷺ کی پھوپھی جان سیّدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کے بارے میں کچھ یوں رقمطراز ہیں:

''سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا جناب رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی، عبدالمطلب کی بیٹی، سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی سگی بہن، نبی کریم ﷺ کے حواری سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ تھیں۔''

---

❶ مستدرك حاكم، رقم: ٤٧١٨۔ مسند الفردوس، رقم: ٧١١٢۔ حاکم نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحيح بخاری، رقم: ٢٦٠٢۔ صحيح مسلم، رقم: ٢٠٦.

نیز فرماتے ہیں:

''صحیح بات یہ ہے کہ آپ ﷺ کی پھوپھیوں میں سے ان کے سوا کوئی مسلمان نہیں ہوئی۔ وہ اپنے بھائی سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر سخت غمگین ہوئیں، لیکن انہوں نے صبر کیا اور اللہ تعالیٰ کے ثواب کی طلب گار رہیں۔ نیز وہ اوّلین مہاجر عورتوں میں شامل ہیں۔'' ❶

۲۰ ہجری خلافت فاروقی میں انتقال فرمایا۔ ۷۳ برس کی عمر پائی۔ پھر امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔ ❷

❀❀❀❀

❶ سیر اعلام النبلاء: ٤/٢٦٩، ٢٧٠.

❷ سیر اعلام النبلاء: ٢/٢٧١.

فصل نمبر ۲:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چچا زاد اولاد

سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

نام: علی بن ابو طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف

کنیت:.....ابوالحسن۔

پیدائش:.....رسول اللہ کی اعلان نبوت سے ۱۰ سال قبل۔

جائے پیدائش:.....مکۃ المکرّمہ۔

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے بہن بھائی [1]:

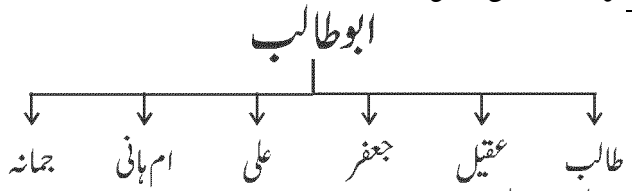

سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے شادی:

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں فاطمہ کا نکاح علی سے کر دوں۔'' [2]

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی مختلف بیویوں سے اولاد:

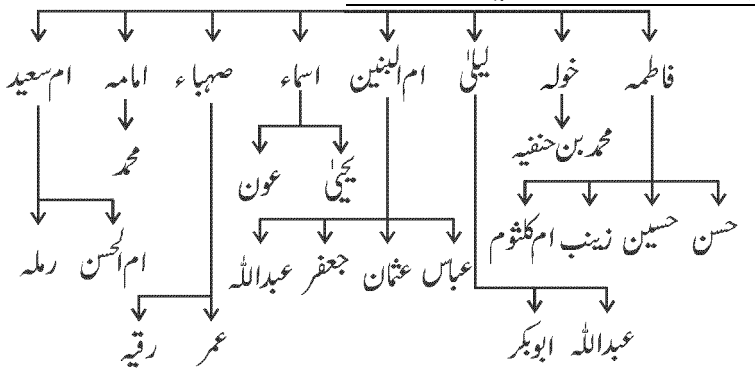

[1] سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شخصیت اور کارنامے از ڈاکٹر علی محمد الصلابی، ص: ۸۰۔

[2] طبرانی کبیر، رقم: ۱۰۳۰۵.

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی مختلف لونڈیوں سے اولاد [1]:

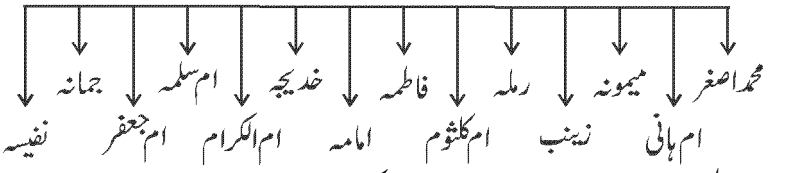

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت:

سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ خیبر کے دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کل میں یہ جھنڈا اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ مسلمانوں کو فتح عطا فرمائے گا اور وہ شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت کرتے ہیں۔''

چنانچہ لوگ ساری رات بے چین رہے کہ پتا نہیں کس کو جھنڈا ملے گا۔ سیّدنا سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ صبح سویرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور ہر کوئی یہ امید لیے ہوئے تھا کہ جھنڈا اسے ہی ملے گا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کہا ہے؟'' لوگوں نے جواب دیا اللہ کے پیارے رسول وہ آشوب چشم میں مبتلا ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اس کی طرف کسی کو بھیج کر بلا لاؤ۔'' چنانچہ انہیں بلا لیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں لعاب تھکارا اور شفا کی دعا کی۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ اس طرح شفایاب ہوئے کہ گویا آپ کو سرے سے کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جھنڈا عطا فرمایا۔ سیّدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے اللہ کے رسول! میں ان سے اس وقت تک لڑوں جب تک وہ ہمارے جیسے نہ ہو جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''سکون و اطمینان سے جاؤ اور جب ان کے میدان میں پہنچو تو انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دو اور انہیں اللہ کے اُس حق کی خبر دو، جو اس نے ان پر واجب

[1] سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ شخصیت اور کارنامے از ڈاکٹر علی محمد الصلابی، ص: ۸۳۔

کیا ہے۔ اللہ کی قسم! اگر اللہ تمہارے ذریعے کسی ایک آدمی کو بھی ہدایت دے دے تو یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔'' ❶

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اہل بیت میں شامل ہیں:

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ کے جسم مبارک پر اونٹ کے کجاوے جیسی دھاریوں والی ایک اونی چادر تھی تو سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چادر میں داخل کر لیا، پھر سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائے وہ چادر کے اندر داخل ہو گئے۔ پھر سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر کے اندر داخل کر لیا، پھر سیّدنا علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہیں آپ نے چادر کے اندر داخل کر لیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا۝﴾ (الاحزاب : ۳۳)

''اے اہل بیت اللہ صرف یہ چاہتا ہے کہ تم سے پلیدی دُور کر دے اور تمہیں خوب پاک صاف کر دے۔'' ❷

سورۂ احزاب، آیت نمبر ۲۸ سے ۳۴ کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں اہل بیت سے مراد صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہیں اور صحیح مسلم کی حدیث سے پتا چلتا ہے کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور جنت کے نوجوانوں کے سرداران سیّدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما بھی اہل بیت میں شامل ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی بیٹیاں اور بیٹے بھی اہل بیت میں شمار ہوتے ہیں، ان کا ذکر محض اس وجہ سے نہیں ہوا کیونکہ وہ تمام اس وقت وفات پا چکے تھے۔

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

❶ صحیح بخاری، رقم: ۲۹۴۲۔ صحیح مسلم، رقم: ۲۴۰۶.

❷ صحیح مسلم، رقم: ۲۴۲۴.

((اِنَّ عَلِيًّا مِّنِّيْ وَ اَنَا مِنْهُ وَ هُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ)) ❶

''بے شک علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور وہ ہر مومن کا ولی ہے۔''

ایک دوسرے مقام پر رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:

((اَنْتَ مِنِّيْ وَ اَنَا مِنْكَ)) ❷

''تم مجھ سے ہو اور میں تجھ سے ہوں۔''

((عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَضَرَ الشَّجَرَةَ بِخُمٍّ، ثُمَّ خَرَجَ آخِذًا بِيَدِ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: اَلَسْتُمْ تَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى رَبُّكُمْ؟ قَالُوْا: بَلٰى۔ قَالَ ﷺ: اَلَسْتُمْ تَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلَهٗ اَوْلٰى بِكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى وَ رَسُوْلَهٗ اَوْلِيَاءُ كُمْ؟ فَقَالُوْا: بَلٰى۔ قَالَ: فَمَنْ كَانَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مَوْلَاهُ فَاِنَّ هٰذَا مَوْلَاهُ۔ وَ قَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَّا اِنْ اَخَذْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا: كِتَابَ اللّٰهِ تَعَالٰى، سَبَبُهٗ بِيَدِهٖ وَ سَبَبُهٗ بِاَيْدِيْكُمْ۔ وَ اَهْلَ بَيْتِيْ)) ❸

''(سیّدنا) علی (بن ابی طالب) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی ﷺ (مقام) خُم میں ایک درخت کے پاس آئے پھر آپ ﷺ علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر باہر تشریف لے آئے، فرمایا: کیا تم اس کی گواہی نہیں دیتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارا رب ہے؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں! گواہی دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس کی گواہی نہیں دیتے کہ اللہ اور اس کا رسول تمہیں اپنی جانوں سے زیادہ پیارے ہیں اور تم اللہ اور اس کے رسول کو اپنے اولیاء سمجھتے ہو؟ تو

---

❶ سنن الترمذی، رقم: ۳۷۱۲۔ سلسلة الصحیة، رقم: ۱۷۵.

❷ صحیح بخاری، رقم: ۴۲۵.

❸ المطالب العالیة: ۸/۳۹۰، رقم: ۳۹۴۳۔ مشکل الآثار للطحاوی: ۵/۱۳ رقم: ۱۷۶۰۔ السنة لابن ابی عاصم، رقم: ۱۵۵۸۔ اس حدیث کی سند "حسن لذاتہ" ہے۔

لوگوں نے کہا: جی ہاں! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پس جس کا اللہ اور اس کا رسول مولیٰ ہیں تو یہ (علی رضی اللہ عنہ بھی) اس کے مولیٰ ہیں اور میں تمہارے درمیان وہ (چیز) چھوڑ کر جا رہا ہوں، اگر تم نے اسے پکڑا تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے: اللہ تعالیٰ کی کتاب، جس کا ایک سرا اُس کے ہاتھ میں ہے اور ایک سرا تمہارے ہاتھوں میں ہے، اور میرے اہل بیت (کے بارے میں اللہ سے ڈرو)۔''

شانِ علی رضی اللہ عنہ بزبانِ مصطفیٰ ﷺ:

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَلْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَ اَبُوْهُمَا خَيْرٌ مِّنْهُمَا)) ❶

''سیّدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں اور ان کے باپ (علی رضی اللہ عنہ) ان دونوں سے بہتر ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ کا سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے تعلق:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَّوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَ عَادِ مَنْ عَادَاهُ)) ❷

''جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا علی مولیٰ ہے۔ اے اللہ! جو اس سے دوستی رکھے تو بھی اس سے دوستی رکھ اور جو اس سے دشمنی رکھے تو اس کا مخالف بن جا۔''

بغضِ علی اصل میں بغضِ رسول ﷺ ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ آذٰى عَلِيًّا فَقَدْ آذَانِيْ)) ❸

---

❶ المستدرك للحاكم: ١٦٧/٣، رقم: ٤٧٧٩۔ حاکم نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

❷ سلسلة احاديث صحيحة، رقم: ١٧٥٠.

❸ فضائل صحابة زيادات القطيعي: ١٠٧٨.

''جس نے بھی علی رضی اللہ عنہ کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔''

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس ذات کی قسم ہے جس نے دانہ پھاڑا (فصل اگائی) اور مخلوقات پیدا کیں، میرے ساتھ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وعدہ کیا تھا:

''میرے (علی رضی اللہ عنہ کے) ساتھ محبت صرف مومن ہی کرے گا اور (مجھ سے) بغض صرف منافق ہی رکھے گا۔'' ❶

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں افراط وتفریط کرنے والا شخص ہلاک:

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بارے میں خوب فرمایا ہے:

''میرے بارے میں دو (قسم کے) شخص ہلاک ہو جائیں گے: (۱) غالی (اور محبت میں ناجائز) افراط کرنے والا، اور (۲) بغض کرنے والا حجت باز۔'' ❷

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا دوسرا قول یہ ہے:

''ایک قوم میرے ساتھ اندھا دھند محبت کرے گی حتیٰ کہ وہ میری (افراط والی) محبت کی وجہ سے (جہنم کی) آگ میں داخل ہوگی اور ایک قوم میرے ساتھ بغض رکھے گی حتیٰ کہ وہ میرے بغض کی وجہ سے (جہنم کی) آگ میں داخل ہوگی۔'' ❸

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور خشیت الٰہی:

ایک دفعہ (بعض) لوگوں نے (سیّدنا) علی رضی اللہ عنہ کی شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا:

((اَیُّھَا النَّاسُ لَا تَشْکُوْا عَلِیًّا فَوَ اللّٰہِ اِنَّہٗ لَاَخْشَنُ فِیْ ذَاتِ اللّٰہِ اَوْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ)) ❹

---

❶ صحیح مسلم، رقم: ۷۸/۱۳۱.

❷ فضائل الصحابة للامام احمد: ۵۷۱/۲، رقم: ۹٦٤.

❸ فضائل الصحابة: ۵٦۵/۲، رقم: ۹۵۲۔ کتاب السنة لابن ابی عاصم: ۹۸۳.

❹ مسند احمد: ۸٦/۳۔ مستدرك الحاكم: ۱۳٤/۳۔ حاکم نے اسے "صحیح" کہا ہے اور ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے۔

''لوگو! علی کی شکایت نہ کرو، اللہ کی قسم بے شک وہ اللہ کی ذات یا اللہ کے راستے میں بہت زیادہ خشیت (خوف) رکھتے ہیں۔''

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے تعلق:

سیّدنا علی اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہما کے درمیان کامل اعتماد، اخوت، ہمدردی وغمگساری ہی کا نتیجہ تھا کہ علی رضی اللہ عنہ نواسۂ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے باپ ہوتے ہوئے بھائیوں اور دوستوں کی طرح ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہدایا و تحائف قبول کرتے تھے، چنانچہ معرکۂ عین التمر میں ''صہباء'' نامی گرفتار شدہ لونڈی کو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے بطورِ ہدیہ قبول کیا اور اس کے بطن سے آپ کو عمر اور رقیہ نام کی دو اولادیں ہوئیں۔ ❶

اسی طرح جنگ یمامہ میں دیگر قیدیوں کے ساتھ خولہ بنت جعفر بن قیس بھی قید کی گئیں، اسے بھی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کی طرف بطور ہدیہ بھیجا اور اس کے بطن سے آپ کے لڑکے محمد بن الحنفیہ پیدا ہوئے، چونکہ خولہ مرتدین کی جنگ میں قید کی گئی تھیں، ان کا تعلق بنو حنفیہ سے تھا اس لیے جس قبیلہ سے ان کا تعلق تھا اس کی طرف ان کے بیٹے کو منسوب کر دیا گیا اور انہیں محمد بن الحنفیہ کہا جانے لگا۔ ❷

بیعتِ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا:

''پھر مسلمانوں نے اپنی مکمل خوشی اور رضامندی سے سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر بیعت کی۔ آلِ مطلب میں سب سے پہلے میں نے اس میں حصہ لیا۔'' ❸

تاریخ الخلفاء الراشدین، ص: ۲۲۴ میں مرقوم ہے:

''سیّدنا علی اور سیّدنا زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم مانتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

---

❶ الطبقات ابن سعد: ۳/ ۲۰۔ البداية و النهاية: ۷/ ۳۳۱، ۳۳۲۔ تاريخ الخلفاء الراشدين، ص: ۲۳۰.

❷ الطبقات ابن سعد: ۳/ ۲۰۔ تاريخ الخلفاء الراشدين، ص: ۲۳۰.

❸ اسد الغابة: ٤/ ١١٦، ١٦٧۔ خلافة ابی بکر، ص: ٤٤۔ تاريخ خلفاء راشدين ڈاکٹر علی محمد الصلابی، ص: ۲۲۳.

کی خلافت کے زیادہ حق دار سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق غار ہیں ہمیں ان کی شرافت اور بزرگی کا بخوبی علم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی ہی میں انہیں لوگوں کی امامت پر مامور کیا تھا۔'' ❶

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور خلافت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کبھی بھی سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے علیحدہ نہیں رہے اور نہ ہی آپ کے پیچھے کبھی نماز پڑھنا ترک کی۔ ❷

"تاریخ الیعقوبی" (۱۳۲/۲-۱۳۸) بحوالہ "الشیعہ و اهل البیت" (ص: ۷۰) میں مرقوم ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی خلافت میں جن لوگوں سے معاملہ فہمی میں تعاون ومشورہ لیتے تھے ان میں علی بن ابی طالب، عمر بن خطاب، معاذ بن جبل، ابی بن ابی کعب، زید بن ثابت اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم پیش پیش تھے۔

امام الحرمین جوینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اطاعت قبول کر لی، علی رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اطاعت قبول کی، اور سب کے سامنے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی، اور بنو حنفیہ (کے مرتدین) سے جنگ کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔'' ❸

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی زبانی شانِ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

سیّدنا محمد بن الحنفیہ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد گرامی (سیّدنا علی رضی اللہ عنہ) سے پوچھا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے افضل کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ میں نے پوچھا: پھر کون؟ انہوں نے جواب دیا: عمر رضی اللہ عنہ۔ ❹

---

❶ البداية و النهاية: ٦/٣٤١۔ خلافة ابی بکر، ص: ٦٧۔ تاريخ الخلفاء الراشدين محمد الصلابی، ص: ٢٢٤.

❷ البداية و النهاية: ٥/٢٣٩۔ تاريخ الخلفاء راشدين ڈاکٹر محمد الصلابی، ص: ٢٢٢.

❸ الارشاد الجوينی، ص: ٤٢٨۔ بحواله اصول مذهب الشيعة الامامية الاثنا عشرية قفاری: ١/٨٥.

❹ صحيح البخاری، كتاب فضائل الصحابة، رقم: ٣٦٧١۔ تاريخ الخلفاء الراشدين، ص: ٢٢٦.

ایک دفعہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

''کیا میں تمہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت کے افضل ترین شخص کے متعلق نہ بتاؤں۔ وہ سیدنا ابوبکر ہیں۔ پھر فرمایا کہ کیا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد اس امت کے سب سے افضل ترین فرد کی خبر نہ دوں؟ وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔'' ❶

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

''سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے بسند تواتر ثابت ہے کہ انہوں نے فرمایا: اس امت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل شخص ابوبکر پھر عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ یہ روایت بہت سندوں سے ثابت ہے یہاں تک کہا گیا ہے کہ اس کی تقریباً اسی (۸۰) سندیں ہیں۔ ایسے ہی آپ سے یہ قول بھی مروی ہے کہ آپ فرماتے تھے اگر میرے پاس کوئی ایسا آدمی لایا گیا جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر مجھے فضیلت دیتا ہوگا تو میں اس پر تہمت کی حد نافذ کروں گا۔'' ❷

جناب یحییٰ بن حکیم بن سعد سے روایت ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا:

''اللہ کی قسم! ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا لقب اللہ تعالیٰ نے آسمان سے نازل فرمایا ہے۔'' ❸

محمد بن عقیل بن ابی طالب سے روایت ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ہمارے درمیان خطبہ دیا، اور فرمایا:

''اے لوگو! بتاؤ کون سب سے بہادر ہے؟ ہم نے کہا: آپ، اے امیر المومنین! آپ نے فرمایا: نہیں، بلکہ وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ غزوۂ بدر کے موقع پر جب ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سائبان لگا رہے تھے تو ہم نے کہا: کون ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لیے رہے گا تاکہ کوئی مشرک آپ کو تکلیف نہ دے

---

❶ مسند احمد: ۱/۱۰۶، ۱۱۰۔ احمد شاکر نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ منهاج السنة: ۳/۱۶۲۔ تاريخ الخلفاء الراشدين، ص: ۲۲۷.

❸ المعجم الكبير للطبراني: ۱/۵۵.

سکے؟ اس وقت صرف سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ ذمہ داری قبول کی تھی، ننگی تلوار سونتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لیے کھڑے ہو گئے، جب کوئی بھی دشمن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب آتا سیدنا ابوبکر (رضی اللہ عنہ) تلوار لے کر اس کی طرف دوڑتے، میں نے وہ منظر دیکھا ہے کہ جب قریش نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خانۂ کعبہ کے پاس پکڑ لیا تھا، آپ کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر کہہ رہے تھے: ''تم نے کئی معبودوں کو ایک معبود بنا دیا ہے؟'' اس وقت صرف ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی مدد کے لیے آگے بڑھے تھے، ان کے بالوں کی دو لٹیں تھیں، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچاتے ہوئے کبھی اپنے دائیں والوں کو گھونسے مارتے اور کبھی بائیں والوں کو اور کہتے: ''کیا تم لوگ اس آدمی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس لیے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب صرف اللہ ہے، وہ تمہارے رب کے پاس سے تمہارے لیے نشانیاں لے کر آیا ہے۔'' اس اٹھا پٹک میں ابوبکر کی ایک لٹ بھی کٹ گئی، پھر سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، ذرا بتاؤ کہ آلِ فرعون کا وہ مرد مومن (جس نے موسیٰ علیہ السلام کا تعاون کیا تھا) بہتر تھا یا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں؟ کسی نے کوئی جواب نہ دیا، پھر آپ نے خود ہی کہا: اللہ کی قسم! ابوبکر کا وہ ایک دن آلِ فرعون کے مرد مومن سے کہیں بہتر ہے، اس مرد مومن نے اپنے ایمان کو چھپائے رکھا، تو اللہ نے اس کی تعریف کی جب کہ یہ ابوبکر ہیں جنہوں نے اپنے جسم و جاں کو اللہ کے راستے میں قربان کر دیا۔'' [1]

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور خلافتِ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ:

سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان مبارک ہے کہ ہم میں سب سے بہترین فیصلہ کرنے

---

[1] المستدرك للحاكم: ٦٧/٣۔ امام حاکم رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے، اور صحیح مسلم کے شرط پر ہے، اور امام ذہبی نے حاکم کی موافقت کی ہے۔ تاريخ الخلفاء الراشدين، ص: ٢٢٨.

والے علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ ❶

جنگ قادسیہ سے کچھ پہلے اہل فارس مسلمانوں کے صفایا کے لیے ''صراء'' نامی چشمہ کے پاس جمع ہو چکے تھے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا اور مشورہ لیا، سب نے پیش قدمی کرنے کا مشورہ دیا، آپ نے اس موقع پر سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں نائب مقرر کیا اور خود اسلام فوج کی قیادت کرتے ہوئے صراء چشمہ پر پہنچے۔ ❷

جب سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اسلام فوج لے کر اجنادین پہنچے تو روم کے ارطبون نے آپ کے نام خط لکھا کہ واللہ، اجنادین کے بعد اب فلسطین کا کوئی علاقہ تم فتح نہیں کر سکتے، لوٹ جاؤ، دھوکے میں نہ رہو فلسطین کے اصل فاتح کا نام تین حرفوں پر مشتمل ہے۔ عمرو بن عاص نے فوراً جان لیا کہ اس سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مراد ہیں، چنانچہ آپ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خط کے ذریعے سے اطلاع دی کہ فتح آپ کی منتظر ہے۔ آپ نے اس کے لیے لوگوں کو اکٹھا کیا، اور مدینہ پر علی رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر کیا۔ ❸

یہ واقعہ ۲۳ ہجری کا ہے، جس میں سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی کا آخری حج کیا تھا، بحیثیت امیر المومنین آپ لوگوں کے ساتھ تھے اور ازواج مطہرات بھی اپنے محرم اولیاء کے ساتھ اس حج میں شریک تھیں۔ اس موقع پر آپ نے مدینہ پر علی رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کیا تھا۔ ❹

سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے خلیفہ بنے تو ایک طویل مدت تک آپ بیت المال سے اپنے لیے کچھ نہ لیتے تھے اور پھر ایسا وقت آ گیا کہ سخت ترین حالات اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، تجارت کا منافع ضرورت کے لیے کافی نہ ہوتا تھا، اس لیے کہ زیادہ تر وقت رعایا کے معاملات میں لگ جاتا تھا، حالات کی سنگینی سے مجبور ہو کر آپ

---

❶ الاستیعاب فی معرفة الاصحاب، ص: ۱۱۰۲۔ المعرفة و التاریخ: ۱/۴۸۱۔ تاریخ الخلفاء الراشدین، ص: ۲۴۹.

❷ المنتظم: ۴/۱۹۲.

❸ المنتظم: ۴/۱۹۲.

❹ المنتظم: ۴/۳۲۷۔ فتح الباری: ۴/۸۷.

نے اصحاب رسول اللہ ﷺ کو بلا بھیجا اور ان سے اس سلسلے میں مشورہ کیا، آپ نے کہا: میں نے خلافت اور اس کی ذمہ داریوں کو نبھانے کے لیے خود کو اسی میں مکمل طور سے مشغول کر لیا ہے، لہٰذا اپنے اخراجات کے لیے مجھے اس سے کتنا لینے کی اجازت دیتے ہو؟ سیدنا عثمان بن عفان اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل نے کہا: آپ اس میں سے کھا، پی سکتے ہیں۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا! آپ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: صرف صبح اور شام کا کھانا لے لیجیے۔ ❶

شہادت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ:

رمضان المبارک ۴۰ ہجری، کو شہید ہوئے، شہادت کے وقت عمر ۶۳ سال، رسول اللہ ﷺ، ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ اور زبیر (رضی اللہ عنہم) حراء پر تھے کہ وہ ہلنے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''رک جا اس وقت تیرے اوپر نبی صدیق اور شہید کھڑے ہیں۔'' ❷

بدبخت عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ.

سیّدنا جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ:

سیدنا جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے چچا زاد بھائی ہیں، کنیت ابو عبداللہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ بے حد سخی، مہمان نواز، خطیب مہاجرین، دو ہجرتوں والے، دو قبلوں کے نمازی تھے۔ آپ سیرت وصورت میں نبی کریم ﷺ کے بے حد مشابہ تھے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیّدنا جعفر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:

((اَشْبَهْتَ خَلْقِيْ وَ خُلُقِيْ)) ❸

---

❶ الخلافة الراشدة يحيٰ، ص: ۲۷۰، اس کی سند صحیح ہے۔ تاريخ الخلفاء الراشدين، ص: ۲۵۳.

❷ صحيح مسلم، رقم: ٦٢٤٧.

❸ صحيح بخاری، رقم: ۲۵۵۲ و ٤٠٠٥۔ مسند احمد مع الفتح الربانی: ۲۱٤/۲۲.

''تم سیرت وصورت میں میرے مشابہ ہو۔''

معرکہ موتہ پیش آیا تو آپ کو اس کے تین امراء میں سے ایک امیر مقرر کر دیا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں رخصت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((عَلَيْكُمْ بِزَيْدٍ، فَإِنْ أُصِيبَ فَجَعْفَرُ، فَإِنْ أُصِيبَ جَعْفَرٌ فَابْنُ رَوَاحَةَ)) ❶

''تمہارے امیر زید ہیں اگر زید قتل ہو جائیں تو جعفر (تمہارے امیر ہوں گے) اور اگر جعفر (بھی) شہید ہو جائیں تو (پھر عبداللہ) ابن رواحہ (تمہارے امیر ہوں گے)۔''

شعبی رحمہ اللہ سے باسند منقول ہے:

((أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما كَانَ إِذَا سَلَّمَ عَلَى ابْنِ جَعْفَرَ قَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ)) ❷

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے بیٹے کو سلام کہتے تو فرماتے: ''ذوالجناحین (دو پروں والے) کے بیٹے! تجھ پر سلام۔''

سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا:

((هَنِيئًا لَّكَ، أَبُوْكَ يَطِيْرُ مَعَ الْمَلَائِكَةِ فِي السَّمَاءِ)) ❸

''تجھے مبارک ہو! تیرا باپ آسمانوں میں فرشتوں کے ساتھ اڑتا پھرتا ہے۔''

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

((إِنَّ جَعْفَرَ يَطِيْرُ مَعَ جِبْرِيْلَ وَ مِيْكَائِيْلَ، لَهُ جَنَاحَانِ عَوَّضَهُ اللّٰهُ مِنْ يَدَيْهِ)) ❹

---

❶ مسند احمد، رقم: ٢٦٦٠٤ و ٢٢٦١٩.

❷ صحيح البخاري، كتاب فضائل اصحاب النبي ﷺ، باب مناقب جعفر بن ابي طالب الهاشمي رضی اللہ عنہ، رقم: ٣٧٠٩.

❸ فتح الباري: ٩٨/٧.

❹ فتح الباري: ٩٨/٧.

''سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ جبریل اور میکائیل علیہما السلام کے ساتھ اڑتے پھرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے ہاتھوں کے عوض دو پر عطا کیے ہیں۔''

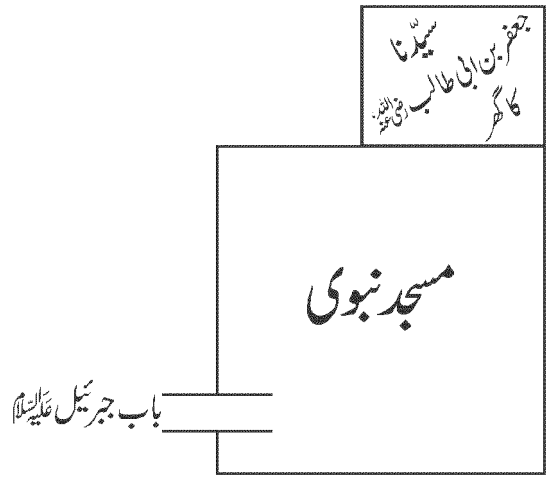

سیّدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما:

سیدنا عبداللہ بن جعفر بن ابو طالب، والدہ کا نام اسماء بنت عمیس ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ تُلُقِّيَ بِصِبْيَانِ اَهْلِ بَيْتِهٖ، قَالَ: وَ اِنَّهٗ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَسُبِقَ بِيْ اِلَيْهِ، فَحَمَلَنِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ، ثُمَّ جِيْءَ بِأَحَدِ ابْنَيْ فَاطِمَةَ، فَأَرْدَفَهٗ خَلْفَهٗ، قَالَ: فَأُدْخِلْنَا الْمَدِيْنَةَ ثَلَاثَةً عَلٰى دَابَّةٍ وَّاحِدَةٍ)) [1]

''جناب رسول کریم ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو آپ کے استقبال کے لیے آپ کے اہل بیت کے بچوں کو لے جایا جاتا۔ ایک دفعہ آپ سفر سے واپس تشریف لائے تو مجھے آپ کے پاس لے جایا گیا، آپ نے مجھے سواری پر اپنے آگے بٹھا لیا، پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹوں (حسنین) میں سے

[1] صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عبدالله بن جعفر رضی اللہ عنہما، رقم: ٢٤٢٨.

کسی ایک کو لایا گیا، تو آپ نے اسے اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ ہم تینوں اسی طرح ایک ہی سواری پر مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔''

علامہ ذہبی رحمہ اللہ ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''سردار، عالم، ابوجعفر، قریشی، ہاشمی، پیدائش حبشہ میں ہوئی، پھر مدینہ منورہ میں رہنے لگے، دو پروں والے سخی باپ کے سخی بیٹے، صحابی بھی تھے اور آپ نے چند روایات بھی بیان کی ہیں، ان کا شمار صغار صحابہ میں ہوتا ہے، ان کے والد غزوۂ موتہ میں شہید ہو گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کفالت فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں پلے بڑھے۔''

مزید فرماتے ہیں:

''وہ بڑے عظیم الشان، شریف النفس اور سخی تھے اور امامت کے قابل تھے۔'' ❶

''حضرت ابان بن عثمان رحمہ اللہ نے ان کا جنازہ پڑھایا، کیونکہ وہ ان دنوں مدینہ منورہ کے گورنر تھے۔ حضرت ابان نے ان کے جنازے کو کندھا دے رکھا تھا، جبکہ ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی تھی۔ ساتھ ساتھ فرما رہے تھے: ''اللہ کی قسم! آپ سراپا خیر تھے، آپ میں کوئی خرابی نہیں تھی۔ اللہ کی قسم! آپ شریف النفس، صاحب علم وفضل اور حسن سلوک کرنے والے تھے۔'' ❷

سیّدنا عقیل بن ابوطالب رضی اللہ عنہ:

سیدنا عقیل بن ابوطالب بن عبدالمطلب، کنیت ابو یزید ہے۔

آپ حاضر جواب، مقابل کا ناطقہ بند کر دینے والے، ماہر انساب اور علم تاریخ کے زیادہ جاننے والے تھے۔

سیدنا عقیل بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے قبیلہ بنو جشم کی ایک خاتون سے شادی کی، لوگوں نے (مبارک باد کے طور پر) کہا: ((بِالرَّفَاهِ وَ الْبَنِيْنِ)) ''تمہاری

❶ سير اعلام النبلاء: ٤٥٦/٣. ❷ الرياض المستطابه، ص: ٢٠٥.

آپس میں موافقت ہو، بیٹے نصیب ہوں۔'' سیدنا عقیل رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اس طرح نہ کہو بلکہ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے اس طرح کہو:

((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ وَ بَارِكْ عَلَيْهِمْ))

''یا اللہ! انہیں برکت دے اور ان پر برکت نازل فرما۔''

آپ کی وفات دور یزید میں ہوئی۔

فائدہ: .....قارئین کرام! حالانکہ اس دُعا میں کوئی ایسا جملہ نہیں جو کہ غیر شرعی ہو، مگر انہوں نے اس دُعا کو محض اس لیے ناپسند کیا کہ اس موقعہ پر رسول کریم ﷺ کی بیان کردہ دُعا کے ساتھ موافقت ہو جائے، تاکہ سنتِ نبوی کا اتباع ہو سکے۔ اس سے ان کی سنت کے ساتھ محبت عیاں ہے۔

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما:

آپ کا نام عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہے۔ نبی کریم ﷺ کے چچیرے بھائی، اس امت کے عالم، کتاب اللہ کے مفسر اور ترجمان ہیں۔

آپ ہجرت سے تین سال قبل مکہ کی اس گھاٹی میں پیدا ہوئے جہاں مشرکین قریش نے تمام خاندانِ ہاشم کو محصور کر دیا تھا۔

گو آپ فطرۃً ذہین، سلیم الطبع، متین اور سنجیدہ تھے، تاہم انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی مصاحبت کا جو زمانہ پایا وہ درحقیقت ان کا عہد طفولیت تھا۔ مگر رسول اللہ ﷺ کی خدمت گزاری کا شرف حاصل ہوا، ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے بیدار ہوئے، انہوں نے وضو کے لیے پانی لا کر رکھ دیا، آپ ﷺ نے وضو فرما کر پوچھا: پانی کون لایا تھا؟ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا (جو آپ رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں) نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا نام لیا، آنحضرت ﷺ نے خوش ہو کر دعائیں دیں، اور ارشاد فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَ عَلِّمْهُ التَّأْوِيْلَ)) [1]

---

[1] مسند احمد مع الفتح الربانی: ۲۲/۲۹۲.

''اے اللہ! اس کو مذہب کا فقیہ بنا اور تفسیر کا علم سکھا۔''

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بھی بہت محبت رکھتے تھے اور ان کی صلاحیتوں کے معترف تھے۔ اس کا ثبوت یہ تھا کہ وہ انہیں بدری صحابہ جیسے اکابرین کی صف میں شامل فرماتے تھے، حالانکہ دیگر کئی افراد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی عمر کے برابر تھے لیکن ان جیسا اکرام کسی کو نصیب نہ ہوا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں ان کی واضح فضیلت اور علمی مرتبہ کی ہمیشہ قدر دانی رہی۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما خود بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ مجھے غزوہ بدر میں شرکت کرنے والے اکابر صحابہ کے ساتھ بٹھاتے تھے۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے اعتراض بھی کیا کہ آپ اس نوجوان کو ہماری مجلس میں جگہ دیتے ہیں، حالانکہ یہ ہمارے بچوں کی عمر کا ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اس کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہیں تم اچھی طرح جانتے ہو، پھر ایک دن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تمام کبار صحابہ رضی اللہ عنہم کو بلایا۔ مجھے بھی بلاوے کا پیغام بھیجا۔ مجھے یقین تھا کہ آج انہوں نے مجھے صرف اس لیے بلایا ہے تاکہ تمام مشائخ صحابہ رضی اللہ عنہم کو میرے علم سے روشناس کرا سکیں۔ تمام بڑے بڑے اکابر صحابہ تشریف لے آئے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سب سے سوال کیا کہ تم اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد عالی کے بارے میں کیا جانتے ہو؟

﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ o وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا o فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا o﴾ (النصر)

''(اے نبی!) جب اللہ کی مدد اور فتح آ جائے اور آپ لوگوں کو دیکھیں کہ وہ اللہ کے دین میں گروہ در گروہ داخل ہو رہے ہیں تو آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجیے اور اس سے بخشش مانگیے، بلاشبہ وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔''

بعض صحابہ نے کہا: جب اللہ کی نصرت اور فتح ہمیں حاصل ہو گئی تو اللہ سے استغفار اور اس کی حمد بیان کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ بعض صحابہ خاموش رہے اور بعض نے لاعلمی کا اظہار

کیا۔ اب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا: ابن عباس! کیا آپ کا بھی یہی جواب ہے؟ میں نے عرض کیا: جی نہیں! تو انہوں نے فرمایا پھر آپ کیا کہتے ہیں؟

میں نے عرض کیا کہ اس سورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا تذکرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو اطلاع دی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی مدد آ جائے، مکہ فتح ہو جائے تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات قریب ہونے کی علامت ہے، لہٰذا آپ کثرت سے اللہ کی حمد بیان کیجیے اور گناہوں کی بخشش طلب فرمایئے۔ وہ بلاشبہ توبہ قبول فرمانے والا ہے۔

یہ سن کر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: میں بھی اس سورت کے بارے میں وہی جانتا ہوں جو تم جانتے ہو۔ ❶

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے پاس بلاتے اپنے قریب جگہ دیتے اور فرماتے میں نے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس عالم میں دیکھا کہ انہوں نے تجھے بلایا، تیرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ! فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَ عَلِّمْهُ التَّأْوِيْلَ))

''اے اللہ! اسے دین کی سمجھ اور تفسیر کا علم عطا فرما۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

((نِعْمَ تَرْجُمَانِ الْقُرْآنِ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ))

''عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قرآن کریم کے بہت عمدہ ترجمان ہیں۔''

جب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان کے پاس آتے تو فرماتے تھے:

((جَاءَ فَتَى الْكَهُوْلِ وَ ذُو اللِّسَانِ السَّؤُوْلِ وَ الْقَلْبِ الْعَقُوْلِ))

''وہ آ گیا جو نوجوان شیخ ہے، بے دھڑک سوال کرنے والی زبان رکھتا ہے اور سمجھ دار دل کا حامل ہے۔'' ❷

---

❶ صحيح بخاری، رقم: ٤٢٩٤۔ العقيدة فی اهل البيت بين الافراط و التفريط، ص: ٣٢٤، ٣٢٥.

❷ البداية و النهاية: ٢٠٢/٨.

آپ ان مخصوص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جو علم حدیث کے اساطین سمجھے جاتے ہیں، ان کی مرویات کی مجموعی تعداد ۲۶۶۰ ہے۔ ان میں ۷۵ متفق علیہ ہیں، یعنی بخاری اور مسلم دونوں میں ہیں۔ ان کے علاوہ ۱۸ روایتوں میں بخاری منفرد ہیں اور ۴۹ میں مسلم۔

۶۸ ہجری میں پیمانہ حیات لبریز ہو گیا۔ ایک روز سخت بیمار ہوئے، بستر علالت کے اردگرد احباب و معتقدین کا ہجوم تھا، بولے:

''میں ایک ایسی جماعت میں دم توڑوں گا جو روئے زمین پر اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب و مقرب ہے، اس لیے اگر میں تم لوگوں میں مروں تو یقیناً تم ہی وہ بہترین جماعت ہو۔''

غرض ہفت روزہ علالت کے بعد طائر روح نے قفس عنصری چھوڑا۔ حضرت محمد بن حنفیہ نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور سپرد خاک کرنے کے بعد فرمایا:

''اللہ کی قسم! آج دنیا سے ''حبر امت'' اٹھ گیا۔''

غیب سے ندا آئی:

﴿يَآ يَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُo ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةًo﴾

(الفجر: ۲۷-۲۸)

''اے مطمئن جان! اپنے رب کی طرف خوش خوش لوٹ آ۔'' [1]

سیّدنا عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما:

نسب نامہ کچھ اس طرح سے ہے: عبیداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض یاب ہوئے، آپ سے روایات سنیں اور ان کو یاد کیا۔ آپ اپنے بھائی عبداللہ سے ایک سال چھوٹے تھے۔

آپ بڑے سخی تھے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو ۳۷ ہجری میں امیر حج مقرر کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے خاص انس تھا، اسی لیے ان کے بچوں

[1] سیر الصحابة: ۲/۴۳۵۔ اسد الغابة، تذکرة ابن عباس رضی اللہ عنہما.

کے ساتھ بھی آپ کو بڑی محبت تھی۔ آپ عبداللہ، عبیداللہ اور کثیر رضی اللہ عنہم تینوں کو بلا کر کھلاتے اور فرماتے:

''تم میں سے جو دوڑ کر سب سے پہلے مجھے چھو لے گا اس کو انعام دوں گا۔''

تینوں بھائی دوڑتے، کوئی پشت مبارک پر چڑھ جاتا، کوئی سینے سے چمٹ جاتا۔ آپ سب کو گلے سے لگا کر پیار کرتے۔ ❶

آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بارے میں اختلاف ہے۔ علامہ عبدالبر کی تحقیق کے مطابق ۵۸ ہجری میں وفات پائی۔ ❷

سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہما:

آپ کی کنیت ابومحمد اور لقب ہمرکاب رسول تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی تھے۔ ''ہمرکاب رسول'' آپ کا لقب اس لیے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آخری حج فرمایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس سواری پر سوار تھے اس پر یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔

یوں تو سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہما اور ان کے خاندان کے تمام لوگوں نے غزوہ بدر سے پہلے ہی اسلام قبول کر لیا تھا مگر انہوں نے مشرکین کے خوف سے اس کا اظہار نہیں کیا تھا۔ فتح مکہ سے کچھ پہلے اپنے والد گرامی سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ سیدنا فضل رضی اللہ عنہ نے مدینہ ہجرت کی۔ مکہ کی چڑھائی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔ پھر حنین کی جنگ میں بڑی جانبازی اور دلیری دکھائی۔ حنین کے میدان میں لڑائی کی ابتداء میں جب مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے تھے، سیدنا فضل رضی اللہ عنہ ثابت قدم رہے۔

سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری خدمت کی سعادت بھی حاصل کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں جو آخری خطبہ دیا اس کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جن دو سعادت مند صحابہ رضی اللہ عنہما کے سہارے گھر سے باہر تشریف لائے ان میں سے ایک سیدنا فضل

---

❶ مسند احمد، ج: ۱، مسند عبیداللہ بن عباس.

❷ الاستیعاب: ۲/۴۱۶.

بن عباس رضی اللہ عنہما تھے۔ سب سے آخری سعادت مبارک جسم اطہر کے غسل کی حاصل ہوئی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نہلاتے جاتے تھے اور جناب فضل بن عباس رضی اللہ عنہما پانی ڈالتے جاتے تھے۔

سیدنا عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ درخواست لے کر حاضر ہوئے کہ آپ ہمیں صدقہ کی وصولی پر مقرر فرما دیں تاکہ ہم اس کام کی تنخواہ سے اپنی شادی کا سامان کر سکیں۔ آپ نے ہمیں ارشاد فرمایا آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے صدقہ کی آمدنی حلال نہیں یہ تو لوگوں کی میل کچیل ہے۔ ❶

آپ ۲۳ ہجری میں جنگ اجنادین میں شہید ہوئے۔ بعض نے سن وفات ۱۸ ہجری بھی لکھا ہے۔

سیّدنا قثم بن عباس رضی اللہ عنہما:

سیدنا قثم بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بہت کم سن تھے۔ اس لیے بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر و محبت کے اس عہد کا ان کا اور کوئی واقعہ قابل ذکر نہیں ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ قثم، عبداللہ اور جعفر رضی اللہ عنہم کی سواری ادھر سے گزری تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر رضی اللہ عنہ اور قثم رضی اللہ عنہ کو ساتھ بٹھا لیا۔ ❷

حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت کسی حد تک شعور کو پہنچ گئے تھے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل میت اور تجہیز و تکفین میں شریک ہوئے اور غسل دیتے وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جسد اطہر کو کروٹیں دلاتے رہے۔ ❸

قبر انور میں اتارنے کے لیے بھی اترے تھے اور جسد اطہر کو فرش خاک پر لٹانے کے

---

❶ صحيح مسلم، رقم الحديث: ١٠٧٢.

❷ مستدرك حاكم، ج: ٣، تذكرة جعفر رضی اللہ عنہ.

❸ مسند احمد: ١/٢٦٠.

بعد سب سے آخر میں قبر سے نکلے تھے۔ ❶

معرکہ سمرقند میں جام شہادت نوش فرمایا۔ ❷

سیّدنا علی بن عبداللہ بن عباس رحمہ اللہ:

ابن سعد رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ حضرت علی رحمہ اللہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ روئے ارض پر سب سے زیادہ خوبصورت قریشی تھے۔ انتہائی وجیہ تھے اس کے ساتھ ساتھ سب سے بڑھ کر نفلی نماز کے شائق تھے۔ حتیٰ کہ ان کی عبادت اور فضیلت کی بنا پر ان کو ''سجاد'' کہا جاتا تھا۔ ❸

ذہبی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ سردار، امام، خلفاء کے باپ، ابومحمد، ہاشمی، سجاد۔ وہ علم وعمل جسامت وخوبصورتی قد وکاٹھ اور رعب و ہیبت کا مجسمہ تھے۔ ❹

معتب رضی اللہ عنہ بن ابولہب:

معتب رضی اللہ عنہ بن ابی لہب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی۔ ان کی والدہ ام جمیل بنت حرب بن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف بن قصی تھیں۔ معتب کی والدہ میں سے عبداللہ، محمد، ابوسفیان، موسیٰ، عبیداللہ، سعید اور خالدہ شامل تھے۔ ان سب کی والدہ عاتکہ بنت ابی سفیان بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔ معتب بن ابی لہب، عُتبہ بن ابی لہب سے چھوٹے تھے۔ ایک ہی وقت میں دونوں بھائیوں نے اسلام قبول کیا۔ واقدی نے ان کی رحلت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دَور میں لکھی ہے۔

عتبہ رضی اللہ عنہ بن ابولہب:

عتبہ رضی اللہ عنہ بن ابولہب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے زمانہ میں مکہ آئے تو مجھ سے فرمایا: اے عباس! تمہارے دونوں بھتیجے عتبہ و معتب کہاں ہیں؟ ان کو میں نے نہیں

---

❶ الاستیعاب: ۱۹۷/۲.
❷ اسد الغابة: ۱۹۷/٤.
❸ تذکرة الحفاظ: ۱۲٦/۱.
❹ سیر اعلام النبلاء: ۲۵۲/۵.

دیکھا۔عرض کیا: یا رسول اللہ! مشرکین قریش میں سے جو لوگ چلے گئے ان کے ساتھ ہی وہ بھی ہیں۔حضور سرور دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان دونوں کے پاس جاؤ اور میرے پاس لے آؤ۔ میں سوار ہو کر ان کے پاس عزیز پہنچا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ تم کو بلاتے ہیں۔ وہ فوراً سوار ہو کر میرے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے انہیں دعوت اسلام دی۔ وہ اسلام لے آئے اور بیعت کر لی۔

رسول کریم ﷺ کھڑے ہوئے۔ ان کے ہاتھ پکڑ لیے اور اس طرح لے چلے کہ آپ ﷺ ان کے درمیان تھے۔ملتزم پر لائے، جو بابِ کعبہ اور حجرِ اسود کے درمیان ہے۔ آپ ﷺ نے دعا کی اور واپس ہوئے۔ چہرے پر خوشی کے آثار نمایاں تھے۔

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ آپ کو خوش وخرم رکھے۔ میں چہرے پر مسرت دیکھتا ہوں۔فرمایا! ہاں! میں نے اپنے چچا کے ان دونوں بیٹوں کو اپنے رب سے مانگا تھا۔ اس نے مجھے عطا کر دیئے۔ انہوں نے غزوۂ حنین میں آپ کی ہمرکابی اختیار کی اور آپ ﷺ کے ساتھ کئی جنگوں میں حصہ لیا۔ بیعت صدیق میں عتبہ شامل تھے اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کے دَور میں ان کا انتقال ہوا۔

سیّدہ دُرّہ رضی اللہ عنہا بنت ابی لہب:

دُرّہ رضی اللہ عنہا بنت ابی لہب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی۔

شادی دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ حارث بن عامر بن نوفل اور زید بن حارث کے ساتھ ہوئی تھی۔سیدہ دُرّہ کے دو بچوں کا ذکر بھی ملتا ہے جو کہ ولید ابوالحسن اور مسلم تھے۔

آپ کی والدہ ام جمیل بنت حرب بن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف بن قصی تھیں۔ مشرف باسلام ہوئیں۔کئی احادیث آپ سے مروی ہیں، چنانچہ ایک حدیث کی نص حسب ذیل ہے:

((عَنْ دُرَّةَ بِنْتِ اَبِیْ لَهَبٍ قَالَتْ كُنْتُ عِنْدَ عَائِشَةَ فَدَخَلَ النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ اِئْتُوْنِیْ بِوَضُوْءٍ قَالَتْ فَابْتَدَرْتُ اَنَا وَ عَائِشَةُ

الْكُوْزَ فَاَخَذْتُهٗ اَنَا فَتَوَضَّاَ فَرَفَعَ بَصَرَهٗ اِلَيَّ اَوْ طَرْفَهٗ اِلَيَّ وَ قَالَ اَنْتَ مِنِّيْ وَ اَنَا مِنْكِ قَالَتْ فَأُتِيَ بِرَجُلٍ فَقَالَ مَا اَنَا فَعَلْتُهٗ اِنَّمَا قِيْلَ لِيْ قَالَتْ وَ كَانَ سَاَلَهٗ عَلَى الْمِنْبَرِ مَنْ خَيْرُ النَّاسِ فَقَالَ: اَفْقَهُهُمْ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ وَ اَوْصَلُهُمْ لِرَحِمِهٖ ذَكَرَ فِيْهِ شَرِيْكٌ شَيْئَيْنِ آخَرَيْنِ لَمْ اَحْفَظْهُمَا))

''حضرت دُرّہ رضی اللہ عنہا بنت ابی لہب سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی کہ نبی کریم علیہ السلام تشریف لے آئے اور فرمایا: میرے پاس وضو کا پانی لاؤ، میں اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ایک برتن کی طرف تیزی سے بڑھے، میں پہلے پہنچ گئی اور اسے لے آئی، پھر نبی کریم علیہ السلام نے وضو کیا اور نگاہیں اٹھا کر مجھ سے فرمایا: تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں، پھر ایک آدمی کو لایا گیا، اس نے کہا کہ میں نے یہ کام نہیں کیا بلکہ لوگوں نے مجھ سے کہا تھا، اس نے نبی کریم علیہ السلام سے برسرِ منبر یہ سوال کیا تھا کہ لوگوں میں سب سے بہترین کون ہے؟ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا: جو اللہ کے دین کی سب سے زیادہ سمجھ بوجھ رکھتا ہو اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والا ہو۔''

((عَنْ دُرَّةَ بِنْتِ اَبِيْ لَهَبٍ قَالَتْ قَامَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَ هُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ فَقَالَ ﷺ خَيْرُ النَّاسِ اَقْرَءُهُمْ وَ اَتْقَاهُمْ وَ اٰمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ اَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اَوْصَلُهُمْ لِلرَّحِمِ))

''حضرت دُرّہ رضی اللہ عنہا بنت ابی لہب سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ایک آدمی نے نبی علیہ السلام سے برسرِ منبر یہ سوال کیا تھا کہ لوگوں میں سب سے بہترین کون ہے؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو سب سے زیادہ قرآن پڑھنے والا، متقی، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والا اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والا ہو۔''

فصل نمبر ۳:

امہات المومنین رضی اللہ عنہن

یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اہل بیت میں شامل ہیں جیسا کہ گزشتہ کی سطور میں بیان ہو چکا۔

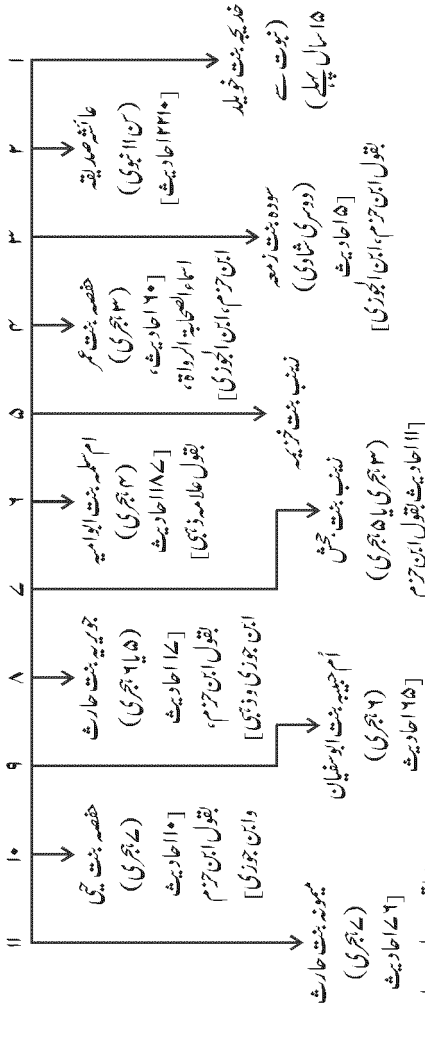

ام المومنین سیّدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا:

ام المومنین سیّدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی بیوی ہیں۔ان کی زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرا نکاح نہیں فرمایا۔ یہ بالاجماع پہلی مسلمان خاتون ہیں۔کوئی مرد اور عورت ایمان لانے میں آپ سے مقدم نہیں۔ آپ کے والد کا نام خویلد بن اسد اور والدہ کا نام فاطمہ بنت زاہدہ تھا۔قبیلہ قریش سے تعلق رکھتی تھیں اور قریش کی شاخ بنوامیہ کے خاندان سے تھیں۔قصی پر جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کا سلسلہ نسب مل جاتا ہے۔ [1]

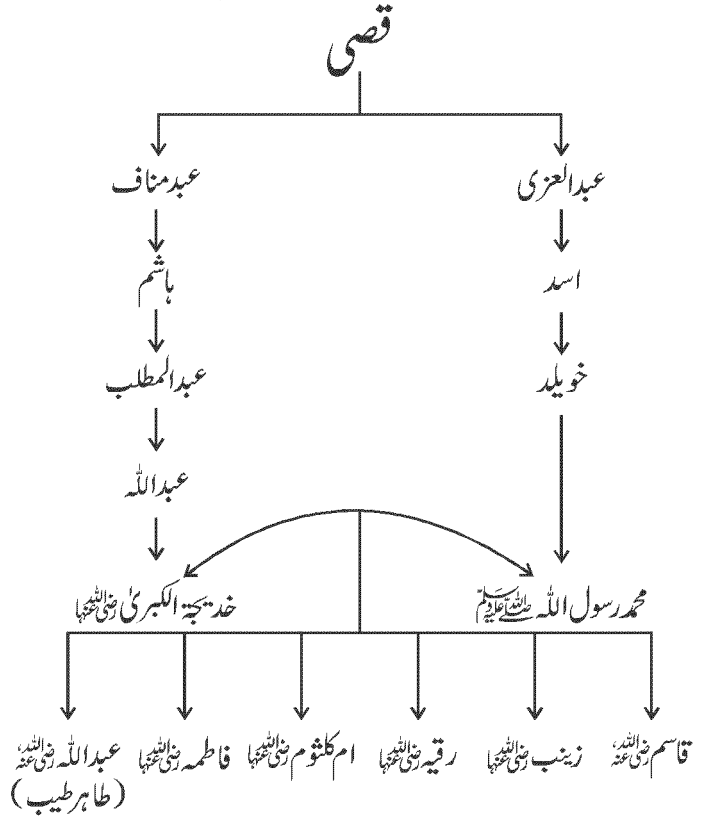

آپ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح سے پہلے ہی طاہرہ کے لقب سے مشہور تھیں۔

---

[1] الاصابة: ٤/٢٨١.

آپ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح ابو ہالہ بن زرارہ تمیمی سے ہوا جس سے ہند اور ہالہ دو بیٹے پیدا ہوئے۔ یہ دونوں صاحبزادے شرف صحابیت سے مشرف ہوئے۔ ابو ہالہ کے انتقال کے بعد آپ کا نکاح عتیق بن عائد مخزومی سے ہوا اس سے ایک لڑکی ہند پیدا ہوئیں ..... یہ بھی اسلام کے سایہ عاطفت میں آئیں۔ کچھ عرصہ کے بعد عتیق بھی وفات پا گئے اور خدیجہ پھر بیوہ ہو گئیں۔ ❶

فقہ الزکاۃ للقرضاوی: ۱۴/ ۲۵۹، سبل الہدیٰ والرشاد: ۲/ ۱۶۵، أن الاشراف: ۱/ ۱۰۷ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا حق مہر ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی تقریباً (۵۰۰ درہم) ادا فرمایا: عظیم سیرت نگار علامہ بلاذری، صیاطی اور علامہ صالحی بھی ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی کے قائل ہیں۔ جبکہ ابن ہشام میں ہے کہ سیّدہ خدیجہ کا حق مہر بیس اونٹنیاں تھیں۔

سیّدہ خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا کی رفاقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کم و بیش چوبیس سال رہی جس میں سیّدہ خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر دکھ سکھ میں ساتھ دیا اور مال و جان سے غم گساری اور خیر خواہی کا حق ادا کیا۔

نفیسہ بنت منیہ سے روایت ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بڑی مال دار خاتون تھیں۔ جب بیوہ ہو گئیں تو عرب کا ہر شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کا متمنی تھا لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا مال تجارت لے کر شام گئے اور عظیم نفع کے ساتھ واپس لوٹے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راغب ہو گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دیانت اور شرافت کے کئی واقعات اپنے غلام سے سن کر بڑی متاثر ہوئیں۔ نفیسہ کا بیان ہے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عندیہ معلوم کرنے کے لیے بھیجا۔ اس وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۴۰ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۲۵ سال تھی۔ میں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نکاح سے کون سی چیز مانع ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے ہاتھ میں کچھ نہیں۔ میں نے کہا اگر آپ اس فکر سے کفایت کر دیئے جائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے کوئی عذر نہ ہو گا۔ انہوں نے کہا جس عورت کی خواہش ہے اس کا نام خدیجہ ہے۔ آپ نے قبول کیا۔ ❷

---

❶ زرقانی: ۳/ ۲۲۰.

❷ الاصابة: ٤/ ۲۸۲.

نبی کریم ﷺ کے پاس جبریل امین علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا:

((فَاِذَا هِیَ اَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَّبِّهَا وَ مِنِّیْ وَ بَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِی الْجَنَّةِ مِنْ قَصْبٍ ، لَا صَخَبَ فِيْهِ وَ لَا نَصَبَ)) ❶

''(اے اللہ کے رسول!) جب وہ (خدیجہ رضی اللہ عنہا) آپ کے پاس آئیں تو انہیں میری اور اللہ کی طرف سے سلام کہیں اور جنت میں موتیوں والے ایک محل کی خوش خبری دے دیں جس میں نہ شور ہوگا اور نہ کوئی تکلیف۔''

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ وَ خَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيْجَةُ)) ❷

''کائنات میں سب سے افضل عورتیں مریم اور خدیجہ ہیں۔''

جب رسول اللہ ﷺ پہلی وحی کے بعد گھبرائے ہوئے گھر آئے تو سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان الفاظ کے ساتھ آپ کو تسلی فرمائی۔

((كَلَّا وَ اللّٰهِ مَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَ تَحْمِلُ الْكَلَّ وَ تَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَ تَقْرِی الضَّيْفَ وَ تُعِيْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ .)) ❸

''ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا آپ تو صلہ رحمی کرنے والے ہیں کمزوروں کا بوجھ اٹھانے والے ہیں محتاجوں کے لیے کمانے والے ہیں، مہمان کی مہمان نوازی کرنے والے اور راہِ حق میں مصائب برداشت کرنے والے ہیں۔''

سیرت ابن ہشام میں ہے:

((وَ كَانَتْ اَوَّلُ اِمْرَأَةٍ تَزَوَّجَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ لَمْ يَتَزَوَّجْ عَلَيْهَا غَيْرَهَا حَتّٰی مَاتَتْ رضی اللہ عنہا)) ❹

---

❶ صحيح بخاری، رقم: ٣٨٢٠۔ صحيح مسلم، رقم: ٢٤٣٢.

❷ صحيح بخاری، رقم: ٣٨١٥۔ صحيح مسلم، رقم: ٢٤٣٠.

❸ صحيح بخاری، كتاب الوحی، رقم: ٣. ❹ السيرة النبوية لابن هشام، ص: ١٢٣.

''وہ پہلی عورت تھیں جن سے نبی ﷺ نے نکاح فرمایا اور ان کی زندگی میں آپ نے کوئی دوسرا نکاح نہ کیا یہاں تک کہ وہ انتقال کر گئیں۔''

امام بخاری اپنی صحیح میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں:

((عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْ نِّسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ وَ مَا رَأَيْتُهَا وَ لٰكِنْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا وَ رُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا اَعْضَاءَ ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِيْ صَدَائِقِ خَدِيْجَةَ فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهٗ كَاَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا اِمْرَأَةٌ اِلَّا خَدِيْجَةَ فَيَقُوْلُ اِنَّهَا كَانَتْ وَ كَانَتْ وَ كَانَ لِيْ مِنْهَا وَلَدٌ.)) ❶

''سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کریم کی کسی بیوی پر اتنا رشک نہیں کیا جتنا خدیجہ رضی اللہ عنہا پر کیا حالانکہ میں نے انہیں دیکھا بھی نہیں تھا لیکن نبی ﷺ ان کا کثرت سے ذکر فرمایا کرتے اگر کوئی بکری ذبح کرتے تو اس کے ٹکڑے بناتے اور پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھیجتے۔ میں کبھی آپ سے یوں کہتی شاید خدیجہ کے سوا دنیا میں کوئی عورت ہی نہ تھی اس پر آپ ﷺ فرماتے وہ ایسی صفات کی مالک تھیں وہ ایسی تھیں اور ان سے میری اولاد ہے۔''

سیّدنا حکیم بن حزام سیّدہ خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا کے بھتیجے تھے، ایک دفعہ وہ طائف میں تھے کہ وہاں غلاموں کی منڈی لگی ہوئی تھی یہ بھی وہاں پہنچ گئے ایک نوعمر لڑکا زید انہیں بھا گیا زید کی شکل وصورت عادات اور اخلاق واطوار کسی طور پر غلاموں جیسے نہ تھے۔ سودا کیا زید کو لے کر مکہ آئے اور اسے اپنی پھوپھی سیّدہ خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پیش کر دیا یہ نوعمر لڑکا اس عظیم گھرانے میں پلتا رہا شادی کے بعد سیّدہ خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا نے سیّدنا زید رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ ❷

---

❶ صحيح بخاری، كتاب المناقب، باب تزويج النبی ﷺ خديجة و وصلها رضی اللہ عنہا، رقم: ٣٨١٨.

❷ تاريخ دمشق: ٢٤٣/٢١.

علامہ ذہبی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

''مومنوں کی پہلی اور بڑی ماں، اپنے دَور کی تمام عورتوں کی سردار، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد (حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے علاوہ) کی والدہ، جو سب سے پہلے آپ پر ایمان لائیں اور سب سے پہلے آپ کی تصدیق کی اور آپ کا حوصلہ مضبوط کیا۔ ان کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں۔ ان کا شمار کامل عورتوں میں کیا گیا۔ انتہائی سمجھ دار، صاحب وجاہت، دین دار، عفت مآب، صاحب عز و شرف اور جنتی خاتون۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بہت تعریف کرتے، تمام امہات المومنین پر ان کو فضیلت دیتے اور ان کی بہت تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے۔ آپ نے ان سب سے پہلے انہی سے شادی کی، ان کی زندگی میں کسی دوسری عورت سے شادی کی، نہ کوئی باندی رکھی، پھر ان سے آپ کے کئی بچے بھی پیدا ہوئے۔ ان کی وفات سے آپ کو بہت صدمہ ہوا کیونکہ وہ آپ کے لیے بہترین ساتھی ثابت ہوئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا تھا کہ انہیں جنت میں ایسے گھر کی خوشخبری دیں جو ایک موتی سے بنا ہوا ہو گا، اس میں شور سنائی دے گا نہ کوئی تکلیف اور بیماری رسائی پائے گی۔''[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے اولاد:

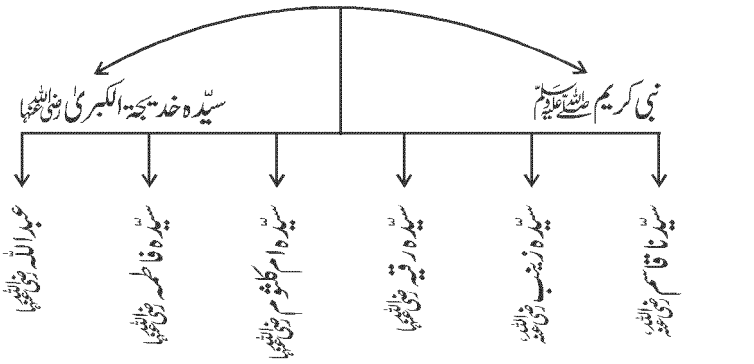

[1] سير اعلام النبلاء: ۲/۱۰۹، ۱۱۰.

حافظ ابن حجر عسقلانی، علامہ ابن قیم، امام ابن جوزی، امام سہیلی، علامہ قسطلانی رحمہم اللہ وغیرہ کی تحقیق کے مطابق طیب اور طاہر آپ علیہ السلام کے بیٹے سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ ہی کے القاب تھے۔ و اللّٰہ اعلم.

۲۔ام المومنین سیّدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا:

زمعہ بن قیس قرشی کی دختر نیک اختر اور حضرت سکران بن عمرو رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں اپنے شوہر کے ساتھ حبشہ کی دو بار ہجرت کی دوسری ہجرت سے مکہ لوٹ کر آئیں تو شوہر کا انتقال ہو گیا، اور ان سے سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے پانچ بچے تھے۔ اب اگر قبیلہ میں واپس جاتیں ہیں تو قبیلہ اور خاندان کے لوگوں سے اندیشہ ہے کہ شرک پر مجبور کر کے طرح طرح کی ایذاء پہنچائیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے سہارا عورت کو سہارا عطا کیا۔ سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا وفات پا چکی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرما کر سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو اشرف الانبیاء کی حرم ہونے کا شرف عطا کیا۔ ❶

وفات ۲۳ ہجری اور تدفین جنت البقیع مدینہ منورہ میں ہوئی۔ ام المومنین سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا مکان سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مکان کے پہلو میں تھا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے مکانات مسجد نبوی کی تعمیر سے فراغت کے بعد ایک ہی وقت میں ایک ہی شکل میں تعمیر فرمائے تھے۔ ❷

((عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ، فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ وَ كَانَ يُقْسِمُ لِكُلِّ امْرَأَةٍ مِّنْهُنَّ يَوْمَهَا وَ لَيْلَتَهَا، غَيْرَ أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ رضی اللہ عنہا وَهَبَتْ يَوْمَهَا وَ لَيْلَتَهَا لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ تَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ رِضَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.)) ❸

---

❶ المعارف ابن قتيبه، ص: ۱۳۳۔ صحابه کے مکانات، ص: ۲۸.

❷ اخبار مدينة الرسول ﷺ، ص: ۷۳۔ وفاء الوفا: ۴۵۹/۲.

❸ صحيح بخاری، كتاب الهبة و فضلها، باب هبة المرأة لغير زوجها و عتقها، الرقم: ۲۴۵۳۔ و كتاب الشهادات، باب فی المشكلات، الرقم: ۲۵۴۲۔ سنن ابو داود، كتاب النكاح، باب فی القسم بين النساء، الرقم: ۲۱۳۸۔ سنن النسائی الكبرى: ۲۹۲/۵، الرقم: ۸۹۲۳.

''سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواجِ مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالتے کہ آپ ﷺ کے ساتھ جانے کے لیے کس کے نام قرعہ نکلتا ہے اور آپ ﷺ نے ان کے درمیان ایک رات دن کی باری مقرر فرمائی ہوئی تھی، ماسوائے حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے کہ انہوں نے اپنی باری ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دی ہوئی تھی اور اس سے ان کا مقصود حضور نبی اکرم ﷺ کی رضامندی تھی۔''

علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد یہ وہ پہلی خاتون ہیں جن سے آپ نے شادی فرمائی اور تقریباً تین سال وہ آپ کے گھر اکیلی رہیں، پھر آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ یہ بہت بزرگ، عظیم الشان، سمجھدار، سردار قسم کی بڑے قد و کاٹھ اور بھاری جسامت والی خاتون تھیں۔ آخری دَور میں انہی نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ ہبہ کر دی تھی تا کہ رسول اللہ ﷺ مزید خوش ہوں۔'' ❶

۳۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی زوجہ اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دختر نیک اختر ہیں۔

سن ۱۱ نبوی کو سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کا بلا رخصتی نکاح ہوا۔ ❷

آپ رضی اللہ عنہا ۹ سال آنحضرت ﷺ کی صحبت میں رہیں۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد اڑتالیس سال زندہ رہ کر ۶۶ سال کی عمر میں ۵۷ ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ ❸

---

❶ سير اعلام النبلاء: ۲/۲٦٥، ۲٦٦.

❷ بخاری و مسلم بحواله زرقانی، ج: ۳.

❸ اہل بیت کا تعارف از ابو ریحان فاروقی، ص: ۱۴.

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مردوں میں سے بہت سے لوگ کمال کو پہنچے مگر عورتوں میں مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم کے علاوہ کوئی کمال کو نہ پہنچا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسی ثرید کو تمام کھانوں پر۔'' ❶

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دو ہزار دو سو دس (۲۲۱۰) احادیث مروی ہیں۔ ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو رخصتی کے وقت ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی (جو کہ ۵۰۰ درہم بنتے ہیں) حق مہر ادا فرمایا تھا۔ ❸

عبداللہ بن یزید ہذلی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ جب سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے گھروں کو منہدم کرنے کا حکم دیا تو اس وقت میں نے دیکھا کہ سارے مکانات گھاس پھُس کے ہیں اور ان کی دیواریں کھجور کی ٹہنیاں کھڑی کر کے قائم کی گئی ہیں جن پر مٹی چڑھائی ہوئی ہے میں نے شمار کیا تو کل نو کمرے تھے اور ان کمروں کے ساتھ چھوٹے آنگن تھے اور یہ سب کے سب سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مکان اور باب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد والے اس دروازے کے درمیان واقع تھے جہاں آج اسماء بنت حسین رضی اللہ عنہا کا گھر واقع ہے۔ ❹

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ایک لمبی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا: مجھے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے تکلیف مت پہنچاؤ! عائشہ کے علاوہ اور کسی بیوی کے بستر پر مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا یا رسول اللہ! آپ کو ایذا رسانی پر میں اللہ تعالیٰ کے حضور معافی مانگتی ہوں پھر

---

❶ صحيح بخاری، كتاب المناقب، رقم: ٣٤١١.

❷ سير اعلام النبلاء: ١٣٩/٢.

❸ صحيح مسلم، رقم: ١٤٢٦۔ أنساب الأشراف: ٤٤/٢.

❹ وفاء الوفا: ٤/٢.

انہوں نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا انہوں نے آپ سے بات کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیٹی! کیا تمہیں اس سے محبت نہیں جس سے میں محبت کرتا ہوں؟ انہوں نے فرمایا (کیوں نہیں) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم عائشہ سے محبت کیا کرو۔ ❶

سیّدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: اے عائشہ! یہ جبریل علیہ السلام ہیں وہ تمہیں سلام پیش کر رہے ہیں۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا جبرئیل پر بھی سلام اور اللہ کی رحمت ہو۔ انہوں نے بتایا آپ جو کچھ دیکھ رہے تھے وہ میں تو نہیں دیکھ سکتی تھی۔ ❷

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا:

((إِنِّي لَأَعْلَمُ إِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً وَإِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبَى . قَالَتْ فَقُلْتُ: مِنْ أَيْنَ تَعْرِفُ ذَلِكَ؟ فَقَالَ: أَمَّا إِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً فَإِنَّكِ تَقُولِينَ: لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ وَإِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبَى قُلْتِ: لَا وَرَبِّ إِبْرَاهِيمَ قَالَتْ: قُلْتُ: أَجَلْ وَاللّٰهِ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا أَهْجُرُ إِلَّا اسْمَكَ .)) ❸

''میں بخوبی جان لیتا ہوں جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو اور جب ناراضی کا اظہار کرتی ہو۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یہ بات آپ کس طرح معلوم کر لیتے ہیں؟ چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو تو کہتی ہو کہ رب محمد کی قسم! اور جب تم ناخوش ہوتی ہو تو کہتی ہو رب ابراہیم کی قسم! وہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! اس وقت میں

---

❶ صحيح بخاری، كتاب المناقب، رقم: ٣٧٧٥.

❷ صحيح بخاری، كتاب المناقب: رقم: ٣٧٦٨.

❸ صحيح بخاری، كتاب الادب، رقم: ٦٠٧٨ـ صحيح مسلم، رقم: ٢٤٣٩.

صرف آپ کا نام ہی چھوڑتی ہوں۔''

((عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ إِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَيَتَعَذَّرُ فِي مَرَضِهِ أَيْنَ أَنَا الْيَوْمَ؟ أَيْنَ أَنَا غَدًا؟ اسْتِبْطَاءً لِيَوْمِ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَلَمَّا كَانَ يَوْمِي قَبَضَهُ اللّٰهُ بَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي وَدُفِنَ فِي بَيْتِي.)) ❶

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ مرضِ الموت میں میری باری طلب کرنے کے لیے پوچھتے کہ میں آج کہاں رہوں گا؟ کل میں کہاں رہوں گا؟ پھر جس دن میری باری تھی آپ ﷺ کا سر مبارک میری گود میں تھا کہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کی روح پاکیزہ قبض کر لی اور میرے گھر میں ہی آپ ﷺ مدفون ہوئے۔''

((عَنْ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ اسْتَأْذَنَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَبْلَ مَوْتِهَا عَلَى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا وَهِيَ مَغْلُوبَةٌ قَالَتْ أَخْشَى أَنْ يُثْنِيَ عَلَيَّ فَقِيلَ ابْنُ عَمِّ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَمِنْ وُجُوهِ الْمُسْلِمِينَ قَالَتْ ائْذَنُوا لَهُ فَقَالَ كَيْفَ تَجِدِينَكِ قَالَتْ بِخَيْرٍ إِنِ اتَّقَيْتُ قَالَ فَأَنْتِ بِخَيْرٍ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ زَوْجَةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يَنْكِحْ بِكْرًا غَيْرَكِ وَنَزَلَ عُذْرُكِ مِنَ السَّمَاءِ وَدَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہما خِلَافَهُ فَقَالَتْ دَخَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما فَأَثْنَى عَلَيَّ وَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًّا)) ❷

''امام ابن ابی ملیکہ کا بیان ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور انہوں) نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اندر آنے کی اجازت مانگی جبکہ وہ اس وقت عالم نزع میں تھیں۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مجھے ڈر ہے کہ یہ میری تعریف کریں گے۔ حاضرین نے

---

❶ صحيح بخاری، رقم: ١٣٢٣، مسلم، رقم: ٢٤٤٣.

❷ صحيح البخاری، كتاب التفسير، رقم: ٤٧٥٣.

کہا: یہ تو حضور نبی اکرم ﷺ کے چچا زاد اور سرکردہ مسلمانوں میں سے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: اچھا انہیں اجازت دے دو۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ جواب دیا: اگر پرہیزگار ہوں تو بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا: ان شاء اللہ بہتر ہی رہے گا کیونکہ آپ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں اور آپ کے سوا انہوں نے کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں کیا اور آپ کی براءت آسمان سے نازل ہوئی تھی۔ ان کے بعد سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اندر آئے تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آئے تھے وہ میری تعریف کر رہے تھے اور میں یہ چاہتی ہوں کہ کاش! میں گمنام ہوتی۔''

((عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا لَا تُمْسِكُ شَيْئًا مِّمَّا جَاءَهَا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِلَّا تَصَدَّقَتْ بِهٖ.)) ❶

''جناب عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اللہ تعالیٰ کے رزق میں سے جو بھی چیز آتی وہ اسے اپنے پاس نہ روکے رکھتیں بلکہ اسی وقت (کھڑے کھڑے) اس کا صدقہ فرما دیتیں۔''

((عَنْ اَنَسٍ اَنَّ جَارًا لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَارِسِيًّا كَانَ طَيِّبَ الْمَرَقِ فَصَنَعَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ جَآءَ يَدْعُوهُ فَقَالَ وَهٰذِهٖ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَقَالَ لَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا فَعَادَ يَدْعُوهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهٰذِهٖ قَالَ لَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا ثُمَّ عَادَ يَدْعُوهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهٰذِهٖ قَالَ نَعَمْ فِي الثَّالِثَةِ فَقَامَا يَتَدَافَعَانِ حَتّٰى اَتَيَا مَنْزِلَهُ.)) ❷

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا ایک فارسی پڑوسی بہت

---

❶ صحيح البخاری، رقم: ٣٣١٤.

❷ صحيح مسلم، رقم: ٢٠٣٧ـ مسند احمد، رقم: ١٢٢٦٥.

اچھا سالن بناتا تھا، پس ایک دن اس نے نبی اکرم ﷺ کے لیے سالن بنایا، پھر آپ ﷺ کو دعوت دینے کے لیے حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اور یہ بھی یعنی عائشہ (بھی میرے ساتھ مدعو ہے یا نہیں) تو اس نے عرض کیا: نہیں، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں (میں نہیں جاؤں گا) اس شخص نے دوبارہ آپ ﷺ کو دعوت دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بھی (یعنی عائشہ بھی) تو اس آدمی نے عرض کیا: نہیں، تو آپ ﷺ نے پھر انکار فرما دیا۔ اس شخص نے سہ بارہ آپ ﷺ کو دعوت دی، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بھی، اس نے عرض کیا: ہاں یہ بھی، پھر دونوں (یعنی آپ ﷺ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) ایک دوسرے کو تھامتے ہوئے اٹھے اور اس شخص کے گھر تشریف لے گئے۔''

دنیا اور آخرت میں نبی کریم ﷺ کی بیوی اور مومنوں کی ماں ہونے کا اعزاز:

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فضائل میں یہ بھی ایک بہت بڑی فضیلت ہے کہ آپ کو قرآن حکیم نے امت کے مومنوں کی ماں قرار دیا ہے۔ سورۂ احزاب میں اللہ کریم ارشاد فرماتے ہیں کہ

﴿وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ﴾ (الاحزاب: ٦)

''اور رسول اللہ ﷺ کی بیویاں امت کی مائیں ہیں۔''

((عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ جِبْرِيلَ جَاءَ بِصُورَتِهَا فِي خِرْقَةِ حَرِيرٍ خَضْرَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ هَذِهِ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ)) [1]

''سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جبریل امین علیہ السلام ریشم کے سبز کپڑے

---

[1] سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ ﷺ، باب من فضل عائشة، رقم: ٣٨٨٠ صحیح ابن حبان: ١٦/٦، رقم: ٧٠٩٤۔ مسند اسحاق بن راهویه: ٦٤٩/٣، الرقم: ١٢٣٧۔ سیر اعلام النبلاء: ١٤٠/٢، ١٤١۔ امام ترمذی نے اسے ''حسن'' اور ابن حبان نے ''صحیح'' کہا ہے۔

میں (لپٹی ہوئی) ان کی تصویر لے کر نبی اکرم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! یہ دنیا و آخرت میں آپ کی اہلیہ ہیں۔''

فقہ الحدیث کی عالمہ:

سیّدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((مَا أَشْكَلَ عَلَيْنَا أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثٌ قَطُّ فَسَأَلْنَا عَائِشَةَ إِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْمًا .)) ❶

''ہم رسول اللہ ﷺ کے صحابہ پر جب بھی کسی حدیث میں اشکال ہوا تو ہم نے سیدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے پوچھا اور ان کے پاس اس کے بارے میں علم پایا۔''

((عَنْ عَطَاءَ قَالَ: كَانَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا اَفْقَهُ النَّاسِ وَ اَعْلَمُ النَّاسِ وَ اَحْسَنُ النَّاسِ رَأْيًا فِي الْعَامَّةِ .)) ❷

''حضرت عطا بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تمام لوگوں سے بڑھ کر فقیہہ اور تمام لوگوں سے بڑھ کر عالمہ اور تمام لوگوں سے بڑھ کر روزمرہ معاملات میں اچھی رائے رکھنے والی تھیں۔''

((عن الزهري اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَوْ جُمِعَ عِلْمُ نِسَاءِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ فِيهِنَّ اَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ عِلْمُ عَائِشَةَ اَكْثَرَ مِنْ عِلْمِهِنَّ .)) ❸

''امام زہری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر جملہ ازواج

---

❶ سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول الله ﷺ، باب من فضل عائشة، رقم: ٣٨٨٣ و قال ابو عیسی هذا حدیث حسن صحیح۔ سیر اعلام النبلاء: ١٧٩/٢۔ تهذیب الکمال: ٤٢٣/١٢۔ صفوة الصفوة: ٣٢/٢۔ الاصابة: ١٨/٨.

❷ المستدرك للحاكم: ١٥/٤، الرقم: ٦٧٤٨۔ سیر اعلام النبلاء: ١٨٥/٢۔ تهذیب التهذیب: ٤٦٣/١٢۔ تهذیب الکمال: ٢٣٤/٣٥۔ الاستیعاب: ١٨٨٣/٤۔ الاصابة: ١٨/٨.

❸ المعجم الکبیر: ١٨٤/٢٣، الرقم: ٢٩٩۔ السنة للخلال: ٤٧٦/٢۔ تهذیب التهذیب: ٤٦٣/١٢۔ تهذیب الکمال: ٢٣٥/٣٥۔ صفوة الصفوة: ٣٣/٢۔ سیر اعلام النبلاء: ١٨٥/٢۔ مجمع الزوائد: ٢٤٣/٩۔ و قال رجال هذا الحدیث ثقات.

مطہرات سمیت اس امت کی تمام عورتوں کے علم کو جمع کر لیا جائے تو عائشہ کا علم ان سب کے علم سے زیادہ ہے۔''

رسول اللہ ﷺ کو بہت زیادہ محبوب:

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فِيْ رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِفَاطِمَةَ: إِنَّهَا (أَيْ عَائِشَةَ) حِبَّةُ أَبِيكِ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ ..... الحديث .)) ❶

''سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک طویل حدیث میں روایت کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا: رب کعبہ کی قسم! بے شک عائشہ تمہارے والد کو بہت زیادہ محبوب ہے۔''

مشہور تابعی مسروق بن الاجدع الکوفی رحمہ اللہ نے فرمایا:

((حَدَّثَتْنِي الصِّدِّيْقَةُ بِنْتُ الصِّدِّيْقِ ، حَبِيْبَةُ حَبِيْبِ اللّٰهِ ، الْمُبَرَّأَةُ)) ❷

''مجھے صدیق کی بیٹی (عائشہ) نے حدیث بیان کی (جو) اللہ کے حبیب کی حبیبہ ہیں (اور) پاک دامن ہیں۔''

عاجزی وانکساری:

((عَنْ ذَكْوَانَ حَاجِبِ عَائِشَةَ أَنَّهُ جَاءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما يَسْتَأْذِنُ عَلَى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا ..... فَقَالَتْ: ائْذَنْ لَهُ إِنْ شِئْتَ ، قَالَ: فَأَدْخَلْتُهُ فَلَمَّا جَلَسَ ، قَالَ أَبْشِرِي ، فَقَالَتْ: أَيْضًا ، فَقَالَ: مَا بَيْنَكِ وَ بَيْنَ أَنْ تَلْقَيْ مُحَمَّدًا ﷺ وَالْأَحِبَّةَ إِلَّا أَنْ تَخْرُجَ الرُّوحُ مِنْ الْجَسَدِ كُنْتِ أَحَبَّ نِسَاءِ رَسُولِ ﷺ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

---

❶ سنن ابو داود، کتاب الادب، باب فی الانتصار: ٤/٢٧٤، الرقم: ٤٨٩٨۔ مجمع الزوائد: ٤/٣٢٢.

❷ مسند احمد: ٦/٢٤١، رقم: ٢٦٠٤٤۔ شیخ حمزہ زین نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

وَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُحِبُّ إِلَّا طَيِّبًا وَسَقَطَتْ قِلَادَتُكِ لَيْلَةَ الْأَبْوَاءِ فَأَصْبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى يُصْبِحَ فِي الْمَنْزِلِ وَأَصْبَحَ النَّاسُ لَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾ (النساء: ٤٣) فَكَانَ ذَلِكَ فِي سَبَبِكِ، وَمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ مِنَ الرُّخْصَةِ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ بَرَاءَتَكِ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمَوَاتٍ جَاءَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ فَأَصْبَحَ لَيْسَ لِلَّهِ مَسْجِدٌ مِنْ مَسَاجِدِ اللّٰهِ يُذْكَرُ اللّٰهُ فِيهِ إِلَّا يُتْلَى فِيهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ فَقَالَتْ دَعْنِي مِنْكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًّا)) [1]

''حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ جو کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دربان تھے، روایت کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملنے کی اجازت طلب کرنے کے لیے تشریف لائے .....تو انہوں نے فرمایا: اگر تم چاہتے ہو تو انہیں اجازت دے دو، راوی بیان کرتے ہیں پھر میں انہیں اندر لے آیا پس جب وہ بیٹھ گئے تو عرض کرنے لگے: اے ام المومنین! آپ کو خوشخبری ہو، آپ نے جواباً فرمایا: اور تمہیں بھی خوشخبری ہو، پھر انہوں نے عرض کیا: آپ کی اور آپ کے محبوب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات میں سوائے آپ کی روح کے قفس عنصری سے پرواز کرنے کے کوئی چیز مانع نہیں ہے۔ آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام ازواجِ مطہرات سے بڑھ کر عزیز تھیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سوائے پاکیزہ چیز کے کسی کو پسند نہیں فرماتے تھے، اور ابواء والی رات آپ کے گلے کا ہار گر گیا تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح تک گھر نہ پہنچے اور جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صبح اس

---

[1] مسند احمد بن حنبل: ١/٢٧٦، الرقم: ٢٤٩٦۔ صحيح ابن حبان: ١٦/٤١، ٤٢، الرقم: ٧١٠٨۔ المعجم الكبير: ١٠/٣٢١، الرقم: ١٠٧٨٣۔ مسند ابو يعلى: ٥/٥٧٦٥، الرقم: ٢٦٤٨.

حال میں کی کہ ان کے پاس وضو کرنے کے لیے پانی نہیں تھا تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے آیت تیمّم نازل فرمائی ''پس تیمّم کرو پاکیزہ مٹی کے ساتھ۔'' (النساء: ٤٣) اور یہ سارا آپ کے سبب ہوا اور یہ جو رخصت اللہ تعالیٰ نے تیمّم کی شکل میں نازل فرمائی یہ بھی آپ کی بدولت نصیب ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی براءت سات آسمانوں کے اوپر سے نازل فرمائی جسے جبریل امین علیہ السلام لے کر نازل ہوئے پس اب اللہ تعالیٰ کی مساجد میں سے کوئی مسجد ایسی نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاتا ہے جس میں اس (آیت براءت) کی رات دن تلاوت نہ ہوتی ہو۔ یہ سن کر انہوں نے فرمایا: اے ابن عباس! بس کرو میری اور تعریف نہ کرو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مجھے یہ پسند ہے کہ میں کوئی بھولی بسری چیز ہوتی۔''

جبریل علیہ السلام کا سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھوڑے کی گردن پر اپنا دست اقدس رکھا ہوا ہے اور ایک آدمی سے کلام فرما رہے ہیں، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے دحیہ کلبی کے گھوڑے کی گردن پر اپنا دست اقدس رکھا ہوا ہے اور ان سے کلام فرما رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا واقعی تم نے یہ منظر دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ جبریل علیہ السلام تھے اور وہ تجھے سلام پیش کرتے ہیں، انہوں نے عرض کیا: اور ان پر بھی سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکتیں ہوں، اور اللہ تعالیٰ دوست اور مہمان کو جزائے خیر عطا فرمائے، پس کتنا ہی اچھا دوست (حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس) اور کتنا ہی اچھا مہمان (جبریل علیہ السلام) ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں دعا:

((عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا ، أَنَّهَا قَالَتْ : لَمَّا رَأَيْتُ مِنَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طِيبَ نَفْسٍ ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، ادْعُ اللّٰهَ لِي ، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ ، اغْفِرْ

لِـعَـائِشَةَ مَـا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنبِهَا وَمَا تَأَخَّرَ ، مَا أَسَرَّتْ وَمَا أَعْلَنَتْ ، فَـضَـحِـكَـتْ عَـائِشَةُ حَتّٰى سَـقَـطَ رَأْسُهَـا فِي حِجْرِهَـا مِنَ الضِّحْكِ ، قَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَيَسُرُّكِ دُعَائِي؟ فَقَالَتْ: وَمَا لِي لاَ يَسُرُّنِي دُعَاؤُكَ ، فَقَالَ ﷺ: وَاللّٰهِ إِنَّهَا لَدُعَائِي لِأُمَّتِي فِي كُلِّ صَلاَةٍ .)) ❶

''سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشگوار حالت میں دیکھا تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے میرے حق میں دُعا فرمائیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! عائشہ کے اگلے پچھلے، ظاہری و باطنی، تمام گناہ معاف فرما یہ سن کر سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اتنا ہنسیں کہ ان کا سر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود مبارک میں آ پڑا۔ اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میری دعا تمہیں اچھی لگی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ کی دعا مجھے اچھی نہ لگے، پھر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! بے شک ہر نماز میں میری یہ دعا میری امت کے لیے خاص ہے۔''

مفسرۂ قرآن:

((عَنْ عُرْوَةَ رضی اللہ عنہ قَـالَ: مَا رَأَيْتُ اَحَدًا مِّنَ النَّاسِ اَعْلَمَ بِالْقُرْآنِ وَ لَا بِـفَرِيْضَةٍ وَّ لَا بِحَلَالٍ وَ لَا بِشِعْرٍ وَ لَا بِحَدِيْثِ الْعَرَبِ وَ لَا بِنَسَبٍ مِّنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا .)) ❷

''حضرت عروہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے لوگوں میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو قرآن مجید، فرائض، حلال و حرام، شعر، عربوں کی

---

❶ صحيح ابن حبان: ٤٨/٦، الرقم: ٧١١١ـ المستدرك للحاكم: ١٣/٤، الرقم: ٦٧٣٨ـ مصنف ابن ابی شيبة: ٣٩٠/٦، الرقم: ٣٢٢٨٥ـ مسند الفردوس: ٤٩٨/١، الرقم: ٢٠٣٢ـ سير اعلام النبلاء: ١٤٥/٢ـ مجمع الزوائد: ٢٤٣/٩.

❷ حلية الاولياء: ٤٩/٢، ٥٠ـ صفوة الصفوة: ٣٢/٢.

روایات اور نسب کا عالم نہیں دیکھا۔''

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا صدقہ وخیرات تقسیم کرنا:

((عَنْ أُمِّ ذَرَّةَ رضی اللہ عنہا وَ كَانَتْ تَغْشٰى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا ، قَالَتْ: بَعَثَ ابْنُ الزُّبَيْرِ إِلَيْهَا بِمَالٍ فِيْ غَرَارَتَيْنِ ثَمَانِيْنَ أَوْ مِائَةَ أَلْفٍ فَدَعَتْ بِطَبَقٍ وَ هِيَ يَوْمَئِذٍ صَائِمَةٌ فَجَلَسَتْ تَقْسِمُ بَيْنَ النَّاسِ فَأَمْسَتْ وَ مَا عِنْدَهَا مِنْ ذٰلِكَ دِرْهَمٌ فَلَمَّا أَمْسَتْ ، قَالَتْ: يَا جَارِيَةُ ، هَلُمِّيْ فِطْرِيْ فَجَاءَتْهَا بِخُبْزٍ وَ زَيْتٍ ، فَقَالَتْ لَهَا أُمُّ ذَرَّةَ: أَمَا اسْتَطَعْتِ مِمَّا قَسَمْتِ الْيَوْمَ أَنْ تَشْتَرِيْ لَنَا لَحْمًا بِدِرْهَمٍ نُفْطِرُ عَلَيْهِ ، قَالَتْ: لَا تُعَنِّفِيْنِيْ ، لَوْ كُنْتِ ذَكَّرْتِيْنِيْ لَفَعَلْتُ .))[1]

''حضرت ام ذرہ، جو کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ تھیں، بیان کرتی ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے دو تھیلیوں میں آپ کو اسی ہزار یا ایک لاکھ کی مالیت کا مال بھیجا، آپ نے (مال رکھنے کے لیے) ایک تھال منگوایا اور آپ اس دن روزے سے تھیں، آپ وہ مال لوگوں میں تقسیم کرنے کے لیے بیٹھ گئیں، پس شام تک اس مال میں سے آپ کے پاس ایک درہم بھی نہ بچا، جب شام ہوگئی تو آپ نے فرمایا: اے لڑکی! میرے افطار کے لیے کچھ لاؤ، وہ لڑکی ایک روٹی اور تھوڑا سا گھی لے کر حاضر ہوئی، پس ام ذرہ نے عرض کیا: کیا آپ نے جو مال آج تقسیم کیا ہے اس میں سے ہمارے لیے ایک درہم کا گوشت نہیں خرید سکتی تھیں جس سے آج ہم افطار کرتے! سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اب مجھے اس لہجے میں شکایت نہ کرو اگر اس وقت (جب میں مال تقسیم کر رہی تھی) تم نے مجھے یاد کرایا ہوتا تو شاید میں (تمہارے لیے) ایسا کر لیتی۔''

---

[1] حلية الاولياء: ٤٧/٢ـ الزهد لهناد: ٣٣٧/١، ٣٣٨ـ سير اعلام النبلاء: ١٨٧/٢ـ الطبقات الكبرى: ٦٧/٨.

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا امہات المومنین سے محبت کرنا:

((عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: بَعَثَ مُعَاوِيَةُ رضی اللہ عنہ اِلٰى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا بِطَوْقٍ مِّنْ ذَهَبٍ فِيْهِ جَوْهَرٌ قُوِّمَ بِمِائَةِ أَلْفٍ، فَقَسَّمَتْهُ بَيْنَ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم .)) ❶

''حضرت عطا سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سونے کا ہار بھیجا جس میں ایک ایسا جوہر لگا ہوا تھا جس کی قیمت ایک لاکھ درہم تھی، پس آپ نے وہ قیمتی ہار تمام امہات المومنین میں تقسیم فرما دیا۔''

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خشیت الٰہی:

((عَنْ عُرْوَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا كَانَتْ تَسْرُدُ الصَّوْمَ . وَ عَنِ الْقَاسِمِ، اَنَّ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا كَانَتْ تَصُوْمُ الدَّهْرَ وَ لَا تُفْطِرُ اِلَّا يَوْمَ اَضْحٰى اَوْ يَوْمَ فِطْرٍ .

وَ فِيْ رِوَايَةٍ عَنْهُ: قَالَ: كُنْتُ اِذَا غَدَوْتُ اَبْدَأُ بِبَيْتِ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اُسَلِّمُ عَلَيْهَا، فَغَدَوْتُ يَوْمًا فَاِذَا هِيَ قَائِمَةٌ تُسَبِّحُ وَ تَقْرَأُ ﴿فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَ وَقَانَا عَذَابَ السَّمُوْمِ﴾ (الطور: ٢٧) وَ تَدْعُوْ وَ تَبْكِيْ وَ تُرَدِّدُهَا فَقُمْتُ حَتّٰى مَلَلْتُ الْقِيَامَ فَذَهَبْتُ اِلَى السُّوْقِ لِحَاجَتِيْ ثُمَّ رَجَعْتُ فَاِذَا هِيَ قَائِمَةٌ كَمَا هِيَ تُصَلِّيْ وَ تَبْكِيْ .)) ❷

''حضرت عروہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مسلسل روزہ سے ہوتی تھیں اور امام قاسم روایت کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مسلسل روزہ سے ہوتی

---

❶ الزهد لهناد: ١/٣٣٧، الرقم: ٦١٨ـ صفوة الصفوة: ٢/٢٩.

❷ مصنف عبدالرزاق: ٢/٤٥١، الرقم: ٤٠٤٨ـ شعب الايمان: ٢/٣٧٥، الرقم: ٢٠٩٢ـ كتاب الزهد: ١/١٦٤ـ و ابن الجوزى فى صفوة الصفوة: ٢/٣١.

تھیں اور صرف عید الاضحیٰ اور عید الفطر کو افطار فرماتی تھیں۔

اور ان ہی سے روایت ہے کہ میں صبح کو جب گھر سے روانہ ہوتا تو سب سے پہلے سلام کرنے کی غرض سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاتا، پس ایک صبح میں آپ کے گھر گیا تو آپ حالت قیام میں تسبیح فرما رہی تھیں اور یہ آیہ کریمہ پڑھ رہی تھیں: ''پس اللہ نے ہم پر احسان فرما دیا اور ہمیں نارِ جہنم کے عذاب سے بچا لیا۔'' (الطور: ۲۷) اور دعا کرتی اور روتی جا رہی تھیں اور اس آیت کو بار بار دہرا رہی تھی، پس میں (ان کی نماز سے فراغت کے انتظار میں) کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ میں کھڑا کھڑا تھک گیا اور اپنے کام کی غرض سے بازار چلا گیا، پھر میں واپس آیا تو میں نے دیکھا کہ آپ اسی حالت میں کھڑی نماز ادا کر رہیں ہیں اور مسلسل روئے جا رہی ہیں۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا گھر:

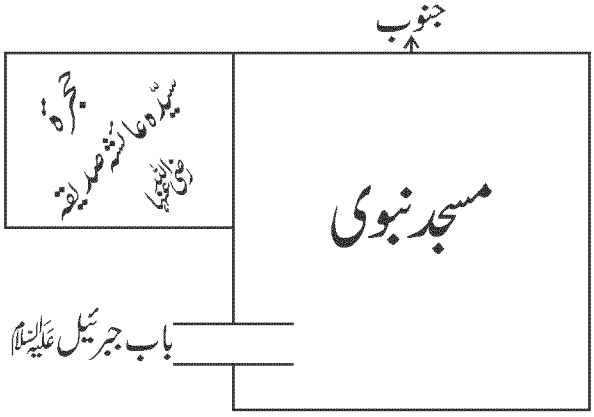

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے بہترین وہ ہیں جو میرے بعد میرے اہل بیت کے لیے بہترین ہیں۔ [1]

---

[1] مستدرك حاكم، رقم: ٥٣٥٩۔ مسند ابی یعلی، رقم: ٥٩٢٤۔ السنة لابن ابی عاصم، رقم: ١٤١٤.

((عَنْ أَبِی حُمَیْدٍ السَّاعِدِیُّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُمْ قَالُوا یَا رَسُولَ اللّٰهِ کَیْفَ نُصَلِّی عَلَیْكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قُولُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَی مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّیَّتِهِ کَمَا بَارَکْتَ عَلَی آلِ إِبْرَاهِیمَ إِنَّكَ حَمِیدٌ مَجِیدٌ.)) ❶

''جناب ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں؟ پس رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم کہو: اے اللہ محمد اور ان کی ازواج و ذریت پر رحمتیں نازل فرما، جیسا کہ تو نے ابراہیم پر برکات نازل فرمائیں، بے شک تو تعریف والا، بزرگی والا ہے۔''

اہل علم کے اقوال:

حافظ ذہبی رحمہ اللہ ''سیر اعلام النبلاء'' میں ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ نے ان کے سوا کسی کنواری عورت سے شادی نہیں کی اور نہ کسی دوسری بیوی سے ان جیسی محبت کی۔ امت محمدیہ بلکہ سب عورتوں میں ان سے بڑھ کر کوئی عالم عورت پیدا نہیں ہوئی۔'' ❷

''حضرت مسروق رحمہ اللہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کوئی حدیث بیان کرتے تو یوں فرماتے: ''مجھے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے محبوب کی سب سے محبوب بیوی تھیں، جن کی براءت سات آسمانوں کے اوپر سے نازل ہوئی۔ لہٰذا مجھے ان کی بات میں ذرّہ بھر بھی شک نہیں۔'' ❸

۴۔ ام المومنین سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا:

سیّدہ حفصہ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کا نکاح ۳ ہجری کو ہوا اور قرآن حکیم کی زبان میں ﴿وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ﴾ (الاحزاب: ٦) میں مومنوں کی ماں

---

❶ صحیح بخاری، رقم: ۳۱۸۹۔ صحیح مسلم، رقم: ٤٠٧۔ موطا امام مالك، رقم: ۳۹۵.

❷ سیر اعلام النبلاء: ❸ سیر اعلام النبلاء: ۲/۱۸۱.

قرار پائیں۔

سیّدنا سعید بن المسیب رحمہ اللہ کو جب علم ہوا کہ ازواج مطہرات کے گھر گرا دیئے گئے تو حسرت سے کہنے لگے اللہ کی قسم! میری خواہش تھی کہ ان گھروں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جاتا تا کہ مدینے کی نئی پود آتی یا باہر سے کوئی آنے والا آتا تو دیکھتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس تھوڑی مقدار پر قناعت کی جس کا فائدہ یہ ہوتا کہ اونچی اونچی عمارتوں پر فخر کرنے سے لوگ گریز کرتے۔ ❶

❶ وفاء الوفا: ٢/٤٦١.

سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا گھر سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے بہت قریب سمت قبلہ میں واقع تھا دونوں مکانوں کے درمیان ایک تنگ راستہ تھا جس سے بمشکل ایک آدمی گزر سکتا تھا بسا اوقات سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا دونوں اپنے اپنے گھروں سے آہستہ آہستہ بات بھی کر لیا کرتی تھیں۔ سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر کا کچھ حصہ اس وقت روضہ پاک کی جالی کے اندر اور کچھ باہر واقع ہے جہاں زائرین کھڑے ہو کر سلام عرض کرتے ہیں۔'' ❶

❶ وفاء الوفا: ٢/٥٤٣۔ خلاصة الوفاء، ص: ٢٧٩۔ صحابہ کے مکانات، ص: ٢٩.

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر کا نقشہ اور ان پر درود:

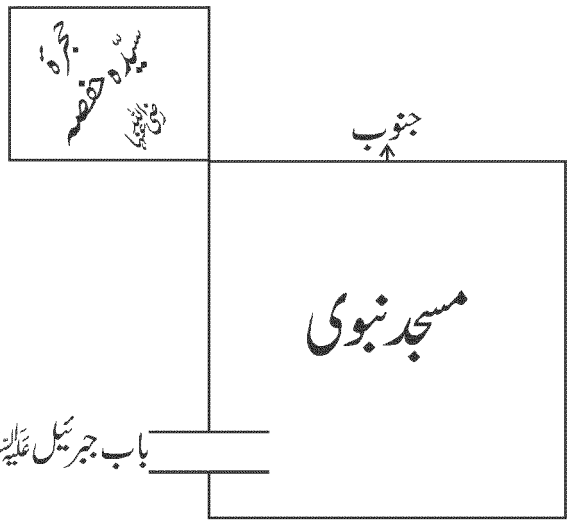

((عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَكْتَالَ بِالْمِكْيَالِ الْأَوْفَى إِذَا صَلّٰى عَلَيْنَا أَهْلَ الْبَيْتِ فَلْيَقُلْ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَ أَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.)) ❶

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس کو اچھا لگے کہ وہ پورے پیمانے کے ساتھ اپنا حق لے تو اسے چاہیے کہ وہ ہمارے اہل بیت پر درود بھیجے اور کہے کہ اے اللہ تو درود بھیج آپ ﷺ کی ازواج امہات المومنین پر اور آپ ﷺ کی ذریت پر جیسا کہ تو نے آلِ ابراہیم پر درود بھیجا بے شک تو تعریف کیا گیا بزرگی والا ہے۔''

فضائل ومناقب:

سیّدنا عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی جان سے بھی محبوب تر نہ ہو جاؤں اور میرے اہل بیت اسے اس کے اہل خانہ سے محبوب تر نہ ہو جائیں اور میری اولاد اسے اپنی اولاد سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جائے اور میری ذات اسے اپنی ذات سے محبوب تر نہ ہو جائے۔ ❷

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے جبریل علیہ السلام نے کہا ہے کہ آپ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کی طرف رجوع کر لیں بے شک وہ بہت زیادہ روزے رکھنے اور قیام کرنے والی ہیں اور بے شک وہ جنت میں بھی آپ کی اہلیہ ہوں گی۔ ❸

---

❶ سنن ابو داود، رقم: ٩٨٢۔ السنن الکبری بیهقی، رقم: ٢٦٨٦.

❷ معجم الکبیر طبرانی، رقم: ٦٤١٦۔ شعب الایمان، رقم: ١٥٠٥۔ طبرانی اوسط: ٥٧٩.

❸ مستدرك حاكم، رقم: ٦٧٥٣۔ طبرانی کبیر، رقم الحدیث: ٩٣٤۔ حلیة الاولیا لابی نعیم: ٥٠/٢۔ حاکم نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کے بارے لکھا ہے:

''بلند مرتبہ عفت مآب خاتون، امیر المومنین ابو حفص عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی، جب پہلے خاوند (حضرت خنیس بن حذافہ سہمی بدری، جو مہاجر بھی تھے) کی وفات کے بعد عدت ختم ہوئی تو ۳ ہجری میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کر لیا۔'' [1]

۵۔ ام المومنین سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا:

ام المومنین، زوجۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا نام برّہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برّہ سے تبدیل کر کے زینب رکھا تھا۔

فضائل ومناقب:

قرآن مجید میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے مومن ہونے کی گواہی دی ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا۝﴾ (الاحزاب: ٣٦)

''اور جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے میں فیصلہ کر دے، تو کسی مسلمان مرد اور عورت کے لیے اس بارے میں کوئی اور فیصلہ قبول کرنے کا اختیار باقی نہیں رہتا، اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ کھلی گمراہی میں مبتلا ہوگا۔''

اس آیت کریمہ سے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد سے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی شادی سے متعلق تفصیلات کی ابتدا ہو رہی ہے۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹے کی حیثیت دینے کی قرآن کریم میں ممانعت کر دی، جیسا کہ اسی سورت کی آیت ۴ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَ مَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ﴾ (الاحزاب: ٤)

---

[1] سير اعلام النبلاء: ٢/٢٢٧.

''اور اللہ نے تمہارے منہ بولے بیٹوں کو حقیقی بیٹے کی حیثیت نہیں دی ہے۔''

اور آیت نمبر ۵ میں فرمایا: ﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ﴾ (الاحزاب: ۵)

''اور انہیں ان کے باپوں کے نام سے پکارو۔''

تو اس ضمن میں یہ احکامات بھی صادر ہوئے کہ منہ بولا بیٹا وارث نہیں ہوگا، اور اس کی مطلقہ بیوی اس کے منہ بولے باپ کے لیے حرام نہیں ہوگی، لیکن عملی طور پر احکامات قبول کرنا ان لوگوں کے لیے آسان نہیں تھا جو زمانۂ جاہلیت سے منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹے کی حیثیت دیتے تھے۔ ضرورت تھی کہ کسی عملی مثال کے ذریعے جاہلیت کی اس قبیح عادت پر کاری ضرب لگائی جاتی۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے زینب بنت جحش کو زید بن حارثہ سے شادی کا پیغام بھیجا، تو انہوں نے معذرت کر دی کہ قریش کی ایک خاندانی عورت ایک آزاد کردہ غلام سے شادی نہیں کر سکتی، تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما، قتادہ اور مجاہد وغیرہم رحمہم اللہ نے اس آیت کا سبب نزول بیان کیا ہے۔ جب زینب کو اس کی خبر ہوئی تو فوراً شادی کی منظوری دے دی، اور شادی ہوگئی، لیکن زینب ذہنی طور پر اس شادی سے مطمئن نہیں تھیں۔ زید نے دیکھا کہ اس شادی کا کوئی فائدہ نہیں تو زینب کو طلاق دے دی، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے زینب کو طلاق دے دیئے جانے کے بعد، اُس سے خود شادی کر لی، تاکہ زمانہ جاہلیت کی قبیح عادت پر کاری ضرب لگے، جس کا ذکر آیت (۳۷) میں آیا ہے:

﴿وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اَمْسِكْ عَلَیْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَ تُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ وَ تَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ فَلَمَّا قَضٰى زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَیْ لَا یَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا۝﴾ (الاحزاب: ۳۷)

''اور جب آپ اس شخص سے کہتے تھے جس پر اللہ نے احسان کیا اور آپ نے بھی اس پر احسان کیا کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس ہی رکھو، اور اللہ سے ڈرو، اور

آپ اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے جسے اللہ ظاہر کرنا چاہتا تھا، اور آپ لوگوں سے خائف تھے، حالانکہ اللہ زیادہ حق دار تھا کہ آپ اس سے ڈرتے، پس جب زید نے اس سے اپنی ضرورت پوری کر لی، تو ہم نے اس سے آپ کی شادی کر دی، تاکہ مومنوں کے لیے ان کے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں سے شادی کرنے میں کوئی حرج باقی نہ رہے، جب وہ منہ بولے بیٹے ان بیویوں سے اپنی ضرورت پوری کر لیں، اور اللہ کے فیصلے کو بہر حال ہونا ہی تھا۔''

آیت (۳۶) کا مفہوم یہ ہے کہ کسی معاملے میں اللہ اور اس کے رسول کا حکم صادر ہو جائے تو کسی مومن مرد یا عورت کے لیے یہ اختیار باقی نہیں رہتا کہ اس کی مخالفت کرے اور اپنی یا کسی اور کی رائے پر عمل کرے، اس لیے کہ ایسا کرنا اللہ اور اس کے رسول کی سراسر نافرمانی اور کھلم کھلا گمراہی ہوگی۔

مذکورہ بالا ضروری تمہید کے بعد اللہ تعالیٰ نے سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے درمیان طلاق وفراق کا واقعہ بیان کیا اور خبر دی کہ طلاق کے بعد خود اللہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے کر دی۔

زینب ہمیشہ زید کو اپنی خاندانی شرافت کا احساس دلاتی تھیں، اور کڑوی کسیلی سناتی رہتی تھیں۔ اس لیے زید نے انہیں طلاق دے دینا چاہا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں صبر وضبط کی نصیحت کرتے تھے۔

مزید وضاحت کے لیے فرمایا کہ ﴿فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا﴾ ''جب زید نے زینب سے شادی کر کے اپنی ضرورت پوری کر لی، تو ہم نے بغیر ولی و گواہان اور بغیر مہر کے آپ کی اس سے شادی کر دی۔'' تاکہ ہمیشہ کے لیے یہ بات واضح ہو جائے کہ منہ بولے بیٹوں کی بیویوں سے ان کے شوہروں کی موت یا طلاق دے دینے کے بعد شادی کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے اور اللہ کے فیصلے کو بہر حال انجام پانا ہی تھا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے سیدنا ثابت رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

جب زینب رضی اللہ عنہا کی عدت پوری ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ((اِذْهَبْ فَاذْكُرْهَا عَلَيَّ)) ''جاؤ اور اس کے پاس میرا ذکر کرو'' وہ چلے گئے حتیٰ کہ ان کے پاس پہنچ گئے اور وہ اس وقت آٹا گوندھ رہی تھیں، زید کہتے ہیں کہ جب میں نے انہیں دیکھا تو میرے سینے میں ان کی دھاک بیٹھ گئی حتیٰ کہ میں ان کی طرف دیکھ نہ سکا اور میں نے (دل میں) کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں یاد فرمایا ہے، فوراً میں نے ان کی طرف اپنی پشت کر لی اور واپس مڑتے ہوئے میں نے کہا: زینب تمہارے لیے خوشخبری ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا ہے، آپ ﷺ تمہیں یاد فرماتے ہیں، انہوں نے جواب دیا کہ میں کچھ نہیں کروں گی جب تک اپنے رب تعالیٰ سے مشورہ نہ کرلوں، وہ اپنی مسجد کی طرف گئیں، ادھر قرآن نازل ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں اجازت کے بغیر تشریف لے آئے، مجھے یاد ہے کہ سیدہ زینب جب رسول اللہ ﷺ کے حبالۂ عقد میں آئیں اور آپ نے ہمیں دعوت ولیمہ میں روٹی اور گوشت کھلایا تو لوگ کھانے سے فارغ ہو کر چلے گئے، البتہ کچھ لوگ کھانے کے بعد بھی گھر میں بیٹھے باتیں کرتے رہے، رسول اللہ ﷺ گھر تشریف لے گئے، میں بھی آپ کے پیچھے تھا، آپ نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجروں میں جا کر انہیں سلام کیا اور وہ پوچھ رہی تھیں: اے اللہ کے رسول! آپ نے اپنی اہلیہ کو کیسا پایا؟ مجھے نہیں معلوم کہ میں نے آپ کو بتایا یا کسی اور نے کہ لوگ چلے گئے ہیں۔ تو آپ ﷺ تشریف لے آئے اور اپنے گھر میں داخل ہو گئے، میں بھی اندر داخل ہونے لگا مگر میرے اور آپ کے درمیان پردہ کر دیا گیا، حجاب سے متعلق حکم نازل کر دیا گیا اور لوگوں کو یہ نصیحت کر دی گئی کہ:

﴿لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَ لٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَ لَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ وَ اللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ﴾ (الاحزاب: ٥٣)

''پیغمبر کے گھروں میں نہ جایا کرو مگر اس صورت میں کہ تم کو کھانے کی اجازت دی جائے اس حال میں کہ اس کے پکنے کا انتظار کرنے والے نہ ہو اور لیکن جب تم بلائے جاؤ، پھر جب تم کھا چکو تو منتشر ہو جاؤ اور باتوں میں دل لگا کر مت بیٹھے رہو بلاشبہ تمہاری یہ بات نبی کو ایذا دیتی ہے تو وہ تم سے شرم کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا۔'' ❶

امام بخاری رحمہ اللہ نے انہی انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ازواج مطہرات پر فخر کرتے ہوئے کہا کرتی تھیں کہ تمہاری شادی تمہارے گھر والوں نے کی مگر میری شادی اللہ نے ساتوں آسمانوں کے اوپر کی ہے۔ ❷

ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اَسْرَعُکُنَّ لِحَاقًا بِیْ اَطْوَلُکُنَّ یَدًا))

''تم میں جس کے لمبے ہاتھ ہیں وہ مجھے سب سے پہلے ملے گی۔''

وہ فرماتی ہیں کہ ہم سب میں زینب کے ہاتھ لمبے تھے۔ اس لیے کہ وہ اپنے ہاتھ سے کام کرتی اور اللہ کی راہ میں خرچ کرتی تھیں۔ ❸

طبرانی میں راشدین سعد الحبرانی سے روایت مروی ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوئے اور آپ کے ساتھ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اچانک دیکھا کہ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نماز پڑھ رہی ہیں اور اپنی نماز میں دعا کر رہی ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''یہ بڑی اللہ سے ڈرنے والی خاتون ہے۔'' ❹

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرماتی ہیں کہ میں

---

❶ مسند احمد: ۱۹۵/۳، ۱۹۶۔ صحیح مسلم، کتاب النکاح، رقم: ۱۴۲۸۔ سنن نسائی، کتاب النکاح، رقم: ۳۲۵۳۔ السنن الکبری ۴۳۳/۶، رقم: ۱۱۴۱۰، ۱۱۴۱۱.

❷ صحیح بخاری، کتاب التوحید، رقم: ۷۴۲۰.

❸ صحیح ابن حبان، رقم: ۳۳۱۲.

❹ مجمع الزوائد: ۲۷۴/۹.

نے سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا سے

(۱) زیادہ دین دار (۲) اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والی

(۳) سچ بات کہنے والی (۴) صلہ رحمی کرنے والی

(۵) اور صدقہ خیرات کرنے والی کوئی عورت نہیں دیکھی۔

(۶) اور نہ ان سے زیادہ تواضع کرنے والی عورت دیکھی ہے اس عمل میں جس کے ذریعے وہ صدقہ کرتیں اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتی تھیں۔ ❶

سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی بہن سیّدہ حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کی شادی سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوئی۔ ❷

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے اہل بیت کی مثال سیّدنا نوح علیہ السلام کی کشتی کی سی ہے جو اس میں سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا اور جو اس سے پیچھے رہ گیا وہ غرق ہو گیا۔ ❸

((عَنْ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: ذُكِرَ تَزْوِيْجُ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ رضی اللہ عنہا عِنْدَ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم أَوْلَمَ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْ نِّسَائِهٖ مَا أَوْلَمَ عَلَيْهَا، أَوْلَمَ بِشَاةٍ.)) ❹

''سیّدنا ثابت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کے پاس سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے نکاح کا ذکر ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

---

❶ صحيح مسلم، رقم الحديث: ٢٤٤٢۔ سنن الكبرى للبيهقي، رقم الحديث: ١٤٥٢٦.

❷ اہل بیت رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تعلقات، ص: ۱۷۳.

❸ طبرانی کبیر، رقم: ٢٣٨٨۔ طبرانی اوسط، رقم: ٣٤٧٨۔ طبرانی صغیر، رقم: ٣٩١، ٨٢٥۔ مستدرك حاكم، رقم: ٤٧٢٠۔ حاکم نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❹ صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب الوليمة و لو بشاة، الرقم: ٤٨٧٦۔ صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب زواج زينب بنت جحش، الرقم: ١٤٢٨۔ سنن ابو داود، كتاب الاطعمة، باب فى استحباب الوليمة عند النكاح، الرقم: ٣٧٤٣۔ السنن الكبرى للبيهقي ٢٥٨/٧، الرقم: ١٤٢٧٧.

کو کسی زوجہ مطہرہ کا ولیمہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ولیمہ جیسا کرتے ہوئے نہیں دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ولیمہ ایک بکری کے ساتھ کیا تھا۔''

حافظ ذہبی سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''صالحہ، صوم وصلوٰۃ کی پابند، نیکوکار خاتون تھیں، آپ رضی اللہ عنہا کو ام المساکین کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔'' ❶

فیاضی کی وجہ سے ام المساکین رضی اللہ عنہا کے نام سے پکاری جاتی تھیں۔ پہلا نکاح عبداللہ رضی اللہ عنہ بن جحش سے ہوا۔ غزوہ اُحد میں سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بن جحش کی شہادت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔ آپ کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ۳ ہجری کو ہوا۔ اس نکاح کے چند ماہ بعد ۴ ہجری کو مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ آپ رضی اللہ عنہا کا جنازہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھایا وفات کے وقت آپ رضی اللہ عنہا کی عمر ۳۰ سال تھی۔ ❷

۶۔ سیدہ زینب بنت خزیمہ بن حارث بن عبداللہ الہلالیہ رضی اللہ عنہا:

امام طبرانی محمد بن اسحاق رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

((تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَيْنَبَ بِنْتَ خُزَيْمَةَ الْهِلَالِيَّةَ أُمَّ الْمَسَاكِيْنَ كَانَتْ قَبْلَهُ عِنْدَ الطُّفَيْلِ بْنِ الْحَارِثِ بِالْمَدِيْنَةِ)) ❸

امام طبرانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

((تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَيْنَبَ بِنْتَ خُزَيْمَةَ الْهِلَالِيَّةَ وَ هِيَ أُمُّ الْمَسَاكِيْنَ سُمِّيَتْ بِذٰلِكَ لِكَثْرَةِ اِطْعَامِهَا الْمَسَاكِيْنَ)) ❹

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ زینب بنت خزیمہ ہلالیہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی جوام

---

❶ سير اعلام النبلاء: ۲/۲۱۷.

❷ زرقانی: ۳/۲۴۹.

❸ طبرانی کبیر: ۲۴/۵۸۔ مجمع الزوائد: ۹/۲۴۸۔ الکامل لابن الاثیر: ۲/۱۷۰۔ انساب الاشراف: ۱/۴۲۹.

❹ طبرانی کبیر: ۲۴/۵۷۔ مجمع الزوائد: ۹/۲۴۸۔ اسد الغابة: ۴/۱۲۹.

المساکین کہلاتی ہیں۔ ان کا یہ نام اس لیے رکھا گیا کہ وہ مسکینوں کو بکثرت کھانا کھلایا کرتی تھیں۔''

امام ابن کثیر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

((وَ هِـيَ الَّتِـيْ يُقَالُ لَهَا اُمُّ الْمَسَاكِيْنَ لِكَثْرَةِ صَدَقَاتِهَا عَلَيْهِمْ وَ بَرِّهَالَهُمْ وَ اِحْسَانِهَا اِلَيْهِمْ)) ❶

امام طبرانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

((تُوُفِّيَتْ اُمُّ الْمَسَاكِيْنَ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَيٌّ لَمْ تَلْبَثْ مَعَهٗ اِلَّا يَسِيْرًا)) ❷

"الاصابة" (٤/ ٣٠٩) اور "دلائل النبوة للبيهقي" (٣/ ١٥٩) میں مرقوم ہے:

''ام المومنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا ۴ ہجری ربیع الثانی میں فوت ہوئیں اور انہیں مدینہ منورہ میں جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔''

اُم المساکین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا نے پیارے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ہی وفات پائی اور آپ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ نبی کریم ﷺ نے خود پڑھائی۔

۷۔ام المومنین سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا:

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا گھر سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے مکان کے عقب میں ام المومنین سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا مکان تھا۔ ❸

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ۵۹ ہجری میں فوت ہوئیں اور آپ نے ازواج مطہرات میں سے سب سے آخر میں وفات پائی اور آپ جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔ ❹

---

❶ البداية النهاية: ٤/ ٩٠.

❷ طبرانی کبیر: ٢٤/ ٥٧۔ مجمع الزوائد: ٩/ ٢٤٨.

❸ كتاب المناسك، ص: ٣٧٣.

❹ صحيح بخاری، رقم الحديث: ٢٧٣٢.

فضائل ومناقب:

سیّدنا ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے جب ایک خطا ہوگئی تو آپ نے اپنے آپ کو مسجد نبوی کے ایک ستون کے ساتھ باندھ لیا اور اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کرتے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کھول دیا۔

یزید بن قسیط کی روایت ہے کہ سیّدنا ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ کی قبولیت کا پروانہ بذریعہ وحی وقت سحر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں آرام فرما تھے۔ سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ صبح کے وقت میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسکراتے ہوئے دیکھا تو پوچھا کیا بات ہے؟ اللہ تعالیٰ آپ کو یوں ہی مسکراتا رکھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابولبابہ کی توبہ قبول ہوگئی۔ اس پر سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیوں نہ میں سیّدنا ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو خوش خبری سنا دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیوں نہیں؟ تیرا جی چاہے تو سنا دے۔ راوی کا بیان ہے ابھی مکمل پردے کا حکم نازل نہیں ہوا تھا سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے دروازے پر کھڑے ہو کر فرمایا اے ابولبابہ! خوش ہو جاؤ اللہ کے یہاں تیری توبہ قبول ہوگئی لوگ یہ سن کر دوڑ پڑے کہ سیّدنا ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو کھول دیا جائے۔ سیّدنا ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مبارک ہاتھ سے مجھے کھولیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز کے لیے نکلے اور ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو اپنے دست مبارک سے انہیں کھولا۔ [1]

((عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا تَزَوَّجَ أُمَّ سَلَمَةَ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا وَقَالَ: إِنَّهُ لَيْسَ بِكِ عَلٰى أَهْلِكِ هَوَانٌ، إِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ لَكِ، وَإِنْ سَبَّعْتُ لَكِ سَبَّعْتُ لِنِسَآئِي)) [2]

---

[1] سیرت ابن هشام: ۲۳۷/۳۔ صحابہ کے مکانات، ص: ۳۰.

[2] صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۱٤٦۰۔ سنن ابو داود، رقم الحدیث: ۲۱۲۲۔ صحیح ابن حبان، رقم: ٤۲۱۔ سنن دارمی، رقم: ۲۲۱۰.

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے نکاح کرنے کے بعد ان کے پاس تین دن ٹھہرے رہے پھر فرمایا: تمہاری اہمیت اور چاہت اپنے شوہر کی نظروں میں ہرگز کم نہیں ہوئی، اگر تم چاہوں تو میں تمہارے پاس ایک ہفتہ قیام کرلوں اور (لیکن) اگر میں تمہارے پاس ایک ہفتہ رہا تو میں اپنی تمام ازواج کے پاس ایک ایک ہفتہ رہوں گا۔''

ام المومنین سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بہن قریبۃ (الصغریٰ) سے سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے شادی کی پھر آپ کی شہادت کے بعد سیّدنا معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہما نے قریبۃ (الصغریٰ) سے شادی کی اور اس کے بعد سیّدنا عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما نے سیّدہ قریبۃ (الصغریٰ) سے شادی کی اس بنا پر سیّدنا عمر فاروق سیّدنا معاویہ بن سفیان اور عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف بھی ٹھہرے۔ ❶

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا جناب عبداللہ رحمہ اللہ کی بیوہ تھیں۔ ان سے ان کے چار یتیم بچے تھے۔ آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح ۴ ہجری میں ہوا تو ان بچوں کی کفالت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ ان کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں:

''پاکباز، عصمت مآب سردار خاتون، اوّلین مہاجر عورتوں کی سرخیل، ان کا شمار فقہاء صحابیات میں ہوتا ہے۔'' ❷

۸۔ام المومنین سیّدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا:

آپ رضی اللہ عنہا قبیلہ مصطلق کے سردار حارث بن ضرار کی لختِ جگر تھیں اور آپ کی پہلی شادی مسافع بن صفوان سے ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ۵ ہجری میں ہوا۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کسی عورت کو سیّدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ اپنی قوم کے

---

❶ اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تعلقات، ص: ۱۷۲۔

❷ سير اعلام النبلاء: ۲/۲۲۷.

لیے بابرکت نہیں دیکھا۔

فضائل ومناقب:

غزوہ مریسیع میں مسلمانوں کو بہت سے غلام اور لونڈیاں ملیں۔ انہی میں سے سیّدہ جویریہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے شادی کر لی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ام المومنین سیّدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے سب لونڈیوں اور غلاموں کو آزاد کر دیا جس کا اثر یہ ہوا کہ بنو مصطلق اس اچھے برتاؤ اور اخلاق کی وجہ سے سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ ❶

سیّدہ جویریہ رضی اللہ عنہا ۵۰ ہجری میں فوت ہوئیں۔

((عَنْ جُوَيْرِيَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا بُكْرَةً حِينَ صَلّٰى الصُّبْحَ وَهِيَ فِيْ مَسْجِدِهَا، ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ اَنْ اَضْحٰى وَهِيَ جَالِسَةٌ فَقَالَ: مَا زِلْتِ عَلَى الْحَالِ الَّتِي فَارَقْتُكِ عَلَيْهَا؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ اَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مُنْذُ الْيَوْمَ لَوَزَنَتْهُنَّ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، عَدَدَ خَلْقِهٖ، وَرِضَا نَفْسِهٖ، وَزِنَةَ عَرْشِهٖ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ.)) ❷

''سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ فجر پڑھنے کے بعد علی الصبح ہی ان کے پاس سے چلے گئے اور وہ اس وقت اپنی نماز کی جگہ میں بیٹھی تھیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دن چڑھے تشریف لائے اور وہ وہیں بیٹھی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس وقت سے میں تمہیں چھوڑ کر گیا ہوں تم اسی طرح

---

❶ ماخوذ از: سیرت ابن هشام.

❷ صحيح مسلم، كتاب الذكر و الدعاء و التوبة و الاستغفار، باب التسبيح اول النهار و عند النوم: ٤/٢٠٩٠، الرقم: ٢٧٢٦ـ سنن ابن ماجه، كتاب الادب، باب فضل التسبيح ٢/١٢٥١، الرقم: ٣٨٠٨ـ سنن النسائي الكبرى ٦/٤٨، الرقم: ٩٩٨٩ـ ابن حبان: ٣/١١٠، الرقم: ٨٢٨.

بیٹھی ہو، سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہارے بعد چار کلمات تین بار کہے ہیں کہ جو کچھ تم نے صبح سے اب تک پڑھا ہے اگر اس کا ان کلمات کے ساتھ وزن کرو تو ان کلمات کا وزن زیادہ ہوگا: وہ کلمات یہ ہیں: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، عَدَدَ خَلْقِهٖ، وَرِضَا نَفْسِهٖ، وَزِنَةَ عَرْشِهٖ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ)) ''اللہ کی حمد اور تسبیح ہے، اس کی مخلوق کے عدد اور اس کی رضا اور اس کے عرش کے وزن اور اس کے کلمات کی روشنائی کے برابر۔''

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَتْ جُوَيْرِيَةُ اسْمُهَا بَرَّةُ، فَحَوَّلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اسْمَهَا جُوَيْرِيَةَ، وَكَانَ يَكْرَهُ اَنْ يُقَالَ: خَرَجَ مِنْ عِنْدِ بَرَّةَ)) ❶

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام پہلے برّہ تھا، آپ ﷺ نے ان کا نام تبدیل کر کے جویریہ رکھ دیا، آپ ﷺ اسے ناپسند فرماتے تھے کہ یہ کہا جائے کہ فلاں شخص برّہ (نیکی) کے پاس سے نکل گیا۔''

سیّد المرسلین ﷺ نے ان کو اپنے نکاح کے لیے منتخب فرمایا اور یہ ان کے لیے بڑے فضل وشرف کی بات تھی۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہی وہ ام المومنین ہیں جن کی وجہ سے مسلمانوں نے ان کی قوم کے سو گھرانے، جو غلام بنا لیے گئے تھے، یہ کہہ کر آزاد کر دیئے کہ یہ لوگ تو جناب رسول اللہ ﷺ کے سسرالی رشتہ دار بن چکے ہیں۔ گویا یہ ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کی برکت تھی جو ان کی قوم کو حاصل ہوئی۔'' ❷

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الآداب، باب استحباب تغيير الاسم القبيح الى حسن: ١٦٨٧/٣، الرقم: ٢١٤٠۔ مسند احمد بن حنبل: ٣١٦/١، الرقم: ٢٩٠٢۔ شعب الايمان: ٤٢٤/١، الرقم: ٦٠٤.

❷ جلاء الافهام، ص: ٣٧٦، ٣٧٧.

۹۔ام المومنین سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا:

آپ کا نام رملہ، والدہ کا نام صفیہ بنت ابو العاص تھا۔ یہ قریش کے مشہور سردار ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن حرب اموی قریشی کی صاحبزادی اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کی بہن تھیں۔ پہلا نکاح عبداللہ بن جحش سے ہوا۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ہاں عبداللہ کی ایک بچی حبیبہ پیدا ہوئی۔ اسی کنیت سے مشہور ہوگئیں۔ کچھ عرصہ بعد عبداللہ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ وہاں آپ کا خاوند عیسائی ہو کر مرتد ہوا تو ام حبیبہ اسلام پر قائم رہیں۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں عبداللہ سے علیحدگی کے کچھ عرصہ بعد میں نے خواب دیکھا کہ کوئی شخص مجھے ام المومنین کہہ کر پکار رہا ہے جس سے میں گھبرا کر اٹھی۔ عدت ختم ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کا پیغام بھیج دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشہ کے نجاشی بادشاہ کے نام پیغام بھیجا کہ اگر ام حبیبہ رضی اللہ عنہا مجھ سے نکاح کرنا چاہیں تو تم میری طرف سے وکیل بن کر نکاح کر کے مدینہ منورہ روانہ کر دو۔

نجاشی بادشاہ جو کئی سال پہلے مسلمان ہو چکا تھا اس نے اس نکاح کو سعادت سمجھ کر مہر بھی اپنی طرف سے ۴۰۰ دینار ادا کیا اور انہیں ام المومنین رضی اللہ عنہا کی حیثیت سے مدینہ منورہ روانہ کیا۔ [1]

سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح ۶ ہجری کو ہوا۔

فضائل ومناقب:

آپ سے جو روایات مروی ہیں، ان میں سے یہ بھی ہے:

((عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ تَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ صَلَّى اثْنَتَىْ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِى يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ بُنِىَ لَهُ بِهِنَّ بَيْتٌ فِى الْجَنَّةِ، قَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ فَمَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ .)) [2]

---

[1] اہل بیت کا تعارف از ابوایمان فاروقی، ص: ۱۹ بحوالہ سیرت مصطفیٰ: ۳/ ۴۱۔

[2] صحيح مسلم، رقم: ۷۲۸۔ صحيح ابن خزيمه، رقم: ۱۱۸۷.

''ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، جو مسلمان بندہ ہر روز اللہ تعالیٰ کے لیے بارہ رکعات نفل پڑھے گا اس کے لیے ان کے بدلہ میں جنت میں گھر بنایا جائے گا۔ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے اس دن کے بعد کبھی بھی یہ بارہ رکعات ترک نہیں کیں۔''

ایک مرتبہ ابوسفیان بن حرب اپنی لخت جگر ام المومنین سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر بیٹھنے کے لیے بڑھے تو ام المومنین سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ان کے بیٹھنے سے پہلے ہی وہ بستر لپیٹ دیا۔ ابوسفیان نے کہا: اے میری بیٹی کیا تو اس بستر کی وجہ سے مجھ سے نفرت کرتی ہے یا میری وجہ سے اس بستر سے؟ سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا: ''یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر مبارک ہے اور تم ایک نجس اور مشرک انسان ہو۔'' ❶

علامہ ذہبی رقمطراز ہیں:

''سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو خاص احترام وقار حاصل تھا، خصوصاً ان کے بھائی سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دَورِ حکومت میں جن کو ان کی وجہ سے ''مومنوں کے ماموں'' کے معزز لقب سے پکارا جاتا تھا۔'' ❷

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے "البـداية و النهاية" میں سیّدہ ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی کچھ یوں مدح سرائی کی ہے:

''وہ عظیم الشان امہات المومنین میں سے تھیں اور انتہائی عابدہ و زاہدہ خاتون تھیں۔'' ❸

---

❶ طبقات الكبرى لابن سعد: ٨/١٠٠ـ سير اعلام النبلاء: ٢/٢٢٣ـ الاصابة: ٧/٦٥٣.

❷ سير اعلام النبلاء: ٢/٢٢٢.

❸ البداية و النهاية: ١١/١٦٦.

۱۰۔ام المومنین سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حیی بن اخطب:

آپ بنی نضیر کے سردار حیی بن اخطب کی صاحبزادی تھیں۔ ماں کا نام حزہ بنت سموئیل تھا۔ حیی حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح سلام بن مشکم قرظی سے ہوا۔سلام کے طلاق دینے کے بعد کنانہ بن ابی الحقیق کے حبالہ عقد میں آئیں۔ کنانہ غزوہ خیبر میں قتل ہوا۔ یہ گرفتار ہوئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد کر کے اپنی زوجیت میں لے لیا۔آپ رضی اللہ عنہا کی آزادی ہی آپ رضی اللہ عنہا کا مہر قرار پایا۔ [1]

سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح ۷ ہجری کو ہوا۔

خیبر سے واپسی پر مقام صہباء پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دعوت ولیمہ فرمائی۔ اس ولیمہ میں صرف ستو اور پنیر شامل تھا۔اس دعوت میں گوشت اور روٹی نام کو نہ تھی۔ [2]

((عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ بَلَغَنِي عَنْ حَفْصَةَ وَعَائِشَةَ كَلَامٌ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: أَلَا قُلْتِ: فَكَيْفَ تَكُونَانِ خَيْرًا مِنِّي وَزَوْجِي مُحَمَّدٌ وَأَبِي هَارُونُ وَعَمِّي مُوسَى عليهم السلام)) [3]

''سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ مجھے حضرت حفصہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے ایک بات پہنچی تھی۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے یہ کیوں نہیں کہا کہ تم دونوں مجھ سے کیسے بہتر ہو سکتی ہو جبکہ میرے شوہر محمد صلی اللہ علیہ وسلم، میرے باپ حضرت ہارون علیہ السلام، اور میرے چچا حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔''

---

[1] صحيح بخاری، كتاب المناقب، رقم: ٤٢١١.

[2] صحيح بخاری، كتاب المغازی، رقم: ٤٢١٣۔ صحيح مسلم: ٣٠٧/٣ بحواله عيون الآثار.

[3] سنن الترمذی، كتاب المناقب عن رسول الله ﷺ، باب فضل ازواج النبی ﷺ، الرقم: ٣٨٩٢۔ المستدرك للحاكم: ٣١/٤، الرقم: ٦٧٩٠۔ المعجم الاوسط: ٢٣٦/٨، الرقم: ٨٥٠٣۔ المعجم الكبير: ٧٥/٢٤، الرقم: ١٩٦.

جب مرض الموت میں حضرت صفیہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: اللہ کی قسم! اللہ کے نبی! میری یہ خواہش ہے کہ جو بیماری آپ کو لاحق ہے وہ مجھے ہو۔ دوسری ازواج مطہرات نے گھور کر ان کو دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم نے اس کو معیوب سمجھا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ سچی ہے۔'' ❶

علامہ ذہبی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

''سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا صاحب عز و شرف، انتہائی عاقل، حسب و نسب اور جمال و دین کی تمام صفات سے متصف تھیں۔'' ❷

علامہ ذہبی ہی مزید فرماتے ہیں:

''سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا تحمل و بردباری اور عزت و وقار کا مجسمہ تھیں۔'' ❸

۱۱۔ ام المومنین سیّدہ میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا:

والدہ کا نام ہند اور والد کا نام حارث تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا سے آنحضرت ﷺ کا نکاح ۷ ہجری میں مکہ مکرمہ کے مقام سرف میں ہوا۔ تعجب ہے کہ جہاں نکاح ہوا تھا، وہیں ۵۱ ہجری میں دفن ہوئیں اور نماز جنازہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے پڑھائی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، یزد بن اصم اور عبداللہ بن شداد نے قبر میں اتارا۔ یہ تینوں آپ کے بھانجے تھے۔ آنحضرت ﷺ کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہا کا مہر ۵۰۰ درہم مقرر ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے کل عمر ۸۰ سال پائی۔ ❹

قرآنی آیت ﴿وَ امۡرَاَۃً مُّؤۡمِنَۃً اِنۡ وَّهَبَتۡ نَفۡسَهَا لِلنَّبِیِّ﴾ کے تحت ابن کثیر اور دوسرے مفسرین نے لکھا ہے کہ اس سے مراد سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا ہی تھیں۔

ام المومنین سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی شادی سیّدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد سیّدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی شادی سیّدنا

---

❶ مصنف عبدالرزاق ۱۱/۴۳۱، حدیث: ۲۰۹۲۲۔ طبقات ابن سعد: ۸/۱۲۸.

❷ سیر اعلام النبلاء: ۲/۲۳۲.

❸ سیر اعلام النبلاء: ۲/۴۳۵.

❹ اہل بیت کا تعارف ابو ریحان فاروقی، ص: ۲۲۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوئی اور پھر سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد سیّدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی شادی سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ ❶

آپ کا تعلق بنو ہلال سے تھا۔

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلْأَخَوَاتُ مُؤْمِنَاتٌ: مَيْمُوْنَةُ رضی اللہ عنہا زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ، وَ أُخْتُهَا أُمُّ الْفَضْلِ بِنْتُ الْحَارِثِ، وَ أُخْتُهَا سَلْمٰى بِنْتُ الْحَارِثِ امْرَأَةُ حَمْزَةَ، وَ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ رضی اللہ عنہن أُخْتُهُنَّ لِأُمِّهِنَّ.)) ❷

''سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مومنات بہنیں ہیں۔ میمونہ نبی ﷺ کی زوجہ، اس کی بہن ام الفضل بنت الحارث اور سلمی بنت الحارث حمزہ کی بیوی اور اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہن ہیں۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

''میری خالہ میمونہ کا نام بَرّہ تھا، آپ ﷺ نے ان کا نام بدل کر میمونہ رکھا۔'' ❸

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

''واللہ وہ ہم سب سے بڑھ کر اللہ سے ڈرنے والی اور صلہ رحمی کرنے والی تھیں۔'' ❹

علامہ ذہبی رقمطراز ہیں:

''وہ سردار عورتوں میں سے تھیں۔'' ❺

❀❀❀❀❀

---

❶ اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تعلقات، ص: ۱۷۵۔

❷ المستدرك للحاكم، رقم: ١٢١٧٨، و اللفظ له۔ المعجم الكبير للطبرانی، رقم: ٨٣٨٧۔ و قال الحاكم: هذه حديث صحيح.

❸ صحيح مسلم، عن ابی هريرة، رقم: ٢١٤١۔ مستدرك حاكم عن ابن عباس: ٤/٣٠.

❹ سير اعلام النبلاء: ٢/٢٤٤.

❺ سير اعلام النبلاء: ٢/٢٤٤.

فصل نمبر ٤:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادیاں رضی اللہ عنہن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں بھی اہل بیت میں شامل ہیں۔ یاد رہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں چار تھیں:

(۱) زینب، (۲) رقیہ (۳) ام کلثوم اور (۴) فاطمہ رضی اللہ عنہن

قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں چار تھیں۔

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۝﴾ (الاحزاب: ٥٩)

''اے میرے نبی! آپ اپنی بیویوں سے اور اپنی بیٹیوں سے، اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے اوپر لٹکا لیا کریں، یہ اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ وہ پہچان لی جائیں اور انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچائے اور اللہ بڑا مغفرت کرنے والا، بے حد رحم کرنے والا ہے۔''

علامہ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((فَالْبَنَاتُ اَرْبَعٌ بِلَا خِلَافٍ)) [1]

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بالاتفاق چار بیٹیاں ہیں۔''

حافظ مزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وَ كَانَ لَهٗ مِنَ الْبَنَاتِ اَرْبَعٌ بِلَا خِلَافٍ)) [2]

---

[1] تهذيب الاسماء: ١/٢٦.

[2] تهذيب الكمال فى اسماء الرجال: ١/٥٧.

''آپ ﷺ کی چار بیٹیاں تھیں۔اس میں کوئی اختلاف نہیں۔''

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وَ وَلَدُهٗ -ﷺ- مِنْ خَدِيْجَةَ أَرْبَعُ بِنَاتٍ، لَا خِلَافَ فِيْ ذٰلِكَ)) ❶

''آپ ﷺ کی سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے چار بیٹیاں تھیں۔اس میں کوئی اختلاف نہیں۔''

شیخ الشیعہ، محمد باقر مجلسی رافضی (م: ۱۱۱۱ ہجری) نے رمضان المبارک میں پڑھی جانے والی نمازِ تسبیح میں پڑھا جان والا کلام یوں ذکر کیا ہے:

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى أُمِّ كُلْثُوْمٍ اِبْنَةِ نَبِيِّكَ، وَ الْعَنْ مَنْ اٰذٰى نَبِيَّكَ فِيْهَا، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى رُقَيَّةَ اِبْنَةِ نَبِيِّكَ، وَ الْعَنْ مَنْ اٰذٰى نَبِيَّكَ فِيْهَا)) ❷

''اے اللہ! تو اپنے نبی کی بیٹی ام کلثوم پر رحمتیں نازل فرما اور اس شخص پر لعنت فرما جس نے تیرے نبی کو ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے حوالے سے تکلیف دی۔اے اللہ! تو اپنے نبی کی بیٹی رقیہ پر رحمتیں نازل فرما اور اس شخص پر لعنت فرما جس نے تیرے نبی کو رقیہ کے حوالے سے تکلیف پہنچائی۔''

ابن ابی الحدید رافضی شیعہ (م: ۶۵۶ ہجری) نے لکھا ہے:

((ثُمَّ وَلَدَتْ خَدِيْجَةُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: اَلْقَاسِمَ، وَ الطَّاهِرَ، وَ زَيْنَبَ، وَ رُقَيَّةَ، وَ أُمَّ كُلْثُوْمٍ، وَ فَاطِمَةَ)) ❸

''سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے رسول اللہ ﷺ کے دو بیٹے، قاسم و طاہر رضی اللہ عنہما اور چار بیٹیاں، زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہن تھیں۔''

اصول کافی جلد اوّل ص ۴۳۹ مطبوعہ تہران میں مرقوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

---

❶ الاستيعاب فی معرفة الاصحاب: ۱/۵۰.

❷ بحار الانوار: ۹۵/۱۱۰.

❸ شرح نهج البلاغة: ۵/۱۳۲.

سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے شادی کی جبکہ نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک پچیس سال کے قریب تھی اور سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن سے رسول اللہ ﷺ کی یہ اولاد پیدا ہوئی:

بعثت سے پہلے سیّدنا قاسم، سیّدہ رقیہ، ام کلثوم، زینب اور بعثت کے بعد طیب طاہر اور فاطمہ رضی اللہ عنہم پیدا ہوئیں۔

قرب الاسناد میں معتبر سند سے سیّدنا جعفر صادق سے روایت ہے کہ سیّدہ خدیجہ الکبریٰ (رضی اللہ عنہا) کے بطن سے رسول اللہ ﷺ کی یہ اولاد پیدا ہوئی:

طاہر، قاسم، فاطمہ، ام کلثوم، رقیہ اور زینب (رضی اللہ عنہم)۔

شیعہ کی ان مندرجہ ذیل کتب میں رسول اللہ ﷺ کی سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہونے والی چار بیٹیاں ثابت ہیں:

۱۔ اصول الکافی محمد بن یعقوب کلینی، ص: ۲۷۸۔
۲۔ تحفۃ العوام، ص: ۱۱۶۔
۳۔ مناقب ابن شہر آشوب: ۱/۱۶۱۔
۴۔ خصال شیخ صدوق: ۲/۱۸۶۔
۵۔ تذکرۃ المعصومین، ص: ۶۔
۶۔ تنقیح المقال فی احوال الرجال، ص: ۷۷۔
۷۔ حیاۃ القلوب۔
۸۔ کشف الغمۃ
۹۔ قرب الاسناد
۱۰۔ مجالس المومنین
۱۱۔ مناقب آل ابی طالب
۱۲۔ انوار نعمانیۃ
۱۳۔ امالی شیخ طوسی

۱۴۔ رجال کشی

۱۵۔ اعلام الوری

۱۶۔ صافی شرح کافی

۱۷۔ منتخب التواریخ

۱۸۔ جلاء العیون

۱۹۔ تہذیب الاحکام

۲۰۔ الاستبصار

سطور ذیل میں ان پاکباز ہستیوں کے حالات و واقعات اور ان کی زندگیوں کے درخشندہ پہلوؤں کو مختصر مگر جامع انداز میں صفحہ قرطاس پر منتقل کیا جائے گا۔

۱۔ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا:

سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کے ہاں ایک خوبصورت بچی نے جنم لیا جس کی وجہ سے گھر حسن و جمال، انس و محبت اور خوشیوں سے بھر گیا۔

پھر گلستان گلستان بہار آ گئی
اور چمن کا چمن مسکرانے لگا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام زینب رکھا۔ سیدہ زینب خواتین اہل بیت میں ایک نادر موتی کی طرح جگمگانے لگیں۔ ابو عمر قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((كَانَتْ زَيْنَبُ اَكْبَرَ بَنَاتِهٖ ﷺ))

''زینب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی بیٹی تھیں۔''

ان کی شادی اپنے خالہ زاد ابو العاص بن الربیع سے ہوئی۔ رب تعالیٰ نے آپ کو ایک لڑکا اور ایک لڑکی عطا فرمائی۔ لڑکے کا نام علی تھا جن کا بچپن میں ہی لیکن والدہ کی وفات کے بعد انتقال ہوا۔ فتح مکہ کے دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری کے پیچھے انہیں ہی بٹھایا ہوا تھا اور لڑکی کا نام امامہ تھا جن کے ساتھ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے انتقال

کے بعد نکاح فرما لیا تھا۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں:

((فَلَمَّا اَكْرَمَ اللّٰهُ نَبِيَّهٗ بِالنُّبُوَّةِ اَسْلَمَتْ خَدِيْجَةُ وَ بَنَاتُهٗ)) ❶

''جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منصب نبوت سے سرفراز فرمایا تو سیّدہ خدیجہ اور آپ کی صاحبزادیاں رضی اللہ عنہن ایمان لے آئیں۔''

طبقات ابن سعد میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دوران بت گرا رہے تھے تو اس وقت آپ کے نواسے سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے بیٹے سیدنا علی بن ابو العاص رضی اللہ عنہ آپ کے کندھوں پر سوار تھے۔

((عَنْ عَائِشَةَ ﷺ قَالَتْ: لَمَّا بَعَثَ اَهْلُ مَكَّةَ فِيْ فِدَاءِ اَسْرَاهُمْ بَعَثَتْ زَيْنَبُ رضی اللہ عنہا بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ فِدَاءِ أَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيْعِ بِمَالٍ، وَ بَعَثَتْ فِيْهِ بِقَلَادَةٍ لَّهَا كَانَتْ لِخَدِيْجَةَ رضی اللہ عنہا أَدْخَلَتْهَا بِهَا عَلَى اَبِي الْعَاصِ. قَالَتْ: فَلَمَّا رَاٰهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَقَّ لَهَا رِقَّةً شَدِيْدَةً، وَ قَالَ: اِنْ رَاَيْتُمْ اَنْ تُطْلِقُوْا لَهَا اَسِيْرَهَا وَ تَرُدُّوْا عَلَيْهَا الَّذِيْ لَهَا، فَقَالُوْا: نَعَمْ، وَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَخَذَ عَلَيْهِ اَوْ وَعَدَهٗ اَنْ يُخَلِّيَ سَبِيْلَ زَيْنَبَ اِلَيْهِ وَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ وَ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ: كُوْنَا بِبَطْنِ يَاْجَجَ حَتّٰى تَمُرَّ بِكُمَا زَيْنَبُ فَتَصْحَبَاهَا حَتّٰى تَاْتِيَا بِهَا. ❷

''سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب مکہ مکرمہ والوں نے اپنے قیدیوں کا فدیہ بھیجا تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی (اپنے

---

❶ المعجم الكبير: ٤٢٧/٢٢.

❷ ابو داود، كتاب الجهاد، باب فى فداء الاسير بالمال ٦٢/٣، رقم: ٢٦٩٢ـ احمد بن حنبل ٢٧٦/٦، رقم: ٢٦٤٠٥ـ المعجم الكبير للطبرانى ٤٢٨/٢٢، رقم: ١٠٥٠.

شوہر) ابو العاص بن ربیع کے فدیہ میں مال بھیجا جس میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا وہ ہار بھی تھا جو انہیں (سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے) جہیز میں ملا تھا جب ابو العاص سے ان کی شادی ہوئی تھی۔ جب حضور نبی اکرم ﷺ نے اسے دیکھا تو فرطِ غم سے آپ ﷺ کا دل بھر آیا اور آپ ﷺ پر بڑی رقت طاری ہوگئی، فرمایا: اگر تم مناسب سمجھو تو اس (سیدہ زینب رضی اللہ عنہا) کے قیدی کو چھوڑ دیا جائے اور اس کا مال اسے واپس دے دیا جائے؟ لوگوں نے اثبات میں جواب دیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اس (ابو العاص) سے عہد و پیمان لیا کہ زینب کو آنے سے نہیں روکے گا چنانچہ حضور نبی اکرم ﷺ نے سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری صحابی کو بھیجا کہ تم یأجج مقام پر رہنا یہاں تک کہ زینب تمہارے پاس آ پہنچے۔ پس اسے ساتھ لے کر یہاں آ پہنچنا۔''

سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نے مدینۃ الرسول میں ۸ ہجری کو وفات پائی۔ اسد الغابہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور قبر میں اتر کر خود ہی اپنی لختِ جگر کو سپردِ خاک کیا۔

سیّدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی زینب رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ غسل دو اگر مناسب سمجھو تو زیادہ مرتبہ بھی غسل دیا جا سکتا ہے۔ غسل کے پانی میں بیری کے پتوں کی اور آخر میں کافور کی آمیزش کر لینا جب غسل سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع دینا۔'' جب ہم غسل سے فارغ ہوگئیں اور آپ ﷺ کو اطلاع دی تو آپ ﷺ نے ہماری طرف اپنی چادر بڑھا دی اور ارشاد فرمایا: ''اسے میری بیٹی کے کفن کے اندر پہنا دو۔'' [1]

---

[1] صحیح بخاری، رقم الحدیث: ١٢٥٤.

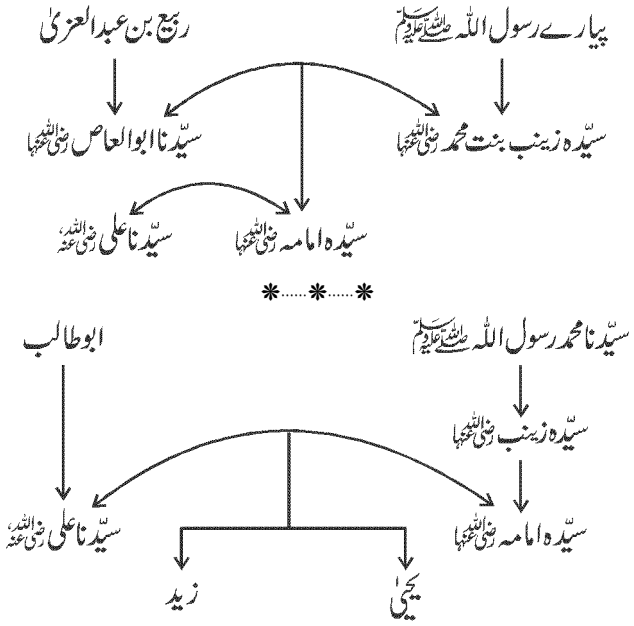

بحوالہ: زرقانی: ۳/۱۹۵.

سیّدہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ:

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے بعد اس وقت پیدا ہوئیں جب رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک پینتیسویں سال میں قدم رکھ چکی تھی اور ابھی تک آپ ﷺ منصب نبوت پہ فائز نہ ہوئے تھے۔

سیدہ رقیہ آپ ﷺ کی دوسری صاحب زادی ہیں، آپ نے دونوں ہجرتیں کیں اور مہاجرہ عظیمہ کہلائیں۔

ابتدا میں حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا ابولہب کے دولڑکوں سے منسوب تھیں۔ ''سورۂ تبت یدا'' کے نزول کے بعد رخصتی سے قبل ہی آنحضرت ﷺ کو تکلیف پہنچانے کے لیے ابولہب نے طلاق دلوا دی تھی۔ بعد ازاں دونوں صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ایک لڑکا عبداللہ پیدا ہوا۔ یہ بچہ چھ سال کی عمر میں فوت ہو گیا۔

''اسد الغابۃ'' (۵/۳۸۷) میں ہے کہ سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ابولہب کے بیٹے عتبہ سے ہوا تھا جبکہ ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ اسلام کی وجہ سے ان کو طلاق دے دی گئی۔

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے کہ میں اپنی کریمہ (رقیہ رضی اللہ عنہا) کا نکاح عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کر دوں۔ ❶

انساب الاشراف میں ہے کہ لوگوں میں مشہور ہو گیا تھا:

((اَحْسَنُ زَوْجَيْنِ رَاٰهُمَا اِنْسَانٌ رُقَيَّةَ وَ زَوْجُهَا عُثْمَانُ))

''انسان کی آنکھ نے بیوی شوہر کا جو ہر لحاظ سے سب سے اچھا جوڑا دیکھا ہے وہ سیّدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے شوہر سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا جوڑا ہے۔''

ابتدائے اسلام میں جب مسلمانوں پر کفار مکہ نے ظلم وستم کی انتہا کر دی اور مسلمانوں کو طرح طرح کی تکالیف ومصائب دیئے جاتے تو یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم ارشاد فرمایا تو اس قافلے میں ہجرت کرنے والوں میں یہ دُنیا کا خوبصورت جوڑا سیّدنا عثمان اور سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بھی شامل تھے۔ اس قافلے کے امیر سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہی تھے اور اس قافلے کی ایک اور خاص بات یہ تھی کہ اس میں سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں جن کو بعد میں مومنوں کی ماں بننے کا شرف حاصل ہوا۔ یہ لوگ حبشہ میں آرام وسکون سے رہ رہے تھے کہ اچانک مکہ سے ایک افواہ ملی کہ مکہ کے لوگ مسلمان ہو گئے ہیں یہ لوگ یہ سن کر جب مکہ مکرمہ واپس پہنچے تو پتا چلا کہ یہ ایک غلط افواہ تھی۔ یہ دوبارہ انہی مصائب وتکالیف کے گھیرے میں آ گئے اور سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا پر تو دوہرا صدمہ پہنچا کہ اس سفر کے دوران ہی آپ کی والدہ ماجدہ سیّدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بھی وفات پا چکی تھیں۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون.

ابو طالب کی وفات کے بعد تو مکہ والوں نے مسلمانوں پر مزید ظلم وستم ڈھانے شروع

---

❶ المعجم الاوسط للطبرانی: ۱۷/٤.

کر دیئے لہٰذا آپ رضی اللہ عنہا اپنے خاوند عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ دوسری دفعہ پھر حبشہ کی طرف ہجرت کر گئیں۔ سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کچھ وقت کے بعد پھر مکہ المکرّمہ واپس آ گئے۔ پھر وہ وقت آیا کہ تیسری دفعہ آپ دونوں مکہ المکرّمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کے لیے روانہ ہو گئے اور وہاں آپ دونوں سیّدنا اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ جو سیّدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے ان کے گھر ٹھہرے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

السیرۃ لابن کثیر میں ہے کہ سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور سیّدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹا دیا جن کا نام انہوں نے عبداللہ رکھا۔

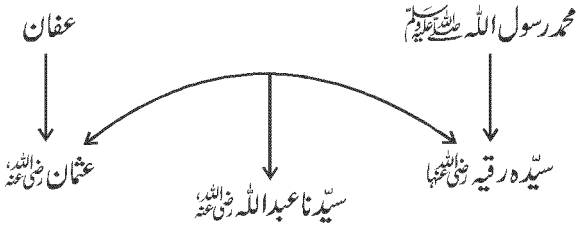

مکہ مکرمہ کے کفار نے مسلمانوں پر ایک ہزار کے لشکر سے چڑھائی کر دی۔ دوسری طرف پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کی بیماری بڑھ گئی تو پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ آپ میری بیٹی کے پاس رہو۔ ان کی تیمار داری کرو ان کا خیال رکھو۔ آپ کو غزوہ بدر میں شرکت کرنے والوں کے برابر اجر ملے گا۔ لہٰذا آپ رضی اللہ عنہ سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کے لیے مدینہ منورہ میں ٹھہر گئے۔ بیماری بڑھتی گئی حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیٹی اللہ کو پیاری ہو گئی۔ غزوہ بدر سے واپس آئے تو خبر ملی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی وفات پا چکی ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم غمگین ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو جاری ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر پر تشریف لائے اور دعائے مغفرت فرمائی۔

سیّدہ ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

سیدہ ام کلثوم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری صاحب زادی ہیں۔ بعثت سے قبل پیدا ہوئیں

اور اسلام ہی کی آغوش میں ہوش سنبھالا۔

سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح ابولہب کے بیٹے عتیبہ سے ہوا تھا۔ ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ اسلام دشمنی کی وجہ سے ابولہب نے طلاق دلوا دی۔ یاد رہے کہ جس دن سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اسلام لائی تھیں اسی دن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا۔

السیرۃ الحلبیۃ (۱/ ۴۶۸) میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں کو علیحدہ علیحدہ بلوایا اور ہر ایک سے کہا کہ ((رَاْسِیْ مِنْ رَاْسِكَ حَرَامٌ اِنْ لَمْ تُطَلِّقْ اِبْنَتَهٗ)) ''اگر تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی کو طلاق نہ دی تو میرا اور تمہارا سر آمنے سامنے نہیں ہو سکے گا۔''

سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے تربیت حاصل کی جس کی وجہ سے آپ بڑی ہی سمجھ دار، عقل مند، سلیقہ شعار اور عابدہ ساجدہ اور صابرہ خاتون تھیں۔ شعب ابی طالب میں آپ رضی اللہ عنہا نے بڑے ہی صبر و تحمل سے وقت گزارا اور اپنے والدین کی خوب خدمت کی۔

۳ ہجری میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ اسی طرح حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کہلائے۔ چھ سال تک حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا آپ رضی اللہ عنہ کے عقد میں رہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَا زَوَّجْتُ عُثْمَانَ أُمَّ كُلْثُوْمٍ اِلَّا بِوَحْيٍ مِّنَ السَّمَاءِ)) [1]

''میں نے عثمان کے ساتھ ام کلثوم کا نکاح آسمانی وحی کی تابعداری میں کیا۔''

''الطبقات لابن سعد'' (۸/ ۳۸) میں ہے کہ شعبان ۹ ہجری میں سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے بوجہ بیماری وفات پائی۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون.

---

[1] الاصابة: ۸/ ٤٦١.

سیّدہ لیلیٰ بنت قانف ثقفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو غسل دینے والیوں میں میں بھی شامل تھی۔ رسول اللہ ﷺ ہمیں کفن کا سامان دیتے رہے۔ سب سے پہلے آپ ﷺ نے چادر دی پھر کرتی دی پھر دوپٹہ دیا پھر ایک بڑی چادر مرحمت فرمائی۔ اس کے بعد ایک مزید کپڑے میں انہیں لپیٹا گیا۔ آپ ﷺ دروازے کے پاس کفن لے کر کھڑے تھے اور ہمیں ایک ایک کر کے کفن کے کپڑے دے رہے تھے۔ [1]

سیّدہ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ:

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی تمام بیٹیوں سے عمر میں چھوٹی لیکن آپ کو سب سے زیادہ لاڈلی تھیں۔

علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بعثت سے کچھ عرصہ پہلے مکہ معظّمہ میں پیدا ہوئیں۔

سبل الہدیٰ والرشاد (۱۱/ ۳۷) میں ہے کہ شکل و شباہت کے اعتبار سے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ علیہ السلام کے نہایت ہی قریب تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کا نام فاطمہ رکھا تھا۔

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اسمائے گرامی:

(۱) فاطمہ (۲) مبارکہ (۳) زکیہ (۴) صدیقہ (۵) راضیہ
(۶) مرضی (۷) محدثہ (۸) زہراء (۹) طاہرہ (۱۰) بتول
(۱۱) عذرا (۱۲) سیّدۃ نساء اہل الجنۃ
(۱۳) مطہرہ (۱۴) سیدۃ نساء العالمین (۱۵) بضعۃ الرسول ﷺ
(۱۶) کریمۃ الطرفین (۱۷) البضعۃ النبویۃ۔

سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی اولاد

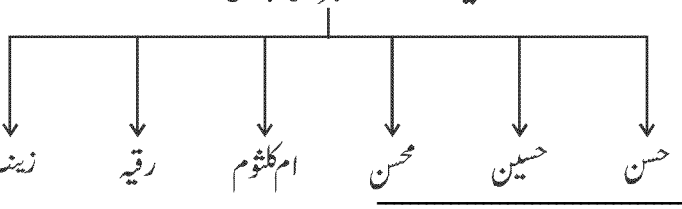

[1] سنن ابو داود، کتاب الجنائز، رقم: ۳۱۵۷۔ الإحکام: ٦٥.

فضائل ومناقب:

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے جب ابوجہل کی بیٹی سے شادی کا پیغام بھیجا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّيْ ، فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِيْ)) ❶

''فاطمہ میرا جگر گوشہ ہے، جس نے اُسے ناراض کیا اُس نے مجھے ناراض کیا۔''

ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

((أَمَا تَرْضِيْنَ أَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَوْ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ؟)) ❷

''کیا تم اہلِ جنت یا مومنوں کی عورتوں کی سردار ہونے پر راضی نہیں؟ تو وہ (خوشی سے) ہنس پڑیں۔''

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں:

''(سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا) جب کبھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کرتیں تو آپ کھڑے ہو جایا کرتے اور ان کا بوسہ لیتے اور اپنی جگہ پر بٹھا دیتے اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ہاں تشریف لے جاتے تو وہ بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوتیں آپ کا بوسہ لیتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔'' ❸

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَفْضَلُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ: خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَ آسِيَةُ بِنْتُ مُزَاحِمٍ اِمْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَ مَرْيَمُ اِبْنَةُ عِمْرَانَ)) ❹

---

❶ صحيح بخاری، رقم: ٣٧١٤ و اللفظ له۔ صحيح مسلم، رقم: ٢٤٤٩.

❷ صحيح بخاری، رقم: ٣٦٢٤۔ صحيح مسلم، رقم: ٢٤٥٠.

❸ سنن ترمذی، رقم: ٣٨٧٢۔ امام ترمذی نے اسے "غریب" اور علامہ البانی نے اسے "صحیح" قرار دیا ہے۔

❹ مسند احمد: ٢٩٣/١ صيح ابن حبان بترتيب الاحسان: ٦٩٧١، ٧٠١٠۔ مستدرك الحاكم: ٥٩٤/٢، ١٦٠/٣، ١٨٥۔ ابن حبان اور حاکم نے اسے "صحیح" کہا ہے، علامہ ذہبی نے حاکم کی موافقت کی ہے۔

''جنتی عورتوں میں سب سے افضل خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد (ﷺ)، فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم اور مریم بنت عمران ہیں۔''

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں:

''میں نے چال چلن عادات اور اٹھنے بیٹھنے کے انداز اور طور طریقوں میں رسول اللہ ﷺ سے مشابہت رکھنے والا سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔'' ❶

سیّدنا حذیفہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی، پھر آپ عشاء تک (نفل) نماز پڑھتے رہے، پھر جب فارغ ہو کر چلے تو میں (بھی) آپ کے پیچھے چلا، آپ نے میری آواز سن کر فرمایا: یہ کون ہے؟ (پھر خود ہی فرمایا): حذیفہ ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ((مَا حَاجَتُكَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ وَ لِأُمِّكَ)) ''تجھے کیا ضرورت ہے؟ اللہ تجھے اور تیری ماں کو بخش دے۔'' (پھر) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ هٰذَا مَلَكٌ لَمْ يَنْزِلِ الْأَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ اِسْتَأْذَنَ رَبَّهُ أَنْ يُّسَلِّمَ عَلَيَّ وَ يُبَشِّرَنِيْ بِأَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَ أَنَّ الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ)) ❷

''یہ فرشتہ اس رات سے پہلے زمین پر کبھی نہیں اُترا۔ اس نے اپنے رب سے مجھے سلام کہنے کی اجازت مانگی اور اس نے مجھے خوش خبری دی ہے کہ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن و حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔''

---

❶ سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳۸۷۲۔ امام ترمذی نے اسے ''حسن صحیح'' اور علامہ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ سنن الترمذی، رقم: ۳۷۸۱۔ صحیح ابن خزیمة، رقم: ۱۱۹٤۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۲۲۲۹۔ تلخیص المستدرك: ۳۸۱/۳۔ ترمذی نے اسے ''حسن غریب'' اور ابن خزیمہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

سیّدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((وَ الَّـذِیْ نَـفْسِـیْ بِیَدِہٖ! لَا یُبْغِضُنَا أَھْلَ الْبَیْتِ رَجُلٌ إِلَّا أَدْخَلَہُ اللّٰہُ النَّارَ)) ❶

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ہم اہل بیت سے جو آدمی بھی بغض رکھے گا تو اللہ تعالیٰ ضرور اسے (جہنم کی) آگ میں داخل کرے گا۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلا کر راز کی ایک بات بتائی تو وہ رونے لگیں پھر دوسری بات بتائی تو وہ ہنسنے لگیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ نے مجھے بتایا: ''میں اس بیماری میں فوت ہو جاؤں گا۔'' تو میں رونے لگی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتایا کہ ''اہل بیت میں سب سے پہلے (وفات پا کر) میں آپ سے جا ملوں گی تو میں ہنسنے لگی۔'' ❷

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا علی، سیّدہ فاطمہ، سیّدنا حسن اور سیّدنا حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور (اپنی چادر کے نیچے داخل کر کے) فرمایا: ''اے اللہ یہ میرے اہل (اہل بیت) ہیں۔'' ❸

((عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ ، قَـالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لِفَاطِمَۃَ سَلَامُ اللّٰہِ عَلَیْھَا اِنَّ اللّٰہَ یُغْضِبُ لِغَضَبِكِ وَ یَرْضٰی لِرِضَاكِ)) ❹

''سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ فاطمہ سے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر سلامتی ہو، اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ بغض کی وجہ سے ناراض ہوتا ہے اور تمہارے ساتھ راضی ہونے کی وجہ سے راضی ہو جاتے ہیں۔''

---

❶ صحیح ابن حبان، الاحسان، رقم: ٦٩٣٩۔ مستدرك حاکم: ١٥٠/٣، رقم: ٤٧١٧۔ سیر اعلام النبلاء: ١٢٣/٢۔ ابن حبان اور حاکم نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری، رقم: ٣٧١٥، ٣٧١٦۔ صحیح مسلم، رقم: ٢٤٥٠.

❸ صحیح مسلم، رقم: ٢٤٠٤/٣٤.

❹ مستدرك حاکم، رقم: ٤٧٣٠۔ طبرانی کبیر، رقم: ١٠٠١.

غزوہ بدر کے بعد ۲ ہجری میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح ہوا۔ نبی کریم ﷺ کی وفات کے چھ ماہ بعد فوت ہوگئیں۔

سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا، حسن بن علی رضی اللہ عنہ، سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ، سیّدنا جعفر رضی اللہ عنہ، سیّدہ زینب بنت رسول اللہ ﷺ، سیّدہ ام کلثوم بنت رسول اللہ ﷺ، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن، سیّدنا عقیل رضی اللہ عنہ، صاحبزادہ رسول اللہ ﷺ سیّدنا ابراہیم یہ سب جنت البقیع ہی میں دفن ہیں۔ ❶

((عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا قَطُّ أَصْدَقَ مِنْ فَاطِمَةَ غَيْرَ أَبِيهَا)) ❷

''سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ میں نے امت محمدیہ میں سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو راست گو نہیں دیکھا۔''

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے دوسری شادی کا ارادہ کیا اور ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کا پروگرام بنایا۔ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے جب شکایت کی تو آپ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: میں نے ابو العاص بن ربیع سے اپنی بیٹی کی شادی کی اس نے ہمارے ساتھ بہت اچھا اور قابل تعریف برتاؤ کیا، وہ اپنے قول کا سچا اور وعدے کا پکا انسان ہے۔ یقیناً فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے میں اس کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتا۔ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک آدمی کے پاس اکٹھی نہیں ہوسکتیں۔ ❸

سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کے سنہرے واقعات میں جناب عبدالمالک مجاہد حفظہ اللہ رقمطراز ہیں کہ سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایک مرتبہ ابوجہل نے کسی بات پر طمانچہ مار دیا۔ یقیناً سیّدہ کی حق گوئی اور شجاعت کی بنا پر اس بزدل نے ہاتھ اٹھایا ہوگا۔ سیّدہ گھر آئیں تو اپنے والد محترم سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیٹی!

---

❶ صحابہ کے مکانات، تالیف ڈاکٹر محمد الیاس عبدالغنی، ص: ۱۲۳۔

❷ حلية الاولياء: ۲/ ۴۱، ۴۲۔ مستدرك حاكم: ۳/ ۱۶۱۔ حاکم نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

❸ سنن ابن ماجه، رقم الحديث: ۱۹۹۹۔ صحيح بخاری، رقم: ۳۱۱۰۔ صحيح مسلم، رقم: ۲۴۴۹.

جاؤ اور ابوجہل کے اس تھپڑ کے متعلق ابوسفیان کو بتاؤ۔

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ابوسفیان کے پاس تشریف لے گئیں اور اس کو بتایا۔ ابوسفیان کافر تھا مگر اس میں اخلاقی قدریں موجود تھیں۔ اس نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ لیا ابوجہل کے پاس پہنچا اور سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ سے ان کا بدلہ دلوایا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر فطری خوشی ہوئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کے لیے ہدایت کی دعا فرمائی اور وہ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہو گئے۔ ❶

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے پیغام اور خواہش کے بارے میں سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بھی مشورہ ہوا اور انہوں نے بھی رضامندی کا اظہار کیا۔ ادھر زمین پر یہ فیصلہ ہو رہا تھا اور آسمانوں پر بھی اللہ رب العزت نے اس فیصلے کی توثیق فرما دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا جاؤ ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عبدالرحمٰن بن عوف اور دیگر صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو بلا لاؤ۔ جب یہ سارے کبار صحابہ تشریف لے آئے تو ارشاد فرمایا: مہاجرین و انصار کی جماعت! ابھی جبریل علیہ السلام میرے پاس وحی لے کر آئے ہیں اور انہوں نے بھی اس رشتے کی توثیق کر دی ہے۔ ❶

طبقات لابن سعد (۲۲/۸) پر رقم ہے کہ سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے جب شادی ہوئی تو ہمارے پاس ایک مینڈھے کی کھال کے سوا کوئی بستر موجود نہ تھا ہم رات کو اس پر سوتے اور دن کو اس میں اونٹ کا چارہ باندھ کر لاتے اور ہمارے پاس کوئی خادم بھی نہیں تھا۔

سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ احد کے میدان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زخم کس نے دھویا۔ پانی کس نے بہایا اور علاج کسی چیز سے کیا گیا؟ پھر خود ہی ان سوالات کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر

---

❶ انساب الاشراف: ۱٤/٥.

❶ السیدة فاطمة الزهرا: ۱۹٤/۱۔ الدر المنثور فی طبقات ربات الخدور: ٤۹۳/۱.

سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا آپ علیہ السلام کا زخم دھو رہی تھیں۔ سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ڈھال سے پانی بہا رہے تھے اور جب سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ پانی کے سبب خون بڑھتا ہی جا رہا ہے تو انہوں نے چٹائی کا ایک ٹکڑا لیا اور اسے جلا کر چپکا دیا جس سے خون رک گیا۔ ❶

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو سیّدہ اسماء (جو کہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں) نے دلہن کے ڈولے کی طرح ایک پردہ پوش چارپائی تیار کی اور کہا سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مجھے اس کی وصیت کی تھی۔ ❷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ارشاد فرمایا کہ جب تم سونے کے لیے بستر پر لیٹو (۳۳) مرتبہ سبحان اللہ، (۳۳) مرتبہ الحمد للہ اور (۳۴) مرتبہ اللہ اکبر پڑھنا تمہارے لیے غلام سے کہیں بہتر ہے۔ ❸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے خاندان کو فکر آخرت کی ترغیب ان الفاظ سے دینا ہمارے لیے بھی آخرت کو دنیا پر ترجیح دینے کی تعلیم ہے:

((يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اِشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِالْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَ يَا صَفِيَّةُ عَمَّةُ رَسُولِ اللّٰهِ لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ سَلِينِي مَا شِئْتِ مِنْ مَّالِي لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا)) ❹

''اے قریش والو! اپنے نفسوں کو خرید لو میں اللہ کے ہاں تمہارے کسی کام نہیں آؤں گا۔ اے بنی عبد مناف میں اللہ کے ہاں تمہارے کسی کام نہیں آؤں گا۔

---

❶ صحيح بخاری، رقم الحديث: ٤٠٧٥.

❷ تاريخ المدينة المنورة: ١/١٠٥۔ حلية الاولياء: ٤/٤٣۔ اسد الغابة: ٦/٢٢٦.

❸ صحيح بخاری، رقم الحديث: ٣٧٠٥.

❹ صحيح بخاری، رقم الحديث: ٤٧٧١.

اے عباس بن عبدالمطلب! میں اللہ کے ہاں تیرے کسی کام نہیں آؤں گا۔ اے صفیہ رسول اللہ کی پھوپھی! میں اللہ کے ہاں تیرے کسی کام نہیں آؤں گا اور اے فاطمہ بنت محمد! میرے مال سے جو چاہو لے لو مگر میں اللہ کے ہاں تیرے کسی کام نہیں آؤں گا۔''

سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا گھر:

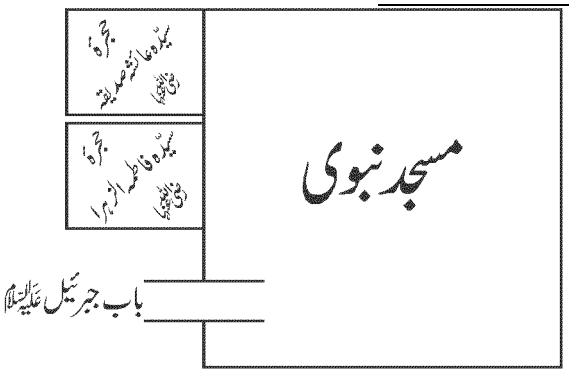

❀❀❀❀

فصل نمبر ۵:

رسول اللہ ﷺ کے نواسے نواسیاں

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بن سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول ﷺ:

فتح مکہ کے موقع پر جنابِ علی رضی اللہ عنہ اپنے نانا رسول اللہ ﷺ کی سواری پر آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کی شہادت جنگ یرموک کے میدان میں ہوئی۔ [1]

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ بڑی مصائب و مشکلات والے دن بھی گزارے۔ تاریخ گواہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ جا چکے ہیں۔ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ وفات پا چکی ہیں۔ آپ کی بہنیں بھی ہجرت کر چکی ہیں اور آپ رضی اللہ عنہا اپنے غیر مسلم خاوند کے ساتھ اکیلی مکہ مکرمہ میں رہائش پذیر ہیں۔ مکہ مکرمہ کے لوگ آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی جانوں کے پیاسے ہیں۔ آئے دن قریش مکہ کوئی نہ کوئی بہانہ ڈھونڈ رہے ہیں کہ مسلمانوں کو مدینہ منورہ میں جا کر ختم کر دیا جائے اچانک ابوسفیان کا مکہ والوں کو پیغام ملا کہ آپ لوگوں کا مال خطرے میں ہے تو ابوجہل نے ایک ہزار سے زائد لشکر تیار کیا اور مدینہ منورہ پر چڑھائی کر دی۔ اسی لشکر میں سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے خاوند ابو العاص بھی تھے۔ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا سے انتہائی زیادہ پیار و محبت بھی کرتے تھے۔ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کی سگی خالہ سیّدہ ہالہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے بیٹے تھے۔ سیّدہ ہالہ رضی اللہ عنہا سیّدہ خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کی سگی بہن تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نے ابو العاص کے اسلام لانے کے لیے بڑی تگ و دو کی۔ ابھی تک ابو العاص مسلمان نہ ہوئے تھے البتہ ابو العاص بھی نبی کریم ﷺ کی امانت و دیانت، سچائی اور حق گوئی کے قائل تھے لیکن تعصب اور خاندانی روایات مسلمان ہونے میں آڑے آ رہی تھیں۔ دوسری طرف کفار مکہ چاہتے تھے کہ ابو العاص

---

[1] الاصابة: ٤/٤٦٩.

بھی وہی گھٹیا حرکت کرے جو ابولہب کے بیٹے رسول اللہ ﷺ کی دو بیٹیوں کو طلاق دینے کی صورت میں کر چکے تھے۔ ابوالعاص کے الفاظ تاریخ کی کتابوں میں رقم ہیں کہ:

''اللہ کی قسم میں اپنی وفادار بیوی کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتا اور نہ میں قریش کی کسی عورت کو اپنی بیوی کے بدلے میں پسند کرتا ہوں۔''

اب ان حالات کو مدنظر رکھیں کہ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا پر کیا بیت رہی ہو گی کہ ان کا خاوند اس لشکر میں مدینہ منورہ جا چکا ہے جو ان کے والد گرامی کے جان کے پیاسے ہیں۔ مقام بدر کے مقام پر جنگ ہوتی ہے اور قریش کے وہ ستر بڑے بڑے سردار قتل ہو جاتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ اور ان کے ساتھیوں کو قتل کرنے کے لیے روانہ ہوئے تھے۔

سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے خاوند کو سیّدنا عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے گرفتار کر لیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم ارشاد فرما دیا تھا کہ ((اِسْتَوْصُوْا بِالْأَسْرٰی خَیْرًا)) ''ان قیدیوں کے ساتھ اچھا اور بہترین سلوک کیا جائے۔''

لہٰذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قیدیوں سے بڑا اچھا سلوک کیا خود بھوکے رہتے لیکن قیدیوں کو اچھے اچھے کھانے کھلاتے اور ان کے آرام و راحت کا خاص خیال رکھتے۔

آخر کار ان قیدیوں کو فدیہ لے کر رہا کرنے کا حکم ارشاد ہوا تو سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نے شادی کے موقع پر دیا ہوا اپنی والدہ ماجدہ سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا ہار اپنے خاوند کو رہا کرنے کے لیے مکہ سے مدینہ منورہ بھیج دیا۔ ہاں یہ تو وہی ہار تھا جب پیارے رسول اللہ ﷺ اور سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے اپنی پیاری لاڈلی بیٹی کو شادی کے دن رخصت کرتے ہوئے تحفہ میں دیا تھا۔ جب وہی ہار رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں کے سامنے آیا تو پیارے رسول اللہ ﷺ کو سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا یاد آ گئیں ان کی اسلام اور آپ پر دی ہوئی قربانیاں سامنے آ گئیں۔ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا پر اسلام کی وجہ سے آنے والے مصائب و تکالیف یاد آ گئیں۔ ان معصوم بچیوں نے اپنے والد گرامی اور اسلام کی خاطر کفار مکہ کے ظلم اور شعب ابی طالب میں تین سال بھوک برداشت کی تھی۔ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا پر گزرتے ہوئے

یہ دکھوں کے پہاڑ کس لیے تھے؟ اللہ کے دین اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان کی وجہ ہی تو تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب پیارے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا تو آپ علیہ السلام رو رہے تھے اور آپ پر رقت طاری ہوگئی تھی اور صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا:

((اِنْ رَاَیْتُمْ اَنْ تُطْلِقُوْا لَهَا اَسِیْرَهَا وَ تَرُدُّوْا عَلَیْهَا الَّذِیْ لَهَا))

''اگر تم دیکھو کہ اس کی خاطر اس کے قیدی کو آزاد کر دو اور جو اس پر ہے اس کی وجہ سے اسے واپس لوٹا دو۔''

پھر اس کے بعد ابو العاص مکہ مکرمہ واپس سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا اور اپنے بچوں علی اور امامہ رضی اللہ عنہما کے پاس پہنچ گئے۔

۲۔ عبداللہ بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما:

سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی پیاری بیٹی سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے تھے آپ جمادی الاولیٰ ۴ ہجری کو اللہ کو پیارے ہوئے۔

"الطبقات لابن سعد" میں ہے کہ آپ کی نماز جنازہ رسول اللہ ﷺ نے پڑھائی اور ان کے والد ماجد سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے پیارے لختِ جگر کو خود اپنے ہاتھوں سے قبر میں اتارا تھا۔

سیّدنا ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے (اپنے والد گرامی) سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص نے اولادِ عبدالمطلب میں سے کسی کے ساتھ کوئی بھلائی کی اور وہ اس کا بدلہ اس دنیا میں نہ چکا سکا تو اس کا بدلہ چکانا کل (روزِ قیامت) میرے ذمہ ہے جب وہ مجھ سے ملاقات کرے گا۔'' [1]

سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما:

تاریخ ولادت ۱۵ رمضان ۳ ہجری مدینہ منورہ، تاریخ وفات ۲۸ صفر ۵۰ ہجری، کنیت ابو محمد

[1] طبرانی اوسط: ۲/۱۲۰، رقم الحدیث: ۱٤٤٦۔ المقدسی فی الاحادیث المختارۃ: ۱/٤۳۹، رقم: ۳۱۵.

لقب ریحانۃ النبی، شبیہ رسول۔

سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کے سنہرے واقعات میں عبدالمالک مجاہد حفظہ اللہ رقمطراز ہیں:

''سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کو ایک سال گزرا تھا کہ ان کے آنگن میں ایک خوبصورت پھول کھلا یہ ہجرت کا تیسرا سال تھا جب سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی پیدائش ہوئی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نواسے کی آمد سے بڑی خوشی ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی کے گھر تشریف لے گئے اور بچے کو اپنے مبارک ہاتھوں سے گھٹی دی۔ اس طرح دست رسالت مآب کی برکت سے حکمت، دانائی، علم اور تقویٰ ان کے جسم میں داخل ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نو مولود کا نام حسن رکھا۔ ساتویں دن سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کے سر کے بال اتروائے گئے اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی فقراء میں تقسیم کی گئی۔''

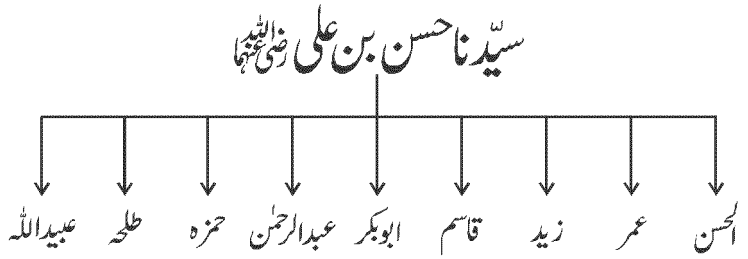

سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما جنت البقیع مدینہ منورہ میں اپنی والدہ ماجدہ سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے پہلو میں دفن ہیں۔

سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے اپنے بھائی سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ جب ان کا انتقال ہو جائے تو انہیں جنت البقیع میں ان کی امی جان سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے پہلو میں دفن کیا جائے۔

ابن عساکر فرماتے ہیں:

''سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا واقعہ ہے کہ وہ ایک بار مدینہ منورہ کے کسی باغ کی

طرف سے گزر رہے تھے تو ایک نوعمر حبشی غلام کو دیکھا کہ وہ بیٹھا ہے اس کے ہاتھ میں ایک روٹی تھی اور اس کے سامنے کتا بیٹھا تھا وہ لڑکا ایک لقمہ خود کھاتا اور ایک لقمہ کتے کو کھلاتا، اس طرح پوری روٹی تقسیم کر کے اس کو کھلا دی۔ سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے پوچھا تم نے کیوں اپنی روٹی میں آدھے کا شریک کتے کو بنا لیا اور خود زیادہ حصہ نہیں لیا؟ کہنے لگا میری آنکھیں کتے کی آنکھیں دیکھ کر شرم محسوس کرتی تھیں کہ میں زیادہ کھا جاؤں۔ سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے پوچھا تم کس کے غلام ہو؟ کہا: میں سیّدنا ابان بن عثمان رضی اللہ عنہما کا غلام ہوں۔ فرمایا: اور یہ احاطہ کس کا ہے؟ اس نے کہا: ابان کا۔ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ جب تک واپس نہ آ جاؤں تم یہیں بیٹھے رہنا، چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ گئے اور اس غلام کو خرید لیا اور احاطہ بھی خرید لیا اور غلام کے پاس آ کر فرمایا میں نے تم کو خرید لیا۔ اس نے اٹھ کر کہا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے بعد میں آپ کے احکام سننے والا اور فرمانبردار ہوں۔ پھر سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا تو میری طرف سے آزاد ہے اور یہ احاطہ تجھے ہبہ کر دیا۔''

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے زیادہ کوئی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ نہیں تھا۔'' ❶

امام ذہبی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

((اَلْاِمَامُ السِّيِّدِ رَيْحَانَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ سِبْطُهٗ وَ سَيِّدُ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَبُوْ مُحَمَّدٍ الْقَرْشِيُّ الْهَاشِمِيُّ الْمَدَنِيُّ الشَّهِيْدُ)) ❷

''امام، سردار، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پھول، آپ کا بیٹا، اور نوجوان اہل جنت کا سردار، ابومحمد، قریشی، ہاشمی، مدنی، شہید ہے۔''

---

❶ صحيح بخاری، رقم الحديث: ٣٧٥٢.

❷ سير اعلام النبلاء: ٣/٣٤٥-٣٤٦.

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے اور پھول ہیں۔ وہ آپ کے صحابی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں یاد کی ہیں۔ وہ ۴۹ ہجری میں ۴۷ سال کی عمر میں زہر کے ساتھ شہید کیے گئے۔ کہا جاتا ہے بلکہ آپ پچاس ہجری یا اس کے بعد فوت ہوئے۔'' ❶

سیّدنا برا بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر ارشاد فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهُمَا فَاَحِبَّهُمَا)) ❷

''اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں لہٰذا تو بھی ان دونوں سے محبت فرما۔''

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو اپنے کندھے پر اٹھایا ہوا تھا اور فرما رہے تھے:

''اے اللہ تعالیٰ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔'' ❸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسامہ بن زید اور حسن رضی اللہ عنہما کو پکڑتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے:

''اے اللہ تعالیٰ! ان دونوں سے محبت کر کیونکہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں۔'' ❹

سیّدنا مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن رضی اللہ عنہ کو گود میں بٹھایا اور ارشاد فرمایا یہ مجھ سے ہے۔'' ❺

---

❶ تقريب التهذيب: ١٢٦٠.

❷ سنن الترمذی، كتاب المناقب، رقم الحديث: ٣٧٨٢ـ سلسلة الصحيحة، رقم: ٢٧٨٩.

❸ صحيح البخاری، رقم: ٣٧٤٩ـ صحيح مسلم، رقم: ٢٤٢٢.

❹ صحيح البخاری، رقم: ٣٧٣٥.

❺ سنن ابو داود، كتاب المناقب، رقم: ٤١٣١ـ محدث البانی نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ نے مدائن میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا:

''سن لو کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ واقع ہونے والا ہے اسے کوئی بھی ہٹا نہیں سکتا اگرچہ لوگ اسے ناپسند کریں۔ مجھے امت محمدیہ پر رائی کے دانے کے برابر ایسی حکومت پسند نہیں ہے جس میں تھوڑا سا بھی خون بہایا جائے۔ مجھے اپنا نفع ونقصان معلوم ہے تم اپنے راستوں پر گامزن ہو جاؤ یعنی اپنی اپنی فکر کرو۔'' ❶

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

''پس اللہ کی قسم! اللہ کی قسم! جب سیّدنا سردار حسن بن علی رضی اللہ عنہما برسر اقتدار ہوئے تو آپ کے عہد خلافت میں سینگی لگوانے جتنا تھوڑا سا خون بھی نہیں بہایا گیا۔'' ❷

وتروں میں پڑھی جانے والی دُعا بھی آپ سے مروی ہے:

((اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ ، وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ ، وَتَوَلَّنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ ، وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا أَعْطَيْتَ ، وَقِنِيْ شَرَّمَا قَضَيْتَ ، إِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ ، وَإِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ [وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ] تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ .)) ❸

''اے اللہ! مجھے ہدایت دے کر ان لوگوں کے زمرے میں شامل فرما جنہیں تو نے ہدایت دی۔ اور مجھے عافیت دے کر ان لوگوں میں شامل کر جنہیں تو نے عافیت بخشی۔ اور مجھے اپنا دوست بنا کر ان لوگوں میں شامل کر دے جنہیں تو نے اپنا دوست بنایا، اور جو کچھ تو نے مجھے عطا کیا اس میں برکت ڈال دے۔ اور جس شر کا تو نے فیصلہ کیا ہے مجھے اس سے محفوظ فرما۔ بے شک تو ہی فیصلہ

---

❶ تاريخ دمشق لابن عساكر: ١٤/٨٩.

❷ مسند احمد: ٥/٤٤، حدیث نمبر: ٢٠٤٤٧۔ شیخ حمزہ زین نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ سنن الكبرىٰ بيهقي: ٢/٢٩٠۔ سنن ابوداؤد، باب القنوت في الوتر، رقم: ١٤٢٥۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

صادر کرتا ہے اور تیرے خلاف فیصلہ صادر نہیں کیا جا سکتا اور جس کا تو والی بنا وہ کبھی ذلیل وخوار نہیں ہوسکتا اور وہ شخص عزت نہیں پا سکتا جس سے تو دشمنی کرے۔ اے ہمارے رب! تو برکت والا اور بلند و بالا ہے۔''

''البدایۃ والنہایۃ'' (۱۱/۱۹۳، ۱۹۴) میں مرقوم ہے کہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما مسجد نبوی میں نماز فجر پڑھ کر اسی جگہ بیٹھے اللہ کا ذکر وفکر میں مشغول رہتے تا آنکہ سورج بلند ہو جاتا، آپ کے پاس سردار قسم کے لوگ بیٹھ کر باتیں کرتے پھر آپ اُٹھ کر امہات المومنین کے پاس جاتے، انہیں سلام کرتے۔ بسا اوقات وہ آپ کو تحفہ سے نوازتیں، پھر آپ گھر لوٹ جایا کرتے تھے۔

''تاریخ دمشق'' (۱۴/ ۹۸) پر مرقوم ہے کہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے خلافت سے کنارہ کش ہوکر خلافت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دی اور ارشاد فرمایا کہ ''میری وجہ سے کچھ بھی خون نہ بہے۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں دن کے کسی حصے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلا۔ آپ (سیّدہ) فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے خیمے کے پاس آئے اور فرمایا:

''چھوٹا بچہ کہاں ہے؟ کیا یہاں چھوٹا بچہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حسن (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔ تھوڑی دیر میں وہ (حسن رضی اللہ عنہ) دوڑتے ہوئے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں گلے لگا لیا (معانقہ کیا) اور فرمایا:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّہٗ فَاَحِبَّہٗ وَ اَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّہٗ))

''اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں، تو بھی اس سے محبت کر اور جو اس سے محبت کرے اس سے محبت کر۔'' [1]

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے ان دونوں (حسن وحسین رضی اللہ عنہما) سے محبت کی تو یقیناً اس نے مجھ سے

---

[1] صحیح بخاری، رقم: ۲۱۲۲۔ صحیح مسلم، رقم: ۲۴۲۱/۵۷.

محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض کیا تو یقیناً اس نے مجھ سے بغض کیا۔'' ❶

((عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا وُلِدَ الْحَسَنُ سَمَّيْتُهُ حَرْبًا ، فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: أَرُونِي ابْنِيْ مَا سَمَّيْتُمُوهُ؟ قَالَ قُلْتُ: حَرْبًا ، قَالَ: بَلْ هُوَ حَسَنٌ ، فَلَمَّا وُلِدَ الْحُسَيْنُ سَمَّيْتُهُ حَرْبًا ، فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَالَ: أَرُونِي ابْنِيْ ، مَا سَمَّيْتُمُوهُ؟ قَالَ قُلْتُ: حَرْبًا ، قَالَ: بَلْ هُوَ حُسَيْنٌ .))

''سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو میں نے ان کا نام حرب رکھا، پس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: مجھے میرے بیٹے کی زیارت کراؤ، اس کا کیا نام رکھا ہے؟ میں نے کہا حرب، آپ ﷺ نے فرمایا: بلکہ وہ تو حسن ہے، اور جب حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو میں نے ان کا نام حرب رکھا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے، میں نے کہا: حرب، آپ ﷺ نے فرمایا: بلکہ وہ تو حسین ہے۔'' ❷

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن مجھ سے میری والدہ نے پوچھا:

''تم نبی ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں کب حاضر ہوتے ہو؟ میں نے جواب دیا کہ اتنے دن ہو گئے کبھی حاضر نہیں ہوا، تو وہ مجھ پر ناراض ہوئیں، میں نے کہا: اب جانے دیجیے، میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مغرب کی نماز ان کے ساتھ پڑھوں گا اور آپ سے سوال کروں گا کہ میرے اور آپ کے لیے

---

❶ مسند احمد: ۲/ ٤٤٠، رقم: ۹٦۷۳۔ مستدرك الحاكم: ۳/ ۱٦٦، رقم: ٤۷۷۷۔ حاکم نے اسے "صحیح" کہا اور ذہبی نے حاکم کی موافقت کی ہے۔

❷ مسند ابو داؤد الطیالسی، رقم: ۱۲۹۔ مسند احمد: ۱/ ۹۸۔ مجمع الزوائد: ۸/ ۵۲۔ احمد شاکر نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

مغفرت کی دعا مانگیں۔ پھر میں حاضر ہوا اور نماز مغرب آپ کے ساتھ پڑھی پھر آپ نوافل پڑھتے رہے یہاں تک کہ عشاء کی نماز پڑھی اور گھر کی جانب لوٹے میں بھی آپ کے ساتھ چل پڑا آپ نے میری آواز سنی تو فرمایا: کون.....؟ کیا حذیفہ ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں آپ نے فرمایا:

((مَا حَاجَتُكَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ وَلِأُمِّكَ قَالَ إِنَّ هَذَا مَلَكٌ لَمْ يَنْزِلْ الْأَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ أَنْ يُسَلِّمَ عَلَيَّ وَ يُبَشِّرَنِي بِأَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) [1]

''تمہاری کیا حاجت ہے اللہ تمہیں اور تمہاری والدہ کو معاف کر دے۔ پھر فرمایا: یہ ایک فرشتہ تھا جو زمین پر کبھی نہیں اترا تھا آج کی رات اس نے رب سے اجازت مانگی کہ مجھ پر سلام کرے اور اس نے مجھے بشارت دی ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جنتی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما جنتی مردوں کے سردار ہیں۔''

عمیر بن اسحاق کہتے ہیں:

''میں اور ایک آدمی سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے ہاں عیادت کے لیے داخل ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس آدمی سے کہنے لگے: مجھ سے سوال نہ کر سکنے سے پہلے سوال کر لیں۔ اس آدمی نے عرض کیا: میں آپ سے کوئی سوال نہیں کرنا چاہتا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو عافیت دے۔ آپ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور بیت الخلاء گئے۔ پھر نکل کر ہمارے پاس آئے، پھر ارشاد فرمایا: میں نے تمہارے پاس آنے سے پہلے اپنے جگر کا ایک ٹکڑا پھینک دیا ہے۔ میں اس کو اس لکڑی کے ساتھ الٹ پلٹ کر رہا تھا۔ میں نے کئی بار زہر پیا ہے، لیکن اس دفعہ سے سخت کبھی نہیں تھا۔

---

[1] سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳۷۸۱۔ صحیح ابن خزیمة، رقم: ۱۱۹٤۔ ابن خزیمہ نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ ہم ان کے پاس اگلے دن آئے تو آپ رضی اللہ عنہما حالتِ نزع میں تھے۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے اور آپ کے سر مبارک کے پاس بیٹھ گئے اور کہا: اے بھائی! آپ کو زہر دینے والا کون ہے؟ آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا آپ اسے قتل کرنا چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! فرمایا: اگر وہ شخص وہی ہے جو میں سمجھتا ہوں تو اللہ تعالیٰ انتقام لینے میں زیادہ سخت ہے اور اگر وہ بری ہے تو میں ایک بری آدمی کو قتل نہیں کرنا چاہتا۔'' ❶

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((طَرَقْتُ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي بَعْضِ الْحَاجَةِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ مُشْتَمِلٌ عَلَى شَيْءٍ لَا أَدْرِي مَا هُوَ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ حَاجَتِي قُلْتُ مَا هَذَا الَّذِي أَنْتَ مُشْتَمِلٌ عَلَيْهِ قَالَ فَكَشَفَهُ فَإِذَا حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ عَلَى وَرِكَيْهِ فَقَالَ: هَذَانِ ابْنَايَ وَابْنَا ابْنَتِي اللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُمَا)) ❷

''میں ایک رات نبی ﷺ کے پاس اپنے کسی کام کی غرض سے گیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نکلے اور اپنی پیٹھ پر کچھ لپیٹے ہوئے تھے کہ میں نہیں جانتا تھا (وہ کیا چیز ہے؟) جب میں اپنے کام سے فارغ ہوا تو میں نے کہا یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے کھولا تو وہ حسن و حسین رضی اللہ عنہما تھے آپ کے کولہے پر اور آپ نے فرمایا: یہ میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ! میں ان کو دوست رکھتا ہوں سو تو بھی ان کو دوست رکھ اور جو ان کو دوست رکھے اس کو بھی دوست رکھ۔''

---

❶ مصنف ابن ابی شیبة: ۹۳/۱۵، ۹۴۔ کتاب المحتضرین لابن ابی الدنیا: ۱۳۲۔ المستدرك للحاکم: ۱۷۶/۳۔ الاستیعاب لابن عبدالبر: ۱۱۵/۳۔ تاریخ ابن عساکر: ۲۸۲/۱۳۔ حاکم نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

❷ سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن بن علی رضی اللہ عنہما۔ امام ترمذی نے اسے "حسن غریب" اور محدث البانی نے "حسن" کہا ہے۔

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: عَقَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ بِكَبْشَيْنِ كَبْشَيْنِ)) ❶

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

''رسول اللہ ﷺ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے چل رہے تھے کہ ایک آدمی نے کہا اے جوان تجھے اٹھانے والی سواری کیا ہی عمدہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یہ سوار بھی بہت اچھا ہے۔'' ❷

صحیح بخاری میں ہے:

''ایک مرتبہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز عصر پڑھائی اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ چلتے چلتے باہر نکل گئے سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے کندھے پر اٹھا لیا اور فرمانے لگے ارے دیکھو تو اس بچے کی شکل و شباہت رسول اللہ ﷺ سے ملتی جلتی ہے اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ نہیں ملتی اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ یہ سن کر مسکرا دیئے۔'' ❸

صحیح مسلم میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے یوں منقول ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَ اَبْنَآءَ كُمْ﴾ ((دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيًّا وَ فَاطِمَةَ وَ حَسَنًا وَ حُسَيْنًا ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلِيْ)) ❹

''(اے نبی کریم!) فرما دیجیے: آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلاتے ہیں اور تم اپنے بیٹوں

---

❶ سنن نسائی، کتاب العقیقة، رقم: ٤٢١٩ـ السنن الکبری للنسائی: ٧٦/٣، رقم: ٤٥٤٥ـ تنویر الحوالك: ٣٣٥/١، رقم: ١٠٧١ـ شرح الموطا للزرقانی: ١٣٠/٣، نیل الاوطار: ٢٢٧/٥ـ تحفة الاحوذی: ٨٧/٥ـ سبل السلام: ٩٨/٤.

❷ سنن الترمذی، کتاب المناقب، رقم الحدیث: ٣٧٨٤ـ المشکاة، رقم: ٦١٦٣ـ امام ترمذی نے اسے ''حسن غریب'' کہا ہے۔

❸ صحیح بخاری، رقم الحدیث: ٣٥٤٢.

❹ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، رقم: ٢٤٠٤.

کو بلاؤ.....'' تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی، سیّدہ فاطمہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا: اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔''

سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کے سنہرے واقعات میں عبدالمالک مجاہد حفظہ اللہ رقمطراز ہیں:

''سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا جو رسول اللہ ﷺ کے خاندان کے بارے میں بہت زیادہ غلو سے کام لے رہا تھا اور ان کی تعریف و محبت کے بلند بانگ دعوے کر رہا تھا سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارا ناس ہو ہم سے صرف اللہ کی خاطر محبت کرو اگر ہم اہل بیت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں تو اللہ کے لیے ہم سے محبت کرو اور اگر ہم اس کی نافرمانی کریں تو اللہ ہی کی خاطر ہم سے نفرت کرو۔ اس شخص نے کہا: آپ کو کیا فکر ہے؟ آپ تو اللہ کے رسول کی اولاد اور ان کے خاندان کے لوگ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا: تیرا ناس ہو اگر اللہ کی اطاعت کے بغیر رسول اللہ ﷺ سے رشتہ داری کام دیتی تو ہمارے اجداد کو دیتی اور رسول اللہ ﷺ کے دیگر رشتہ دار جو کفر پر اڑے رہے ان بدنصیبوں کو آپ ﷺ کی قرابت کوئی کام دیتی۔ اللہ کی قسم! مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ ہم میں سے نافرمانوں کو اللہ تعالیٰ دگنے عذاب سے دوچار نہ کر دے کہ تم لوگ اولاد رسول ہو کر میرے نافرمان رہے۔ اسی طرح مجھے یہ بھی امید ہے کہ ہم میں سے جو شخص اللہ کی اطاعت کرے گا اسے عام لوگوں سے دوگنا اجر و ثواب دیا جائے گا ہمارے بارے میں اللہ سے ہمیشہ ڈرتے رہو اور ہمارے متعلق حق بات کہو، اسی میں تمہارا بھلا ہے اور اسی طرز سے ہم بھی خوش رہیں گے۔'' [1]

سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے تھے:

(۱) ہمیشہ سچ بولنا (۲) جنگ میں ثابت قدمی (۳) سائل کا سوال پورا کرنا (۴) سب لوگوں سے حسن اخلاق سے پیش آنا (۵) لوگوں کے اچھے سلوک کا بہتر بدلہ دینا (۶) لوگوں

[1] طبقات ابن سعد: ۵/۳۱۹، ۳۲۰.

سے صلہ رحمی کرنا (۷) پڑوسی سے حسن سلوک سے پیش آنا (۸) حقوق العباد کا خیال رکھنا (۹) مہمان نوازی (۱۰) شرم وحیا کا پیکر ہونا اور یہ سب سے بڑھ کر ہے۔ ❶

سورہ حجرات کی آیت نمبر ۹ پر سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے اس طرح عمل کر دکھایا مومنوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائی اور رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئی کو پورا فرمایا: ﴿وَ اِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا﴾ (الحجرات : ۹)

''اگر مومنوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے مابین صلح کرا دیا کرو۔''

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ)) ❷

''میرا یہ بیٹا سردار ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کروائے گا۔''

سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما:

پیدائش ۴ ہجری.....شہادت ۶۱ ہجری

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَلْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ)) ❸

''سیّدنا حسن وحسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا حسن بن علی اور سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے متعلق ارشاد فرمایا:

''وہ دونوں دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔'' ❹

---

❶ شعب الايمان للبيهقي: ۱۰/۱۶۲.

❷ صحيح بخاري، رقم: ۲۷۰۴.

❸ مسند احمد بن حنبل، رقم: ۳/۳۔ سنن الترمذي، كتاب المناقب، رقم: ۳۷۸۱۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ۲۷۸۵.

❹ صحيح البخاري، رقم: ۳۷۵۳.

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص نے ان (سیّدنا حسن و سیّدنا حسین رضی اللہ عنہما) سے محبت کی تو یقیناً اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض کیا تو یقیناً اس نے مجھ سے بغض کیا۔'' ❶

سیّدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کعبے کے سائے تلے بیٹھے ہوئے تھے کہ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو تشریف لاتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے فرمایا:

''یہ شخص آسمان والوں کے نزدیک زمین والوں میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔'' ❷

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت ﴿نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ﴾ ''ہم اپنے بیٹے بلائیں تم اپنے بیٹے بلاؤ۔'' (آل عمران: ١٦) نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا علی، فاطمہ، حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا: ((اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلِيْ)) ''اے اللہ یہ میرے اہل ہیں۔'' ❸

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیّدنا جبریل علیہ السلام پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اس وقت سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ میرے پاس تھے وہ رونے لگے تو جب میں نے انہیں چھوڑ دیا تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے۔ سیّدنا جبریل علیہ السلام نے پوچھا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس سے محبت کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جی۔'' اس نے کہا: آپ کی امت عنقریب اسے قتل کر دے گی۔ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو اس سرزمین کی مٹی نہ دکھاؤں جہاں یہ قتل کیے جائیں گے؟ چنانچہ اس نے مٹی دکھائی تو وہ اس جگہ کی مٹی تھی جسے کربلا کہا جاتا ہے۔ ❹

---

❶ مسند احمد: ٢/٤٤٠، رقم: ٩٦٧٣.

❷ تاريخ دمشق: ١٤/١٨١.

❸ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، رقم: ٢٤٠٤.

❹ فضائل الصحابه: ٢/٧٨٢، حديث نمبر: ١٣٩١.

اس بات پر گواہ رب اور رسول ﷺ ہیں
ایمان کی ہے دلیل محبت حسین رضی اللہ عنہ کی

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((حُسَيْنٌ مِنِّيْ وَ اَنَا مِنَ الْحُسَيْنِ اَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ اَحَبَّ حُسَيْنًا، حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِّنَ الْاَسْبَاطِ)) ❶

''حسن مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے جو حسین سے محبت کرتا ہے۔ حسین میری اولاد ہے۔''

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَ اَبُوْهُمَا خَيْرٌ مِّنْهُمَا)) ❷

''حسن اور حسین اہلِ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں اور ان کا باپ دونوں سے بہتر ہیں۔''

ایک دفعہ نبی ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) تشریف لے آئے تو آپ ﷺ منبر سے اتر گئے اور انہیں پکڑ کر اپنے سامنے لے آئے، پھر آپ ﷺ نے خطبہ شروع کر دیا۔ ❸

رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ نماز پڑھ رہے تھے کہ جب آپ سجدے میں گئے تو سیّدنا

---

❶ سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم: ۳۷۷۵۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۱٤٤۔ محدث البانی نے اسے "حسن" کہا ہے۔

❷ المستدرك للحاكم: ۱٦۷/۳، رقم: ٤۷۷۹۔ حاکم نے اسے "صحیح" کہا ہے اور ذہبی نے حاکم کی موافقت کی ہے۔

❸ سنن الترمذی، رقم: ۳۷۷٤۔ سنن ابو داود، رقم: ۱۱۰۹۔ سنن النسائی: ۱۰۸/۳، حدیث نمبر: ۱٤۱٤ و ۸۱/۲۸۔ صحیح ابن خزیمة: ۱٤٥٦، ۱۸۰۱۔ صحیح ابن حبان، موارد الظمآن: ۲۲۳۰۔ مستدرك الحاكم: ۲۸۷/۱، ۱۸۹/٤۔ تاریخ الاسلام للذهبی: ۹۷/٥۔ ترمذی نے اسے "حسن غریب" جبکہ ابن خزیمہ، ابن حبان اور حاکم نے اسے "صحیح" کہا ہے اور ذہبی نے حاکم کی موافقت کی ہے۔

حسن رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر سوار ہو گئے جب تک وہ اپنی مرضی سے نیچے نہ اترے۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن صبح کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ کے جسم مبارک پر اونٹ کے کجاوے جیسی دھاریوں والی ایک اونی چادر تھی تو حسن بن علی (رضی اللہ عنہما) تشریف لائے، آپ نے انہیں چادر میں داخل کر لیا۔ پھر حسین (رضی اللہ عنہ) تشریف لائے، وہ چادر کے اندر داخل ہو گئے۔ پھر فاطمہ (رضی اللہ عنہا) تشریف لائیں تو انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر کے اندر داخل کر لیا، پھر علی (رضی اللہ عنہ) تشریف لائے تو انہیں (بھی) آپ نے چادر کے اندر داخل کر لیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿إِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۝﴾ (الاحزاب: ۳۳)

''اے اہل بیت اللہ صرف یہ چاہتا ہے کہ تم سے پلیدی دُور کر دے اور تمہیں خوب پاک صاف کر دے۔'' ❶

علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

''سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ صاحبِ علم و فضل، دین دار، بکثرت روزے رکھنے والے، نوافل کے شائق اور حج کے دلدادہ تھے۔'' ❷

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِنِّـي تَارِكٌ فِيكُمْ مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِي أَحَدُهُمَا أَعْـظَـمُ مِـنْ الْآخَـرِ كِتَـابُ الـلّٰـهِ حَبْلٌ مَمْدُودٌ مِنْ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ وَعِتْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي وَلَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ فَانْظُرُوا كَيْفَ تَخْلُفُونِي فِيهِمَا)) ❸

---

❶ صحيح مسلم، رقم: ٢٤٢٢/٦١.

❷ الاستيعاب، حاشية الاصابة: ٣٧٧/١.

❸ صحيح جامع ترمذی، كتاب المناقب، باب مناقب اهل بيت النبی ﷺ.

''بے شک میں تمہارے درمیان ایسی دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ان میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے، اللہ کی کتاب ہے جو ایک رسی ہے آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی ہے اور دوسری میری عترت یعنی اہل بیت ہیں۔ یہ دونوں جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ وارد ہوں گے میرے ساتھ حوض کوثر پر۔ سو دیکھو! میرے پیچھے ان کے ساتھ کیا کرتے ہو۔''

مشکوٰۃ المصابیح کے راویوں پر بحث کرتے ہوئے شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب رحمہ اللہ ''اکمال فی السماء الرجال'' میں حرف الحاء کے ضمن میں پانچویں نمبر پر سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

((هُوَ حُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَ كُنِّيَتُهٗ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ سِبْطُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ رَيْحَانَتُهٗ وَ سَيِّدُ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ)) [1]

''حسین سے مراد حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے نواسے اور ان کے پھول اور اہل جنت میں نوجوانوں کے سردار ہیں۔''

اسی فصل میں حاشیہ نمبر۴ پر ہے:

((قَالَ ابْنُ حَجَرٍ فِی الْخُلَاصَةِ رَوٰی عَنْ جَدِّهٖ ﷺ ثَمَانِيَةَ اَحَادِيْثَ))

''حافظ ابن حجر رحمہ اللہ خلاصہ میں بیان کرتے ہیں کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اپنے نانا سے آٹھ احادیث روایت فرماتے ہیں۔''

امام بخاری صحیح بخاری میں سیّدنا حسین سے یہ بھی حدیث لائے ہیں کہ:

((عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِی عَلِیُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ

---

[1] اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب حرف الحاء فصل فی الصحابۃ.

أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِيِّ ﷺ لَيْلَةً فَقَالَ: أَلَا تُصَلِّيَانِ؟ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللّٰهِ، فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا، فَانْصَرَفَ حِينَ قُلْنَا ذَلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا، ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُوَلٍّ يَضْرِبُ فَخِذَهُ وَهُوَ يَقُولُ: وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا)) ❶

''امام زہری روایت کرتے ہیں کہ مجھے علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے اور انہیں (ان کے باپ) حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے اور انہیں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آواز دے کر فرمایا، کیا تم تہجد کی نماز نہیں پڑھتے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہماری جانیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں وہ جب ہمیں اٹھانا چاہے گا اٹھا دے گا، جب میں نے یہ کہا تو آپ لوٹ گئے اور کچھ جواب نہ دیا پھر میں نے سنا جب آپ پیٹھ موڑ کر جا رہے تھے اپنی ران پر ہاتھ مارتے جاتے تھے اور فرما رہے تھے: ((وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا)) ''یعنی انسان سب سے زیادہ جھگڑا کرنے والا ہے۔''

ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں روایت کیا ہے:

سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما ایک دفعہ کچھ مساکین کے پاس سے گزرے جو سب زمین پر بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو بڑی محبت سے گزارش کی کہ آپ ہمارے ساتھ کھانے میں شرکت فرمائیں۔ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما اپنی سواری سے نیچے اترے ان کے ہمراہ زمین پر بیٹھے اور یہ کہتے ہوئے ان کے ساتھ کھانے میں شریک ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ ان کے ساتھ کھانا کھا کر فارغ ہوئے تو نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ اظہار یک جہتی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''میں تو آپ لوگوں کی دعوت قبول کر چکا ہوں اب آپ لوگ بھی میری دعوت

---

❶ صحيح بخاری، كتاب التهجد، رقم: ١١٢٧.

قبول کریں۔''

بھلا ان کے لیے اس سے بڑھ کر اعزاز واکرام کی کیا بات ہوسکتی تھی؟ وہ سب یک زبان ہوکر بولے کہ ہم آپ کی دعوت قبول کرتے ہیں۔ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما ان کو ہمراہ لیے ہوئے گھر تشریف لائے اور پھر تاریخ نے آپ رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ اپنے سینے میں محفوظ کر لیے اپنی زوجہ محترمہ سیّدہ رُباب رحمہا اللہ سے ارشاد فرمایا:

''اپنی جمع شدہ پونجی نکال لاؤ پھر اس مال کو ان مساکین میں تقسیم کر دیا۔'' [1]

شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ:

محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے رافضیوں کے ردّ میں لکھے گئے اپنے رسالہ الرد علی الرافضۃ: ۱/ ۴۸ میں، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ان کے شاگرد رشید علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے امت مسلمہ کو اس موقع پر جو صبر کی تلقین اور اس جانکاہ حادثہ اور قتل کی اس بدترین سازش کے بارے میں نوحہ کرنے کے بارے میں جو صراحت کی ہے اس سلسلہ میں شیخین کا کلام نقل کرتے ہوئے، تحریر فرمایا ہے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ حنبلی حرانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اپنی توفیق سے بہرہ ور فرمائے اس کے بعد امت مسلمہ کو پتا ہونا چاہیے کہ یومِ عاشوراء کو امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا جو جانکاہ حادثہ پیش آیا درحقیقت یہ اللہ کی طرف سے آپ رضی اللہ عنہ کی تعظیم وتکریم تھا اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعے آپ رضی اللہ عنہ کی عزت افزائی فرمائی ہے اور یہ حادثہ آپ رضی اللہ عنہ کے لیے سعادت مندی اور نیک بختی کا پیش خیمہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کو نوازا ہے مراد یہ کہ یہ شہادت آپ کے لیے رب کریم کے حضور بلندیٔ درجات کا سبب ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کو اہل بیت کے شایان شان بلند مرتبہ سے نوازنا چاہا ہے اسی طرح اس سے یہ بھی پتا چلا کہ جس نے آپ رضی اللہ عنہ پر ظلم وزیادتی کی اللہ تعالیٰ نے اس کو رسوائی اور پسپائی کے گڑھے میں دھکیل دیا یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب سوال کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! لوگوں میں سب سے

[1] تاريخ دمشق: ١٤/ ١٢١.

زیادہ آزمائشوں کا شکار کون لوگ ہوا کرتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ انبیاء علیہم السلام آزمائشوں کا نشانہ بنتے ہیں اس کے بعد صالحین اور اللہ والے آزمائے جاتے پھر ان میں سے دین میں افضل سے افضل ترین اپنے مرتبہ کے اعتبار سے آزمائے جاتے ہیں جو شخص دین میں جتنا پختہ اور پکا ہوتا ہے اتنی ہی اس کی آزمائش بھی سخت ہوتی ہے اور جتنا ہی اس کے دین میں کمزوری ہوتی ہے اتنی ہی اس کی آزمائش خفیف اور ہلکی ہوتی ہے اور بندہ مومن پیہم آزمائشوں اور مصیبتوں کا نشانہ بنا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ زمین پر چلتا ہے اور اس کے ذمہ ایک گناہ بھی نہیں ہوتا۔

چنانچہ جب یوم عاشوراء آئے اور اس دن ایک مومن انسان کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے جانکاہ حادثہ کا خیال آ جائے تو فوراً (اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ) پڑھے یہ اس لیے کہ مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ نے اس کے پڑھنے کا حکم دیا ہے تاکہ بندہ اللہ کی طرف سے مقرر کردہ اجر و ثواب کا مستحق قرار پائے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ﴾ (البقرة: ١٥٧)

''یہی لوگ ہیں کہ ان پر ان کے رب کی طرف سے رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے والوں سے وعدہ کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ (الزمر: ١٠)

''بلاشبہ صبر کرنے والوں کو بغیر حساب کتاب کے پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔''

ابتلاء و آزمائش سے دوچار شخص کے ذہن میں اگر یہ بات موجود رہے کہ یہ ابتلاء اور آزمائش من جانب اللہ ہے تو اس کے غم و اندوہ دُور ہو جائیں گے اور مصائب و آلام کافور ہو جائیں گے، کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا﴾ (الطور: ٤٨)

''تو آپ اپنے رب کے حکم کے انتظار میں صبر سے کام لیں بلاشبہ آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔''

عقل مند کے لیے ضروری ہے کہ مصیبت و ابتلاء کے وقت اس بات کو ضرور یاد رکھے کہ اگر اس نے اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی رضا کو اپنے دل میں بٹھا لیا تو دنیا کے سارے مصائب و آلام اور ساری صعوبتیں اور مشکلیں خود بخود دُور ہوتی چلی جائیں گی اور دنیا کی بلاؤں سے نجات مل جائے گی نیز اللہ تعالیٰ نے اس کے مقدر میں جو مصائب و آلام لکھ دیئے ہیں اس پر اس کو خود بخود صبر آ جائے گا اور اگر اسے کوئی مصیبت بھی آ جائے تو اسے برداشت کرنا اس کے لیے آسان ہو جائے گا۔

ایسا شخص جو ان باتوں کو یاد رکھے گا وہ یوم عاشوراء کو اپنا دن حتی الامکان اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری اور نیک اعمال کی انجام دہی میں گزارے گا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے یوم عاشوراء کے روزے کی ترغیب دی ہے۔ لہٰذا اس دن کو روزے اور اطاعت کے کاموں میں گزارنا سنت ہے بہرحال جو اپنے اوقات کو مختلف قسم کے نیکی کے کاموں میں گزارے گا ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی نیکی پسند آ جائے اور اس کو بھی نیکوکاروں کے زمرے میں شامل کر لیا جائے۔ [1]

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ یوں رقم طراز ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے اس دن (یوم عاشوراء) حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہادت سے سرفراز فرمایا اور ان کے قاتلین کو یا قتل پر مدد کرنے والے اور قتل سے خوش ہونے والے لوگوں کو رسوا فرمایا۔ یہ شہادت ان کے خاندان میں کوئی نئی بات نہ تھی، پہلے شہداء ان کے لیے بہترین نمونہ تھے۔ پھر وہ خود اور ان کے بڑے بھائی نوجوان جنتیوں کے سردار ہیں۔ انہیں اسلام کے عز و شرف میں تربیت کا اعزاز حاصل تھا۔ انہیں ہجرت اور جہاد کا اور اللہ کی راہ میں صبر کا وہ موقع نہ مل سکا تھا جو

[1] مقام اہل بیت اور محمد بن عبدالوہاب، ص: ۲۷ تا ۲۹.

دیگر اہل بیت کو ملا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے رفع درجات اور عزت وشرف کی تکمیل کے لیے انہیں شہادت کا اعزاز نصیب فرمایا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی شہادت امت کے لیے ایک عظیم صدمہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مصیبت کے وقت مندرجہ ذیل ارشاد کے ذریعہ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے:

﴿وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَo الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَo اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَ رَحْمَۃٌ وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَo﴾ (البقرۃ: ۱۵۵-۱۵۷)

(نبی کریم)! صبر کرنے والوں کو خوش خبری دیجیے کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں ''ہم سب اللہ ہی کی مِلک ہیں اور اللہ ہی کی طرف جانے والے ہیں۔'' انہی خوش نصیب لوگوں پر اللہ کی خصوصی رحمتیں اور مہربانیاں نازل ہوتی ہیں، دراصل یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔'' ❶

تابعیٔ صغیر ابراہیم بن یزید النخعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

اگر میں ان لوگوں میں ہوتا جنہوں نے حسین بن علی (رضی اللہ عنہما) کو قتل (شہید) کیا تھا، پھر میری مغفرت کر دی جاتی، پھر میں جنت میں داخل ہوتا تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرنے سے شرم کرتا کہ کہیں آپ میری طرف دیکھ نہ لیں۔'' ❷

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''ایک دن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو (دیکھا) کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا کسی نے آپ کو ناراض کر دیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو کیوں بہہ رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

---

❶ مجموع الفتاوىٰ لابن تيميه: ٤/٥١١.

❷ المعجم الكبير للطبراني: ٣/١١٢، رقم: ٢٨٢٩.

نے ارشاد فرمایا: بلکہ میرے پاس سے ابھی جبریل (علیہ السلام) اٹھ کر گئے ہیں، انہوں نے مجھے بتایا کہ حسین کو فرات کے کنارے قتل (شہید) کیا جائے گا۔ ❶

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حسین بن علی (رضی اللہ عنہ) موجود تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم رو رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے جبریل (علیہ السلام) نے بتایا کہ میری امت اسے میرے بعد قتل کرے گی۔ ❷

سیدنا حسین بن علی (رضی اللہ عنہما) کی شہادت کی خبر عراق سے آئی تو سیدہ ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: عراقیوں پر لعنت ہو، عراقیوں نے آپ کو قتل کیا ہے، اللہ ان (عراقیوں) کو قتل کرے۔ انہوں نے آپ سے دھوکا کیا اور آپ کو ذلیل کیا، اللہ انہیں ذلیل کرے۔ ❸

شہر بن حوشب سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس موجود تھا۔ میں نے (سیّدنا) حسین (رضی اللہ عنہ) کی شہادت کی خبری سنی تو ام سلمہ کو بتایا۔ (کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ہیں) انہوں نے فرمایا: ان لوگوں نے یہ کام کر دیا ہے، اللہ ان کے گھروں یا قبروں کو آگ سے بھر دے اور وہ (غم کی شدت سے) بے ہوش ہو گئیں۔ ❹

سیّد داؤد غزنوی رحمہ اللہ اپنی کتاب اسوۂ حسین رضی اللہ عنہ ص ۲۸ تا ۳۰ میں رقمطراز ہیں:

میدان کربلا میں صبر و استقامت:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی زندگی کو دیکھو کہ کس طرح انہوں نے سخت سے سخت مصائب کے وقت صبر و استقامت، توکل اور رجوع و انابت الی اللہ کا اسوۂ حسنہ پیش کیا۔

---

❶ مسند احمد: ۱/۸۵، رقم: ٦٤٨۔ نیل المقصود فی تحقیق سنن ابی داود: ۲۲۷۔ احمد شاکر نے اسے "حسن" قرار دیا ہے۔

❷ مشیخة ابراهیم بن طهمان: ۳ تاریخ دمشق: ۱۹۲/۱٤۔ مستدرك الحاكم: ۳۹۸/٤، رقم: ۸۲۰۲۔ حاکم نے اسے "صحیح" کہا ہے اور ذہبی نے حاکم کی موافقت کی ہے۔

❸ فضائل الصحابة، زوائد القطیعی: ۷۸۲/۲، ح: ۱۳۹۲۔ مسند احمد: ۲۹۸/٦ رقم: ۲٦٥٥۔ شیخ حمزہ زین نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

❹ تاریخ دمشق: ۲۲۹/۱٤.

پہلا واقعہ:

سب سے پہلے سفر عراق میں جاتے ہوئے جب آپ ''زرود'' مقام پر پہنچے اور آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے چچیرے بھائی مسلم بن عقیل کے متعلق اطلاع ملی کہ عبیداللہ بن زیاد گورنر کوفہ نے اسے قتل کر دیا ہے، تو کیا آپ نے جزع وفزع کا اظہار کیا؟ نہیں بلکہ آپ نے سنا تو بار بار یہی پڑھتے رہے: اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ .

اور یہی قرآن کریم نے اہل صبر کی تعریف میں فرمایا ہے:

﴿وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَo الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَo﴾ (البقرۃ: ۱۵۵-۱۵۶)

''صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دو یہ لوگ ہیں جب ان کو مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو اللہ ہی کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔''

دوسرا واقعہ:

جس وقت ابن زیاد کی بھیجی ہوئی فوجوں نے جو ہزارہا کی تعداد میں تھیں، آپ رضی اللہ عنہ پر اور آپ کے رفقاء پر حملہ کے لیے اقدام کیا، اس وقت حضرت امام کے رفقاء کی تعداد کل ۷۲ تھی اور دوسری طرف ہزاروں کی تعداد میں دشمن تھا۔ موت سامنے نظر آ رہی تھی۔ لیکن اس وقت بھی آپ نے صبر وتوکل اور اعتماد علی اللہ کا کیسا ثبوت پیش کیا؟ اس وقت کی دعا یہ تھی:

''الٰہی ہر مصیبت میں تو ہی میرا ملجا و ماویٰ ہے۔ ہر تکلیف میں تجھی پر اعتماد وتوکل ہے۔ کتنی مصیبتیں پڑیں کہ تدبیر نے جواب دے دیا۔ دوست نے بے وفائی کی۔ دشمن نے خوشیاں منائیں۔ مگر میں نے تجھ ہی سے التجا کی اور تو نے ہی میری دستگیری کی۔ آج بھی تجھی سے التجا کی جاتی ہے تو ہی احسان والا اور ہر نعمت کا مالک ہے۔''

تیسرا واقعہ:

جب جنگ کا باقاعدہ آغاز ہوتا ہے تو حضرت حسین اس سے چند منٹ پیشتر اپنے خیمہ میں تشریف لاتے ہیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو فرماتے ہیں سب اہل بیت کو جمع کرو۔ سب

حاضر ہوتے ہیں، تو آپ ان سب کو مخاطب کر کے یہ وصیت فرماتے ہیں:

((اُوْصِیْکُنَّ اِذَا اَنَا قُتِلْتُ فَلَا تَشَقَّقُنَّ عَلَیَّ جَیْبًا وَ لَا تَلْطَمُنَّ عَلَیَّ خَدًّا وَ لَا تَخْدَشُنَّ عَلَیَّ وَجْهًا))

''تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ میں جس وقت دشمن کے ہاتھوں قتل ہو جاؤں تو میرے ماتم میں نہ گریبان چاک کرنا، نہ اپنے رخساروں پر طمانچے مارنا، نہ اپنے منہ کو زخمی کرنا۔''

چوتھا واقعہ:

جس وقت حضرت حسین میدان کربلا میں قاسم بن حسن کی لاش کو اٹھا کر اپنے خیمہ کے سامنے لائے اور علی اکبر کی لاش کے پہلو میں لٹا دیا تو اہل بیت کے رونے کی آوازیں آپ کو سنائی دیں، آپ نے اس وقت بھی یہی ارشاد فرمایا:

((صَبْرًا یَا اَهْلَ بَیْتِیْ، صَبْرًا یَا ابْنَا عَمُوْمَتِیْ، لَا رَاَیْتُمْ هَوَانًا بَعْدَ ذٰلِكَ))

''اے اہل بیت صبر کرو، اے چچاؤں کی اولاد صبر کرو، اس کے بعد تمہیں کوئی ذلت اور تکلیف آنے والی نہیں۔''

پانچواں واقعہ:

جس وقت حضرت حسن کے صاحبزادے حضرت عبداللہ نے اپنے چچا امام حسین پر تلوار کے وار کو روکا تو ان کا داہنا ہاتھ شانہ سے کٹ کر جدا ہو گیا، تو حضرت امام نے اپنے خاندان کے اس نوجوان کو اپنی چھاتی سے لگایا اور فرمایا:

((اِصْبِرْ عَلٰی مَا نَزَلَ بِكَ وَ احْتَسِبْ فِیْ ذٰلِكَ الْخَیْرَ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَلْحَقُكَ بِاٰبَآئِكَ الصَّالِحِیْنَ))

''بھتیجے! جو مصیبت اس وقت تم پر آئی ہے، اس پر صبر کرو اور اس پر اللہ سے ثواب کے امیدوار رہو، اب بہت جلد اللہ تم کو تیرے صالح باپ دادوں سے ملا

دے گا۔''

چھٹا واقعہ:

میدانِ کربلا کے سارے واقعات کو لکھنا اور ان میں حضرت حسین کا اسوۂ حسنہ دیکھنا تو زیادہ تفصیل کا طالب ہے۔ اب آخر میں آپ خود حضرت امام کے واقعہ شہادت کو دیکھیے کہ جب آپ کا جسم زخموں سے چور ہو گیا اور آپ لڑکھڑا کر زمین پر گر پڑے تو اس وقت بھی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی گود میں پرورش پانے والے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر سواری کرنے والے، نوجوانانِ جنت کے سردار حسین بن فاطمہ بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے اگر کچھ کلمات نکلے تو یہی نکلے:

((صَبْرًا عَلٰی قَضَائِكَ يَا رَبِّ لَا اِلٰهَ سِوَاكَ))

''تیرے فیصلہ پر صابر اور راضی ہوں۔ اے میرے رب! تیرے سوا میرا کوئی معبود نہیں۔''

قرآن کے ورق کی طرح ہے بے مثال
صورت حسین رضی اللہ عنہ کی ہو کہ سیرت حسینؓ کی
اس شانِ فقر پر تو نچھاور ہیں تخت و تاج
ہے آج تک دلوں پہ حکومت حسینؓ کی
شاعر بھی کیا کہے کوئی واعظ بھی کیا بتائے
دوش نبی سے پوچھیے عظمت حسینؓ کی
ایمان اور یقین کی دولت کے باوجود
ہر دَور میں رہی ہے ضرورت حسینؓ کی

(ماہر القادری)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کا سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ جانے سے روکنا

۱۔ سیدنا عبداللہ بن عباس ہاشمی قریشی رضی اللہ عنہما:

جب پتا چلا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کوفہ جانے والے ہیں تو آئے اور فرمایا:

''اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہو کہ لوگ مجھے اور آپ کو برا کہیں گے تو میرا جی چاہتا ہے کہ میں اپنے ہاتھوں میں آپ کے سر کے بال پکڑ لوں اور اس وقت تک نہ چھوڑوں جب تک آپ اپنا پروگرام ملتوی نہ کر دیں۔'' [1]

۲۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما:

عامر بن شرحبیل شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر مکہ میں تھے جب انہیں معلوم ہوا کہ امام حسین عراق کی طرف روانہ ہو چکے ہیں تو آپ نے تین راتوں کی مسافت طے کر کے آپ کو راستہ میں جا لیا اور پوچھا: ''کہاں جا رہے ہو؟''

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''عراق جا رہا ہوں اور آپ نے ان کو عراقیوں کے بھیجے ہوئے خطوط دکھا کر فرمایا کہ یہ ہیں ان کے خطوط اور ان کی بیعت!''

اور ان خطوط میں امام حسین رضی اللہ عنہ کی حمایت کا اعلان تھا (آہ! ظالموں نے آپ کو کس طرح دھوکا دیا!)۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''آپ ان کے پاس نہ جائیں۔''

لیکن امام حسین رضی اللہ عنہ نے وہاں جانے پر اصرار کیا (اور اپنی رائے نہ بدلی)۔

چنانچہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''میں آپ کو ایک حدیث سنانا چاہتا ہوں کہ: جبرائیل علیہ السلام سید الانبیاء محمد

---

[1] البداية و النهاية: ۸/۱۶۱.

کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو دنیا و آخرت میں سے ایک چیز پسند کرنے کا اختیار دیا، تو آپ ﷺ نے آخرت کو پسند کیا اور دنیا سے کنارہ کشی اختیار کی۔

آپ بھی ان کا ٹکڑا ہیں اور اللہ کی قسم! آپ میں سے کوئی شخص بھی سلطنت کو ہاتھ میں نہیں لے سکے گا اور اللہ نے محض اس لیے آپ کو دنیا سے دُور رکھا ہے کہ وہ آپ کو اس سے بہتر چیز (یعنی آخرت کا گھر) عطا فرمانے والا ہے۔''

لیکن آپ نے واپس لوٹنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آپ سے گلے لگ کر رونے لگے اور فرمایا:

''میں تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ ایک مقتول ہونے والے کی صورت میں۔'' ❶

۳۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما:

آپ نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ کیا اس قوم کی طرف جا رہے ہو جس نے آپ کے باپ کو قتل کیا اور آپ کے بھائی کو نیزہ مارا، حسین! ان کے پاس نہ جاؤ! ❷ لیکن سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے جانے پر اصرار کیا۔

۴۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ:

آپ نے فرمایا: اے ابوعبداللہ! میں آپ کو نصیحت کرنے والا ہوں اور مجھے آپ سے بڑی شفقت ہے، مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ کے ساتھ کوفی شیعوں نے خط و کتابت کی ہے اور وہ آپ کو ادھر اپنے پاس آنے کی دعوت دے رہے ہیں، لیکن آپ ان کی طرف نہ جائیں کیونکہ میں نے کوفہ میں آپ کے والدِ گرامی کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا کہ:

''اللہ کی قسم! میں ان سے اکتا گیا ہوں اور مجھے ان سے نفرت ہو گئی ہے

---

❶ البداية و النهاية: ١٦٢/٨.

❷ البداية و النهاية: ١٦٣/٨.

اور یہ بھی مجھ سے اکتا گئے ہیں اور مجھ سے نفرت کرنے لگے ہیں اور ان میں وفا داری کبھی نہ ہو گی اور جس کسی نے ان کے ذریعے کامیابی کی منزل حاصل کر لی، اسے تیر نیم کش کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا، اللہ کی قسم! نہ تو ان کی نیتیں (صحیح) ہیں اور نہ کسی مسئلہ پر فیصلہ کن عزم ہے اور نہ ہی یہ تلوار پر صبر کر سکتے ہیں۔'' [1]

۵۔ مشہور شاعر فرزدق:

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کوفہ کی راہ میں آلِ رسول کے مداح شاعر فرزدق سے ملے اور اس سے پوچھا: ''کہاں سے آ رہے ہو؟''

اس نے کہا: ''عراق سے۔''

آپ نے پوچھا: ''عراقیوں کا کیا حال ہے؟''

اس نے جواب دیا: ''ان کے دل آپ کے ساتھ ہیں اور ان کی تلواریں بنو امیہ کے ساتھ ہیں۔''

تو آپ نے فرمایا: ((وَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ)) ''اللہ ہی سے مدد مطلوب ہے۔'' اور اپنا ارادہ ملتوی نہ کیا۔ ابھی آپ راستے میں ہی تھے کہ آپ کو عمر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے قاصد کے ذریعے مسلم بن عقیل کے قتل کی خبر مل گئی، تو آپ نے واپس لوٹنے کا ارادہ کیا۔ اس سلسلے میں مسلم بن عقیل بن ابو طالب کے بیٹوں سے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا:

''اللہ کی قسم! ہم اپنے باپ کے قاتلوں سے انتقام لیے بغیر نہ لوٹیں گے۔''

تو آپ نے ان کی رائے کا احترام کیا۔ جب عبید اللہ بن زیاد کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نکلنے کی اطلاع ملی تو اس نے حر بن یزید تمیمی کو ایک ہزار (۱۰۰۰) سپاہیوں کا دستہ دے کر بھیجا کہ وہ راستے میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے ملے۔ چنانچہ وہ قادسیہ کے قریب آپ سے ملا اور آپ سے پوچھا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے لختِ جگر! کہاں جا رہے ہو؟

---

[1] البداية و النهاية: ۸/۱۶۳.

آپ نے فرمایا: ''عراق کی طرف۔''

اس نے کہا: ''میں آپ کو حکم دیتا ہوں کہ آپ لوٹ جائیں اور اللہ تعالیٰ مجھے آپ کے متعلق کسی آزمائش میں نہ ڈالے۔ آپ جہاں سے آئے ہیں وہاں لوٹ جائیں یا شام چلے جائیں جہاں یزید بن معاویہ ہے لیکن کوفے نہ جائیں۔ لیکن حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اس کا حکم ماننے سے انکار کر دیا اور آپ نے عراق کی طرف چلنا شروع کر دیا جبکہ حر بن یزید آپ کے سامنے آتا اور آپ کو منع کرتا رہا، آخر حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: ((اِبْتَعِدْ عَنِّیْ، ثَکِلَتْكَ اُمُّكَ!)) ''مجھ سے دُور ہو جا، تیری ماں تجھے گم پائے۔''

حر بن یزید رحمہ اللہ نے کہا: ''اللہ کی قسم اگر آپ کے علاوہ کوئی اور عرب مجھے یہ بات کہتا تو میں اس سے اور اس کی ماں سے قصاص لیتا، لیکن میں کیا کہوں؟ کیونکہ آپ کی ماں، پوری دنیا کی عورتوں کی سردار ہے۔''

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما، سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما، سیّدنا محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما، نے بھی سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ جانے سے روکا۔

امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے والد گرامی امام باقر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:

((هُمْ شِيْعَتُكَ فَسَلِّمْ وُلْدَكَ مِنْهُمْ اَنْ يَّقْتُلُوْهُمْ)) [1]

''اے علی! اپنی اولاد کو اپنے شیعوں سے بچانا کہ وہ انہیں قتل کر دیں گے۔''

طبری نے امام زہری رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ قاتلین حسین رضی اللہ عنہ کو دُنیا ہی میں سزا ملی گئی، کوئی قتل کیا گیا، کسی کا چہرہ کالا سیاہ ہو گیا یا مسخ ہو گیا۔ [2]

---

[1] الكافي: ٨/ ٢٦٠ مطبوعة تهران.

[2] تاريخ طبري: ٥/ ٥٧٥-٥٨٢.

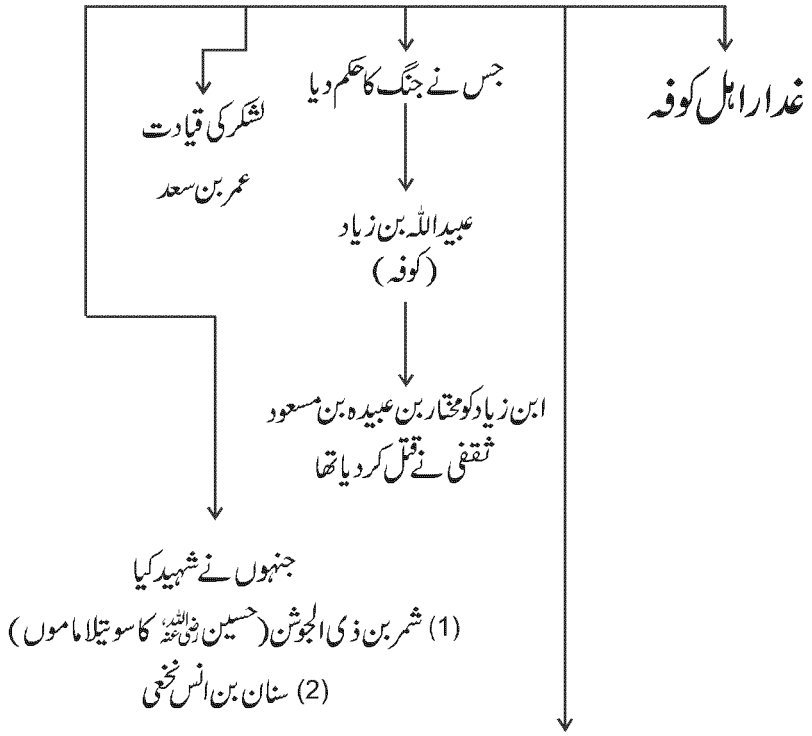

شمر کی پھوپھی ام البنین بنت حرام سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں اور ان کے بطن سے عباس، جعفر، عبداللہ اور عثمان پیدا ہوئے۔

حر بن یزید تمیمی نے ابن زید کے حکم پر قادسیہ کے مقام پر سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ جانے سے روکا اور پوچھا اگر آپ واپس چلے جائیں یا شام یزید کے پاس چلے جاؤ اور بعد میں حر بن یزید سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل گیا تھا۔

سانحۂ کربلا میں شہید ہونے والوں کے اسمائے گرامی

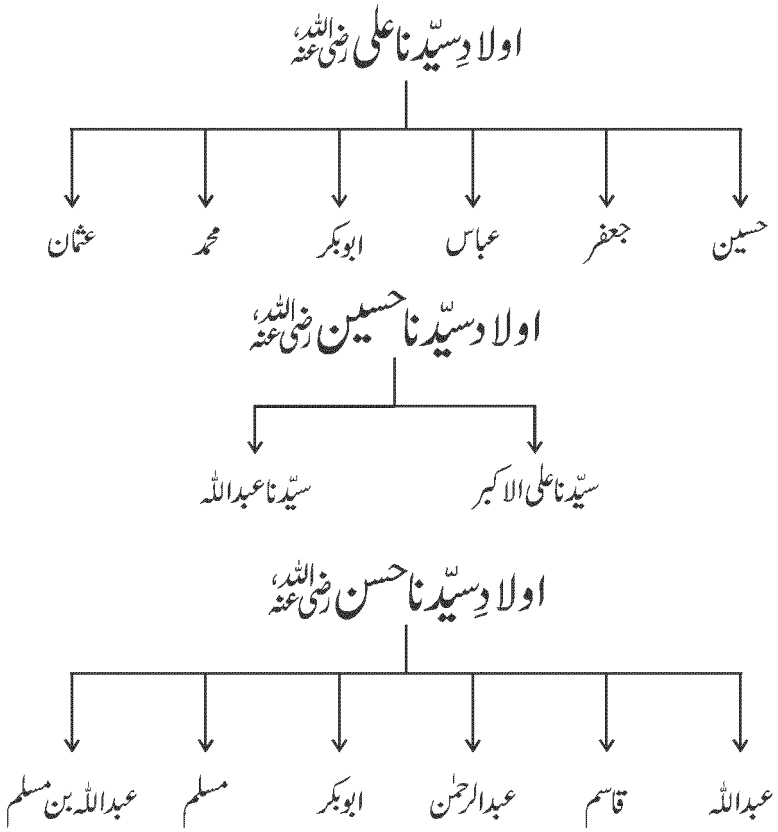

شہادت کے روز دسویں محرم کا مشہور خطبہ:

''افسوس ہو تم پر اے اہلِ کوفہ! کیا تم بھول گئے اپنے خطوں کو اور وہ وعدے جو تم نے کیے تھے اور خدا تعالیٰ کو ان پر گواہ ٹھہرایا تھا۔ افسوس ہو! تم نے لکھا تھا کہ اہل بیت آئیں ہم ان کی مدد اور پیروی میں جانیں تک فدا کر دیں گے۔ پھر جب ہم آئے تو پھر ہم کو ابن زیاد کے حوالے کر رہے ہو اور ان پر دریائے فرات کا پانی بند کرتے ہو واقعی تم اپنے نبی ﷺ کے برے اخلاف ہو کہ ان کی اولاد

کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہو، خدا تعالیٰ تم کو قیامت کے دن سیراب نہ کرے یعنی پانی نہ دے۔'' ❶

یہاں تک کہ کچھ سو خطوط حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور متعدد قاصد حضرت کے پاس جمع ہو گئے اور آخر تک بارہ ہزار خطوط کوفہ سے یہاں پہنچے ان خطوط کے جواب میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو جواب لکھا میں تمہارے پاس مسلم بن عقیل کو بھیجتا ہوں۔ اگر مسلم مجھے لکھیں تو میں بہت جلد تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا۔ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی حضرت مسلم بن عقیل کوفہ پہنچے تو اٹھارہ ہزار کوفی شیعوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پھر اچانک دوسرے روز ہزاروں آدمیوں نے منہ پھیر لیا اور شام تک صرف تیس اور پھر دس آدمی آپ کے ساتھ رہ گئے۔ ❷

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے جب ہمشیرہ زینب کو پریشان حال دیکھا تو ارشاد فرمایا:

''اے بہن! میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں میری جدائی پر صبر کرنا، ہرگز نہ رونا پیٹنا، نہ بال نوچنا نہ گریبان چاک کرنا، تم سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہو جیسے انہوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر صبر کیا تھا تم میری شہادت پر صبر کرنا۔'' ❸

سیّدنا عمارہ بن عمیر بیان کرتے ہیں کہ جب عبیداللہ بن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے سر کاٹ کر مسجد میں ترتیب سے رکھے گئے تو میں بھی وہاں گیا تو وہاں موجود لوگ شور مچا رہے تھے وہ آ گیا وہ آ گیا کہ ایک سانپ آیا جو سروں کے درمیان سے گزر کر عبیداللہ بن زیاد کے نتھنوں میں داخل ہوا اور تھوڑی دیر بعد نکل کر غائب ہو گیا۔ اچانک لوگوں نے پھر کہا کہ وہ آ گیا وہ آ گیا۔ اس طرح سے سانپ نے دو یا تین مرتبہ ایسا کیا۔ ❹

---

❶ ذبح عظيم بحواله ناسخ التواريخ، ص: ٣٣٥.

❷ جلاء العيون، ج ٢، ص: ١٤٣، ١٦٤.

❸ جلاء العيون، ص: ٣٨٢، مترجم.

❹ جامع ترمذی، كتاب المناسك، باب مناقب الحسن و الحسين، ص: ٣٧٨۔ امام ترمذی نے اسے ''حسن صحيح'' اور محدث البانی نے اسے ''صحيح'' کہا ہے۔

سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے ابن زیاد سے کہا کہ مجھے واپس جانے دو یا محاذ پر جانے دو یا یزید کے پاس جانے دو۔ ❶

ہلال بن اساف (ثقہ تابعی) سے روایت ہے کہ (سیّدنا) حسین (رضی اللہ عنہ) شام کی طرف یزید (بن معاویہ بن ابی سفیان) کی طرف جا رہے تھے، کربلا کے مقام پر انہیں عمر بن سعد، شمر بن ذی الجوشن اور حصین بن نمیر وغیرہم کے لشکر ملے۔ (امام) حسین نے فرمایا: مجھے یزید کے پاس جانے دو تاکہ میں اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے دوں (بیعت کر لوں)۔ انہوں نے کہا: نہیں، ابن زیاد کے فیصلے پر اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو۔ ❷

سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو جب شہید کیا گیا تو آپ کا سر مبارک عبیداللہ بن زیاد (ابن مرجانہ، ظالم مبغوض) کے سامنے لایا گیا تو وہ ہاتھ کی چھڑی کے ساتھ آپ کے سر کو کریدنے لگا۔ یہ دیکھ کر سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حسین (رضی اللہ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔ ❸

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کسی (عراقی) نے مچھر (یا مکھی) کے (حالتِ احرام میں) خون کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: اسے دیکھو، یہ (عراقی) مچھر کے خون کے بارے میں پوچھ رہا ہے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے (نواسے) کو قتل (شہید) کیا ہے۔ ❹

سعد بن عبیدہ (ثقہ تابعی) بیان کرتے ہیں کہ میں نے (سیّدنا) حسین (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا، آپ ایک کپڑے (برود) کا جبہ (چوغہ) پہنے ہوتے تھے۔ عمرو بن خالد الطھوی نامی ایک شخص نے آپ کو تیر مارا جو آپ کے چوغے سے لٹک رہا تھا۔ ❺

---

❶ منتهى الوصول، ص: ٣٩٨ عباس قمى.

❷ كتاب جمل من انساب الاشراف للبلاذرى: ١٣٤٩/٣.

❸ صحيح بخارى، رقم: ٣٧٤٨.

❹ صحيح بخارى، رقم: ٥٩٩٤، ٣٧٥٣.

❺ تاريخ دمشق لابن عساكر: ٢١٤/١٤.

٦۔ سیّدہ امامہ رضی اللہ عنہا بنت زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :

سیّدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نماز کی جماعت کرا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا کو اپنے کندھے پر اٹھایا ہوا تھا۔ رکوع و سجود میں جاتے وقت اسے فرش پر بٹھا دیتے اور جب سجدے سے سر اٹھاتے تو اسے دوبارہ اٹھا لیتے تھے۔ ❶

حبشہ کے بادشاہ نجاشی رحمہ اللہ نے ایک انتہائی قیمتی انگوٹھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجی جس میں بہت قیمتی نگینہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ امامہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان کے ہاتھ میں وہ انگوٹھی پہنا دی۔ ❷

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عقیق کا قیمتی ہار تحفے میں پہنچا۔ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میرے اہل بیت میں سے مجھے جو سب سے زیادہ محبوب ہے یہ ہار میں اسے دوں گا۔ عورتوں نے کہہ دیا یہ ہار بھی ابوقحافہ کی بیٹی لے جائے گی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ امامہ بنت زینب رضی اللہ عنہا کو بلایا اور وہ ہار ان کے گلے میں ڈال دیا۔ ❸

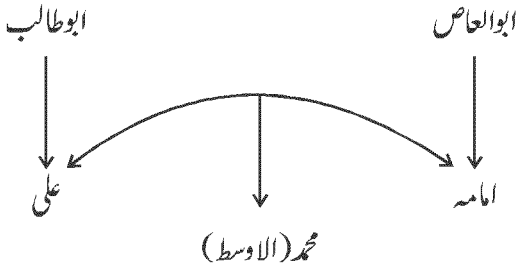

سیّدہ امامہ رضی اللہ عنہا کی دوسری شادی سیّدنا امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیّدنا مغیرہ بن نوفل رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے سیّدہ امامہ رضی اللہ عنہا کو ان سے بھی ایک بیٹا یحییٰ عطا فرمایا اور یہیں سے آپ رضی اللہ عنہا ام یحییٰ کی کنیت سے مشہور ہوئیں۔

---

❶ صحيح مسلم، رقم الحديث: ٥٤٣.

❷ الإصابة: ٨/٢٥.

❸ الاصابة: ٨/٢٥.

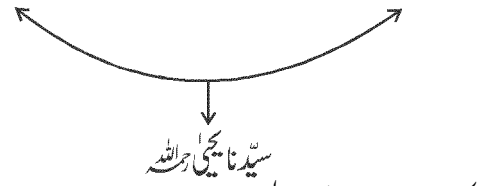

۹۔ سیّدہ ام کلثوم بنت فاطمہ وعلی رضی اللہ عنہما:

سیدہ اُم کلثوم بنت علی بن ابی طالب الہاشمیہ القرشیہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ یہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بچوں سیدنا حسن، حسین اور زینب رضی اللہ عنہم کی حقیقی بہن ہے، ان کی والدہ کا نام سیدۃ نساء اہل الجنۃ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا ہیں۔ اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما نے عہد نبوت کے آخری دنوں میں جنم لیا۔ ان کی مدینہ منورہ میں اپنے نانا جان حبیب کبریاء سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ولادت با سعادت ہوئی۔ اس نومولود کی آمد سے خانہ نبوی کے ہر فرد نے خوشی کا اظہار کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام اس کی خالہ کے نام پر ام کلثوم رضی اللہ عنہا رکھا۔ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے اپنے نانا جان رسولِ کریم علیہ السلام کو دیکھنے کی سعادت حاصل کی لیکن بچپنے کی وجہ سے آپ سے کوئی حدیث بیان نہیں کی، چونکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اس وقت ان کی عمر صرف پانچ برس تھی۔

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو خواتین اہل بیت میں بڑا اہم مقام ومرتبہ حاصل تھا۔ اس خاندان سے اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی آلودگی کو دُور کر دیا تھا اور اسے اچھی طرح پاک کر دیا تھا۔

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے خصوصی دعا فرمائی: ''اے اللہ! میں اس (فاطمہ) اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔'' [1]

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جب بے شمار خوبیوں کی سنگم، قابل ستائش اور معزز خاندان کی چشم و چراغ سیدہ ام کلثوم کے بارے میں سوچا تو وہ اس سلسلے میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے

[1] صحیح ابن حبان، رقم: ٦٩٤٤۔ طبرانی کبیر، رقم الحدیث: ١٠٢١۔ مسند احمد بن حنبل، رقم: ١٣٤٢.

ملے اور ان سے نہایت عمدہ انداز میں رسول اللہ ﷺ کے خاندان کے ساتھ تعلق قائم کرنے کی خواہش کا اظہار کیا کیونکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان عالی شان سنا تھا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((كُلُّ سَبَبٍ وَ نَسَبٍ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا سَبَبِيْ وَ نَسَبِيْ)) ❶

''قیامت کے دن ہر سبب اور نسب منقطع ہو جائے گا سوائے میرے سبب اور نسب کے۔''

امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا رشتہ مانگا تو انہوں نے عارضہ پیش کیا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں رسول اللہ ﷺ کے خاندان سے اپنا نسبی تعلق قائم کرنا چاہتا ہوں، میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں میں ہر طرح سے خیال رکھوں گا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے شادی کرنے کی ہاں کر دی اور اس کے بعد شادی کا اہتمام کیا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے مطالبے کے برآنے پر خوشی کا اظہار کیا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حق میں برکت کی دعا کی۔

ایک دن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان صحابہ کرام کے پاس تشریف لائے اور ان کی طرف متوجہ ہو کر مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے جماعت مہاجرین اور میرے مخلص ساتھیو! مجھے مبارک باد دو۔ سب نے کہا: اے امیر المومنین! کس بات کی؟ فرمایا: میں نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے شادی کر لی ہے جو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہیں۔ ❷

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام سے فرمایا: مجھے نبی کریم ﷺ کی صحبت میں عرصہ دراز سے رہنے کا اعزاز حاصل ہے لیکن میری دلی خواہش تھی کہ میرا آپ کے ساتھ خاندانی تعلق و رشتہ قائم ہو جائے، لہٰذا اس رشتے سے میری یہ دلی خواہش بھی پوری ہو گئی۔

---

❶ مستدرك حاكم: ۱۴۲/۳۔ حاکم نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

❷ بحواله در المعابة، ص: ۵۴۹.

فصل نمبر ٦:

حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی اولاد و احفاد

سیّدنا علی بن حسین زین العابدین رحمہ اللہ:

نام علی بن حسین کنیت ابو محمد اور لقب زین العابدین سجاد ہے۔

تاریخ پیدائش: بروز ہفتہ مدینہ منورہ ۱۵ جمادیٰ اولیٰ ۳۸ ہجری۔

تاریخ وفات: ۲۱ محرم ۹۴ ہجری، دفن جنت البقیع۔

والدہ کا نام: سلامہ یا غزلہ ہے اور شہر بانو کے نام سے مشہور ہوئیں۔

امام یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((هُوَ اَفْضَلُ هَاشِمِیٍّ رَاَیْتُهٗ فِی الْمَدِیْنَةِ یَقُوْلُ یَا اَهْلَ الْعِرَاقِ اَحِبُّوْنَا حُبَّ الْاِسْلَامِ وَ لَا تُحِبُّوْنَا حُبَّ الْاَصْنَامِ فَمَا بَرِحَ بِنَا حَکِیْمٌ حَتّٰی صَارَ عَارًا عَلَیْنَا)) ❶

''آپ ہاشمی خانوادے کے ممتاز چشم و چراغ ہیں۔ میں نے انہیں مدینہ میں دیکھا، آپ فرما رہے تھے اے اہل عراق تم ہم سے اسلام کی تعلیمات کے تحت محبت رکھو اصنام کی طرح پرستش سے باز رہو۔ تمہاری محبت ہم پر بدنما داغ بن گئی ہے۔''

امام احمد بن سعد رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں:

((کَانَ ثِقَةً مَامُوْنًا کَثِیْرَ الْحَدِیْثِ عَالِیًا رَفِیْعًا وَرَعًا)) ❷

''آپ ثقہ معتمد اور کثیر الحدیث تھے اور بڑے نفیس متقی اور عالی مرتبہ انسان تھے۔''

امام محمد بن شہاب زہری رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں:

((لَمْ اَرَهَا هَاشِمِیًّا اَفْضَلُ مِنْ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ)) ❸

---

❶ طبقات ابن سعد: ٥/٢١٤. ❷ تهذیب الکمال و ابن سعد: ٥/٢١٤، ص: ٢٣٧.

❸ صفة الصفوة: ٢/٩٩.

''میں نے سیّدنا علی بن حسین سے افضل کسی ہاشمی کو نہ پایا۔''

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ زین العابدین کے بارے میں رقمطراز ہیں:

''سیّدنا علی بن حسین رحمہ اللہ کبار تابعین میں سے تھے اور علم اور دین کے لحاظ سے ائمہ میں شمار ہوتے تھے۔ ❶

امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''سیّدنا علی بن حسین رحمہ اللہ تمام اہل بیت میں نیکی اور فضیلت کے لحاظ سے اعلیٰ ترین لوگوں میں سے تھے۔ مروان بن حکم اور عبدالملک بن مروان ان سے بہت زیادہ محبت رکھتے تھے۔'' ❷

رجال الکشی میں شیعہ کے ایک بڑے عالم ابوعمرو ''محمد بن عمر الکشی'' نے امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہ کا فرمان نقل کیا ہے کہ سیّدنا زین العابدین سیّدنا علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم نے ارشاد فرمایا:

''یہود نے سیّدنا عزیر علیہ السلام سے محبت کا دعویٰ کیا اور ان کے بارے میں ان کو جو کچھ کہنا تھا انہوں نے کہا (یعنی اللہ کا بیٹا بنا دیا) تو نہ عزیر علیہ السلام ان سے ہیں اور نہ ہی ان لوگوں کا سیّدنا عزیر علیہ السلام سے کوئی تعلق ہے یعنی سیّدنا عزیر علیہ السلام ان کی غلو بازی سے بریٔ الذمہ ہیں، اور نصاریٰ نے سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام سے محبت کا دعویٰ کیا حتیٰ کہ انہوں نے ان کے بارے میں غلو بازی سے کام لیا اور ان کے بارے میں جو کہنا تھا وہ کہا تو نہ ہی سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کا ان سے کوئی رشتہ ہے اور نہ ہی ان لوگوں کا ان سے کوئی تعلق ہے اور ہم لوگ بھی ان کے نقش قدم پر قائم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے پیروکار اور ماننے والے بھی ہم سے محبت کا دعویٰ کریں گے اس کے بعد وہ غلو بازی کا شکار ہو جائیں گے اور ہمارے بارے میں وہی کہیں گے جو یہودیوں نے سیّدنا عزیر کے بارے میں کہا تھا اور نصاریٰ نے

---

❶ منهاج السنة النبوية: ٤/٤٨.

❷ تهذيب الكمال: ١٣/٢٣٨، ٢٤٠.

سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہا السلام کے بارے میں بطور غلو کہا تھا اس لیے ہم اعلان کر کے صاف طور پر کہہ رہے ہیں کہ ہمیں ان سے کوئی سروکار نہیں کیونکہ نہ تو وہ ہم سے ہیں اور نہ ہم ان سے ہیں۔'' ❶

علامہ ابن سعد رحمہ اللہ امام زین العابدین رحمہ اللہ کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں:

''سیّدنا علی بن حسین رحمہ اللہ معتبر ثقہ بلند مرتبہ عظیم الشان اور پرہیز گار شخصیت تھے ان سے بہت زیادہ احادیث مروی ہیں۔'' ❷

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں:

''یہ انتہائی معتبر ثقہ عبادت گزار علم وفقہ کی حامل مشہور شخصیت تھے۔'' ❸

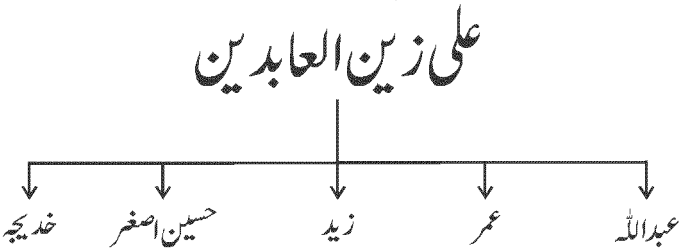

امام محمد باقر بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم:

لقب باقر، کنیت ابوجعفر۔

پیدائش پہلی رجب ۵۷ ہجری مدینہ منورہ شہادت ۷ ذی الحج ۱۱۴ ہجری۔

امام باقر رحمہ اللہ تین سال کے تھے جب سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

((كَانَ اَحَدٌ مِنْ جَمْعِ بَيْنَ الْعِلْمِ وَ الْعَمَلِ وَ السُّوْدِ وَ الشَّرَفِ وَ الثِّقَةِ وَ اَرْزَانَةِ وَ كَانَ اَهْلًا لِلْخِلَافَةِ وَ لَقَدْ كَانَ اِمَامًا مُجْتَهِدًا تَالِيًا لِكِتَابِ اللّٰهِ)) ❹

---

❶ رجال الكشي، ص: ١١١.
❷ الطبقات لابن سعد: ٤٢٢/٥.
❸ تقريب التهذيب، ص: ٦٩٣.
❹ سير اعلام النبلاء: ٤٠٣/٤.

''آپ ان ہستیوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے علم وعمل سیادت و شرافت ثقاہت اور رزانت کو جمع کیا ہوا تھا اور آپ خلافت کے اہل تھے آپ عظیم امام مجتہد اور کتاب اللہ کی تلاوت کرنے والے تھے۔''

امام محمد بن سعد رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں:

((كَانَ ثِقَةَ كَثِيْرَ الْحَدِيْثِ)) ❶

''آپ ثقہ اور کثیر الحدیث بزرگ تھے۔''

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

''ابوجعفر محمد بن علی انتہائی دین دار اور بہترین عالم تھے کہا گیا ہے کہ انہیں باقر اس لیے کہا جاتا تھا کہ انہوں نے علم کی خوب تحقیق کی اس بنا پر نہیں کہ کثرت و سجود کی وجہ سے ان کی پیشانی زخمی ہوگئی تھی۔'' ❷

علامہ ذہبی رحمہ اللہ یوں مدح سرا ہیں:

''مسلمانوں کے سردار، ابوجعفر محمد بن علی بن حسین بن علی، علوی، فاطمی، مدنی، امام زین العابدین کے بیٹے، وہ علم وعمل، سیادت، شرف، بزرگی، ثقاہت اور متانت کا مجسمہ تھے۔ بلاشبہ خلافت کے قابل تھے۔ ان بارہ ائمہ میں سے ایک ہیں جن کی امامیہ شیعہ حد درجہ تعظیم کرتے ہیں، بلکہ ان کو معصوم سمجھتے ہیں اور ان کے بارے میں تمام مسائل دین کی معرفت کا دعویٰ کرتے ہیں، حالانکہ صرف فرشتے اور انبیاء ہی معصوم ہیں۔ ان کے علاوہ ہر شخص صحیح بھی کہہ سکتا ہے اور غلط بھی۔ اس کا قول لیا بھی جا سکتا ہے اور چھوڑا بھی جا سکتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کہ وہ من جانب اللہ معصوم ہیں اور ان کو ہر وقت وحی کے ساتھ تائید حاصل رہتی ہے۔ حضرت ابوجعفر ''باقر'' کے لقب سے مشہور ہیں کہ انہوں نے علم کی اچھی طرح تحقیق کی تھی اور علم کی مخفیات تک ان کی رسائی تھی۔ وہ مجتہد

---

❶ تهذيب الكمال: ٦/٤٤٢.

❷ منهاج السنة النبوية: ٤/٥٠.

امام تھے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب کو بخوبی پڑھنے اور جاننے والے تھے۔ غرض وہ عظیم الشان شخصیت تھے۔''

نیز فرماتے ہیں:

''امام نسائی رحمہ اللہ وغیرہ نے انہیں مدینہ منورہ کے فقہاء تابعین میں شمار کیا ہے اور حفاظِ محدثین کا اجماع ہے کہ ان کی نقل کردہ حدیث سے حجت پکڑی جاسکتی ہے۔'' ❶

امام جعفر صادق بن محمد باقر رحمہ اللہ:

پیدائش: ۱۷ ربیع الاوّل (۸۳، ۸۷ ہجری) مدینہ منورہ

شہادت: ۲۵ شوال (۱۴۸ ہجری)

لقب:.....صادق **کنیت**:.....ابوعبداللہ

دفن:..... جنت البقیع

آپ بڑے زاہد و دانا تھے۔ ایک دفعہ خلیفہ منصور کے اوپر مکھی بیٹھی تو اس نے اسے دور ہٹایا، وہ دوبارہ بیٹھ گئی، اس نے پھر اسے سختی سے دور ہٹایا، اتنے میں امام جعفر صادق رحمہ اللہ بھی آ گئے، چنانچہ منصور نے کہا: اے ابوعبداللہ! اللہ تعالیٰ نے مکھی کیوں پیدا کی ہے؟ آپ نے جواباً فرمایا: جبابرہ کو ہیچ کر دکھانے کے لیے۔ ❷ امام ذہبی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں:

((جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الشَّهِيْدِ اَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ رَيْحَانَةُ النَّبِيِّ ﷺ وَ سِبْطُهٗ وَ مَحْبُوْبُهُ الْحُسَيْنُ بْنُ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَبِیْ الْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ عَبْدِ مُنَافِ بْنِ شَيْبَةَ وَ هُوَ عَبْدُالْمُطَّلَبِ بْنُ هَاشِمٍ وَ اِسْمُهٗ عَمْرُو بْنُ عَبْدِ مُنَافِ بْنِ قُصَيٍّ اَلاِمَامُ الصَّادِقُ شَيْخُ بَنِیْ هَاشِمٍ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ الْقُرْشِيُّ الْهَاشِمِيُّ)) ❸

''امام جعفر بن محمد بن علی زین العابدین بن سبط رسول اللہ و ریحانہ النبی ومحبوب

---

❶ سير اعلام النبلاء: ٤/٤٠١-٤٠٣. ❷ صفة الفوة: ٢/١٧٠.

❸ سير اعلام النبلاء: ١/٤٠٤.

سیّد المرسلین ابوعبداللہ الشہید بن امیر المومنین ابوالحسن علی بن ابی طالب عبد مناف بن شیبہ جسے عبدالمطلب بن ہاشم کہا جاتا ہے اسی کا نام عمرو بن عبد مناف بن قصی تھا۔ آپ صادق امام اور بنی ہاشم کے شیخ اور اَعلام میں سے ایک علم ہیں۔ کنیت ابوعبداللہ قرشی ہاشمی ہے۔''

امام ابوحاتم رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں:

((ثِقَةٌ لَّا يُسْاَلُ عَنْ مِّثْلِهٖ)) ❶

''آپ ثقہ ہیں آپ جیسے آدمی کے متعلق پوچھا نہیں جا سکتا۔''

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں:

((مَا رَاَيْتُ اَفْقَهَ مِنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ)) ❷

''میں نے امام جعفر بن محمد الصادق سے بڑھ کر کسی کو فقیہ نہیں پایا۔''

بعض شیعہ نے امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے:

((وُلِدَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ خَدِيْجَةَ: الْقَاسِمُ، وَالطَّاهِرُ، وَأُمُّ كُلْثُوْمٍ، وَرُقَيَّةُ، وَفَاطِمَةُ، وَزَيْنَبُ.))

''سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے رسول اکرم ﷺ کی اولاد یہ تھی: قاسم، طاہر، ام کلثوم، رقیہ، فاطمہ اور زینب رضی اللہ عنہم۔'' ❸

اگرچہ اصول محدثین کے مطابق اس قول کی سند سخت ترین ''ضعیف'' ہے، لیکن اسے نقل کرنے والے شیعہ کے اصولوں کے مطابق یہ قول بالکل صحیح اور ثابت ہے۔

ایک شیعہ امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے:

((وُلِدَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ خَدِيْجَةَ: الْقَاسِمُ، وَالطَّاهِرُ، وَهُوَ عَبْدُاللّٰهِ، وَأُمُّ كُلْثُوْمٍ، وَرُقَيَّةُ، وَزَيْنَبُ، وَفَاطِمَةُ.))

---

❶ تهذيب الكمال: ١/٤٧٠.
❷ تهذيب الكمال: ١/٤٧٠.
❸ قرب الإسناد للحميري: ٣/٩ـ بحار الأنوار للمجلسي: ٢٢/١٥١.

''رسول اللہ ﷺ کی سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر سے اولاد یہ تھی: قاسم، عبداللہ طاہر، ام کلثوم، رقیہ، زینب اور فاطمہ رضی اللہ عنہم۔'' ❶

امام جعفر صادق کے آباء واجداد، اولاد اور تلامذہ کا جدول درجِ ذیل ہے:

امام جعفر صادق (والدہ والد)

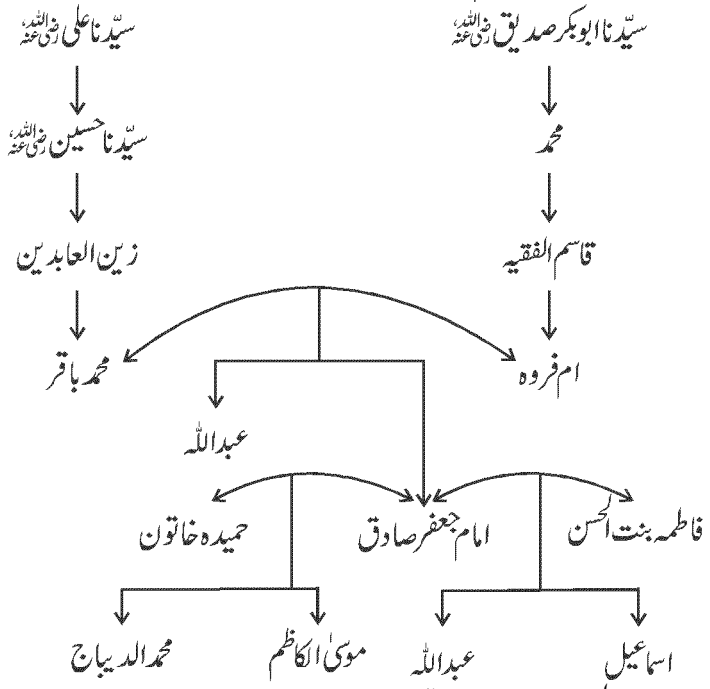

فاطمہ بنت الحسن Slave باندی تھیں، خریدنے کے بعد آزاد کر کے شادی کی۔

امام جعفر صادق کے شاگرد

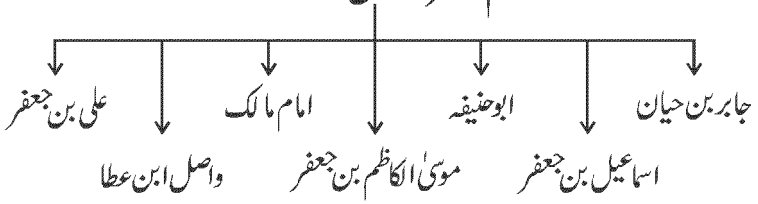

❶ الخصال لابن بابویه القمّی، ص: ٤٠٤.

سیّدنا امام جعفر صادق رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے دو مرتبہ جنا ہے۔

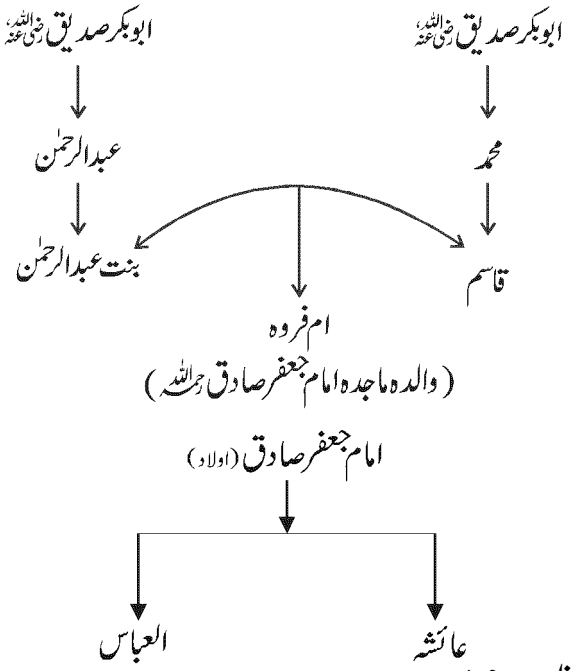

امام موسیٰ کاظم بن جعفر صادق رحمہ اللہ:

پیدائش: ۷ صفر ۱۲۸ ہجری، شہر مدینہ المنورہ

شہادت: ۲۵ رجب ۱۸۳ ہجری

اولاد: ۱۹ بیٹے ۱۸ بیٹیاں

لقب: باب الحوائج

کنیت: ابوابراہیم

امام ذہبی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

((كَانَ مُوْسٰى مِنْ أَجْوَادِ الْحُكَمَاءِ وَ مِنَ الْعِبَادِ الْأَتْقِيَاءِ .)) [1]

---

[1] ميزان الاعتدال: ٤/ ٤٠٢.

امام موسیٰ الکاظم دانش مند سخیوں اور متقی عبادت گزاروں میں سے تھے۔

امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

((ثقة صدوق امام من أَئِمَّةِ المسلمين .)) ❶

''آپ ثقہ اور صدوق تھے اور آئمۃ المسلمین میں سے ایک امام تھے۔''

امام یحییٰ بن الحسن بن عبیداللہ رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

((كان موسى بن جعفر يدعى العبد الصالح عن عبادتهِ واجتهاده .)) ❷

''امام موسیٰ کاظم بن جعفر کثرت عبادت کی وجہ سے عبد صالح کے نام سے پکارے جاتے تھے۔''

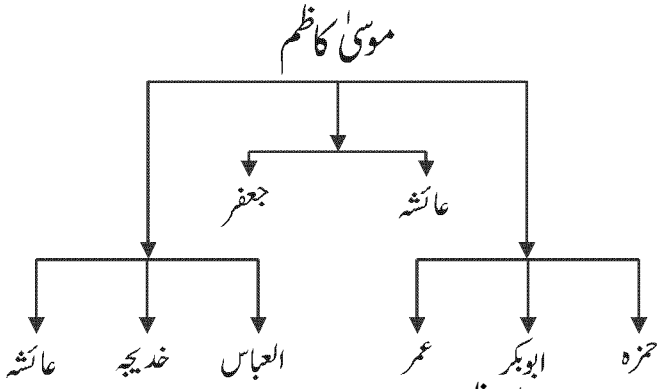

امام علی الرضا بن موسیٰ کاظم رحمہ اللہ:

تاریخ پیدائش: ۱۱ ذی القعد ۱۴۸ ہجری مدینۃ المنورہ

لقب: رضا — کنیت: ابوالحسن الثانی

والدہ: نجمہ — وفات: ۲۹ صفر ۲۰۳ ہجری

وجہ وفات: شہادت — جائے وفات: مشہد ایران

❶ تهذيب المكال: ٤٥٤/٧ـ سير اعلام النبلا: ٢٧٠/٦.

❷ سير اعلام النبله: ٢٧١/٦.

امام ذہبی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

((كَانَ مِنَ الْعِلْمِ وَ الدِّيْنِ وَ السُّؤْدَدِ بِمَكَانٍ .)) ❶

''آپ علم دین اور سیادت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔''

امام رضا رحمہ اللہ سے بحارالانوار ۱۲۴/۲ میں روایت ہے کہ امام رضا رحمہ اللہ سے اپنے آباء کے واسطے منقول ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ میرے خلفاء پر رحم فرما آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہی دعا فرمائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا آپ کے خلفا کون ہیں؟ فرمایا جو میرے لیے آئیں گے اور میری احادیث وسنن کو بیان کریں گے اور میرے بعد لوگوں تک ان کو پہنچائیں گے۔

امام عبدالسلام بن ابی صالح ابوصلت ہروی امام علی بن موسیٰ رضا سے وہ اپنے والد گرامی (امام موسیٰ کاظم) سے وہ امام جعفر بن محمد سے وہ اپنے والد (امام محمد باقر) سے وہ امام علی (زین العابدین) بن حسین سے وہ اپنے والد سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ سے وہ سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایمان دل سے پہنچاننے زبان سے اقرار کرنے اور ارکان (اسلام) پر عمل کرنے کا نام ہے۔ ❷

اولاد کا جدول درجِ ذیل ہے:

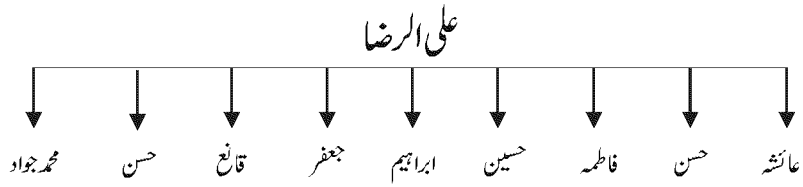

امام محمد الجواد بن علی الرضا رحمہ اللہ:

لقب: تقی الجواد کنیت: ابوجعفر

تاریخ پیدائش: ۱۵ رمضان، ۱۹۵ ہجری مدینۃ المنورہ

❶ سير اعلام النبلاء: ۳۸۷/۹.

❷ سنن ابن ماجه، رقم: ٦٥ ـ طبراني اوسط، رقم: ٦٢٥٤.

تاریخ وفات: ۳۰ ذلقعد ۲۲۰ ہجری

وجہ وفات: شہادت

آپ فرمایا کرتے:

((مَنِ اسْتَفَادَ اَخًا فِی اللّٰہِ فَقَدِ اسْتَفَادَ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ)) ❶

''جس نے اپنے دینی بھائی سے استفادہ کیا گویا کہ اس نے اپنا گھر جنت میں بنالیا۔''

امام ذہبی فرماتے ہیں:

''آپ کو جواد، قناعت پسند اور مرتضیٰ جیسے القاب سے پکارا جاتا تھا۔'' ❷

امام علی الہادی النقی (علی بن محمد بن علی):

کنیت: ابوالحسن ثالث

پیدائش: مدینۃ المنورہ (Surayya village) ۲۱۴ ہجری

والد: محمد تقی رحمہ اللہ

والدہ: سیدہ سمانہ

تاریخ وفات: ۳۰ رجب ۲۵۴ ہجری

وجہ وفات: شہادت

امام علی رضا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں فرماتے ہیں:

''جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تو ان کو اپنے ساتھ کلام کرنے کے لیے منتخب کیا، ان کے لیے سمندر میں راستے بنائے، بنی اسرائیل کو نجات دی اور ان کو تورات اور صحیفے دیئے تو انہوں نے اپنے پروردگار کے پاس اپنے بلند مقام و مرتبے کو دیکھ لیا، اس پر سیدنا موسیٰ نے کہا: پروردگار! اگر آل محمد

---

❶ موسوعة آل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ص: ٤٥١.

❷ دول الاسلام: ١٣٣/١.

اسی طرح ہیں تو انبیاء کرام کے ساتھیوں میں کوئی ایسا ہے جو آپ کے نزدیک میرے ساتھیوں سے باعزت ہو؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: موسیٰ! کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ محمد ﷺ کے صحابہ کی فضیلت رسولوں کے تمام ساتھیوں پر ایسی ہی جیسے آل محمد کو تمام نبیوں کے آل پر فضیلت حاصل ہے اور جس طرح محمد کو تمام نبیوں پر فضیلت حاصل ہے۔ موسیٰ نے کہا: میرے پروردگار! کاش میں ان کو دیکھتا! اللہ نے ان کی طرف وحی کی: موسیٰ! تم ان کو نہیں دیکھ سکتے، کیونکہ ان کے ظاہر ہونے کا وقت نہیں ہے، لیکن تم ان کو جنت میں محمد کے ساتھ اس کی نعمتوں میں مگن اور اس کی بہترین چیزوں سے لطف اندوز ہوتے ہوئے دیکھو گے۔''

علی الہادی (اولاد)

↓

عائشہ

حسن بن علی العسکری رحمہ اللہ:

کنیت: ابومحمد — تاریخ ولادت: ۸ ربیع الثانی ۲۳۲ ہجری

والدہ: سلیل رحمہا اللہ — تاریخ وفات: ۸ ربیع الاول ۲۵۶ ہجری

وجہ وفات: شہادت

امام عسکری حدیث قدسی بیان کرتے ہیں، جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اللہ عزوجل فرماتا ہے: موسیٰ کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ محمد کے ساتھیوں کی فضیلت تمام رسولوں کے ساتھیوں پر ویسی ہی ہے جیسے آل محمد کی فضیلت تمام نبیوں کے آل پر ہے اور محمد کی فضیلت تمام رسولوں پر ہے۔ ❷

---

❶ بحار الانوار: ۱۳/ ۳٤۰۔ تاویل الآیات: ٤۱۱.

❷ تفسیر امام العسکری: ۳۱.

سیّدنا حسن بن زید بن حسن رضی اللہ عنہم:

پیدائش: ۸۳ھ

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے تھے اپنے وقت میں بنو ہاشم کے بڑے شرفاء اور سرداروں میں سے تھے۔ خلیفہ منصور عباسی نے آپ کو مدینہ المنورہ کا امیر مقرر فرمایا تھا۔

سیّدنا حسن بن زید بن حسن بن علی رضی اللہ عنہم کا گھر:

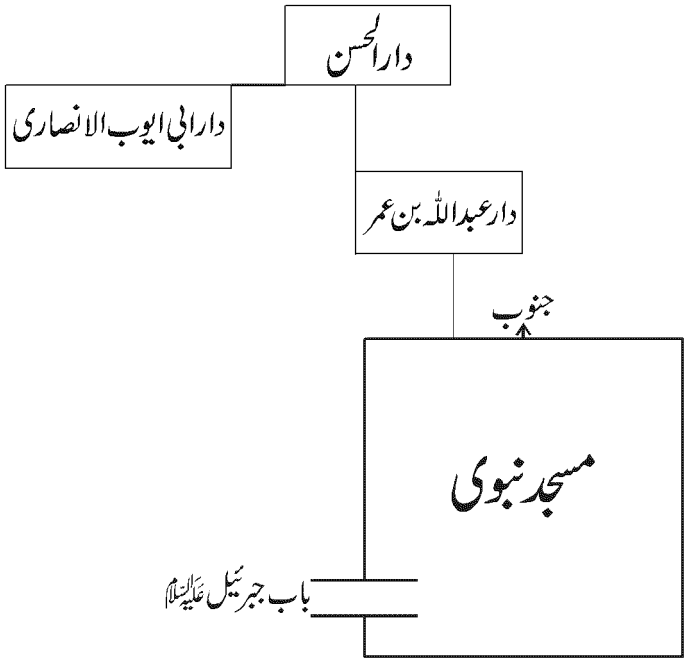

اور اب سیّدنا حسن کا گھر بھی مسجد نبوی میں شامل ہو چکا ہے۔ ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۸۵۳ء میں شیخ الاسلام عارف حکمت رحمہ اللہ نے دارحسن پر کتب خانہ تعمیر کروایا تھا جو کہ بعد میں مکتبہ عارف حکمت کے نام سے مشہور ہوا۔

سیّدنا محمد بن علی بن ابی طالب رحمۃ اللہ علیہ:

علامہ ابن حبان رحمہ اللہ کتاب الثقات لابن حبان جلد نمبر ۵ ص: ۳۴۷ پر رقمطراز ہیں کہ:

''سیّدنا محمد بن علی بن ابی طالب رحمہ اللہ اہل بیت کے افضل ترین لوگوں میں

سے تھے۔''

علامہ مزی رحمہ اللہ اپنی ماہر ناز کتاب تہذیب الکمال میں رقم طراز ہیں کہ امام احمد بن عبداللہ عجلی رحمہ اللہ ان کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''وہ ثقہ تابعی اور انتہائی نیک شخصیت تھے۔''

علامہ ذہبی رحمہ اللہ سیر اعلام النبلاء:۴/ ۱۱۵ ابن عامر کے حوالہ سے یوں رقمطراز ہیں کہ:

''سیّدنا محمد بن علی رحمہ اللہ کی کنیت ابو القاسم تھی وہ انتہائی پرہیز گار اور متبحر عالم دین تھے۔''

مہدی منتظر کا عقیدہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک:

صحیح احادیث سے یہ ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ قرب قیامت میں اہل بیت کے ایک آدمی کا ظہور کرے گا اور اس کے ذریعے سے دین اسلام کو قوت بخشے گا وہ سات سالوں تک حکومت کرے گا، روئے زمین کو عدل وسلامتی سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے وہ بھری ہوئی ہوگی۔ اس کے دور حکومت میں امت مسلمہ ایسی خوش حال ہوگی کہ کبھی اسے یہ خوش حالی میسر نہ ہوئی ہوگی زمین کی پیداوار بڑھ جائے گی اور آسمان سے بارش کا نزول ہوگا وہ بلاحساب وکتاب پوری فراوانی سے مال تقسیم کرے گا، بطور دلیل اس باب کی چند احادیث یہاں ذکر کی جارہی ہیں۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَخْرُجُ فِيْ آخِرِ أُمَّتِيْ الْمَهْدِيْ يَسْقِيْهُ اللّٰهُ الْغَيْثَ، وَ تَخْرُجُ الْاَرْضُ نَبَاتُهَا وَ يُعْطِي الْمَالَ صَحَّاحًا، وَ تَكْثُرُ الْمَاشِيَةُ وَ تَعْظِمُ الْأُمَّةُ وَ يَعِيْشُ سَبْعًا اَوْ ثَمَانِيًا.)) [1]

''میری امت کے آخر میں مہدی کا خروج ہوگا، اللہ تعالیٰ انھیں بارش عطا

---

[1] المستدرك: ٤/ ٥٥٧، ٥٥٨۔ سلسلة الأحاديث الصحيحة، حديث نمبر: ٧١١۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس کی سند صحیح ہے اور رجال ثقہ ہیں۔

فرمائے گا اور زمین اپنے پودے اگائے گی اور وہ مال کو انصاف کے ساتھ تقسیم کریں گے چوپائے خوب ہو جائیں گے اور امت بڑھ جائے گی وہ سات یا آٹھ (سال) جئیں گے۔''

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَمْتَلِئَ الْأَرْضُ ظُلْمًا وَ عُدْوَانًا ، قَالَ: ثُمَّ يَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ عِتْرَتِيْ - اَوْ مِنْ أَهْلِ بَيْتِيْ - يَمْلَؤُهَا قِسْطًا وَ عَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَعُدْوَانًا .)) ❶

''قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ زمین ظلم وسرکشی سے بھر جائے گی۔ آپ نے فرمایا- پھر میری نسل سے یا فرمایا میرے گھرانے سے- ایک آدمی نکلے گا جو اسے عدل وانصاف سے بھر دے گا، جس طرح وہ ظلم وسرکشی سے بھری ہوگی۔''

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يُقْتَلُ عِنْدَ كَنْزِكُمْ ثَلَاثَةٌ كُلُّهُمْ ابْنُ خَلِيْفَةَ ثُمَّ لَا يَصِيْرُ اِلٰى وَاحِدٍ مِّنْهُمْ ، وَتَطْلُعُ الرَّايَاتُ السَّوْدُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ ، فَيَقْتُلُوْنَكُمْ قَتْلًا لَمْ يَقْتُلْهُ قَوْمٌ۔ ثُمَّ ذَكَرَ شَيْئًا لَا أَحْفَظُهُ ، فَقَالَ: فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَبَايِعُوْهُ وَ لَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ فَإِنَّهُ خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِيْ .)) ❷

''تمھارے خزانے کے پاس تین اشخاص قتل ہوں گے، وہ سب کے سب کسی خلیفہ کے بیٹے ہوں گے، وہ ان میں سے کسی ایک کو نہیں ملے گا، پھر مشرق کی جانب سے کالے جھنڈے نمودار ہوں گے تو وہ تمھیں اس طرح قتل کر دیں گے

---

❶ السلسلة الصحيحة، حديث نمبر: ١٥٢٩۔ البانی نے اس پر متواتر ہونے کا حکم لگایا ہے۔

❷ سنن ابن ماجه: ١٣٦٧/٢۔ مستدرك حاكم: ٤٦٤/٤ کی یہ حدیث صحیح ہے شیخین کی شرط پر ہے اور ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے۔

کہ ایسا قتل کسی قوم نے نہ کیا ہوگا (پھر کسی چیز کا تذکرہ فرمایا جو مجھے یاد نہیں رہی) پھر فرمایا: لہٰذا جب تم اسے دیکھو تو اس سے بیعت کر لینا، خواہ برف پر گھسٹ کر ہی آنا پڑے کیونکہ وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہوگا۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس سیاق میں مذکور خزانے سے مراد کعبہ کا خزانہ ہے، اس کے حصول کے لیے اس کے پاس اولاد خلفاء میں سے تین اشخاص کے درمیان جنگ ہوگی، یہاں تک کہ آخری زمانہ آ جائے گا تو مہدی علیہ السلام نکل پڑیں گے اور ان کا ظہور بلاد مشرق سے ہوگا نہ کہ سامرہ کی سرنگ سے جیسا کہ جاہل رافضیوں کا خیال ہے کہ وہ اب بھی وہاں موجود ہیں، اور یہ لوگ آخری زمانے میں ان کے خروج کے منتظر ہیں۔ یہ ایک قسم کی بکواس اور بہت بڑی رسوائی اور شیطان کی جڑ ہے کیونکہ اس کی کوئی دلیل اور برہان نہیں ہے نہ تو کتاب میں نہ سنت میں اور نہ ہی معقول صحیح اور استحسان کے اعتبار سے۔''

نیز فرمایا:

''اور ان کی تائید اہالیان مشرق میں سے کچھ لوگوں کے ذریعے سے ہوگی، جو ان کے مددگار ہوں گے ان کی بادشاہت قائم کریں گے اور اس کے ستونوں کو مضبوط کریں گے اور ان کے جھنڈے بھی کالے ہوں گے اور یہ وقار کا لباس [1] ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا کالا تھا، جسے ''عقاب'' کہا جاتا تھا۔''

مزید فرمایا:

''مقصود یہ ہے کہ مہدی موعود جن کے وجود کا آخری زمانے میں وعدہ ہے اصلاً ان کا ظہور و خروج مشرق کی جانب سے ہوگا اور ان سے بیعت خانہ کعبہ کے پاس

---

[1] تعجب ہے: اگر یہ وقار کا لباس ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام ہمیشہ کالا لباس ہی زیب تن فرماتے لیکن بات ایسی ہرگز نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام جھنڈے کالے نہیں ہوا کرتے تھے کہ اس رنگ کو خصوصیت دی جا سکے۔

ہوگی، جیسا کہ بعض احادیث سے پتا چلتا ہے۔'' ❶

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ ، وَ إِمَامُكُمْ مِنْكُمْ .)) ❷

''تم کیسے ہوگے جب عیسیٰ ابن مریم تم میں نازل ہوں گے اور تمھارا امام تمھیں میں سے ہوگا۔''

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا:

((لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ قَالَ: فَيَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيَقُوْلُ أَمِيْرُهُمْ: صَلِّ بِنَا ، فَيَقُوْلُ: لَا إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ أُمَرَاءُ ، تَكْرِمَةُ اللّٰهِ هٰذِهِ الْأُمَّةُ .)) ❸

''میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قتال کرتا رہے گا، وہ قیامت تک ظاہر رہیں گے، فرمایا: پھر عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے تو ان کا امیر کہے گا آیئے ہمیں نماز پڑھایئے، تو کہیں گے نہیں، تم میں سے بعض بعض پر امیر ہیں۔ یہ اس امت پر اللہ کا اکرام واعزاز ہے۔''

صحیحین کی روایات خاص طور سے دو چیزوں پر دلالت کرتی ہیں:

(۱).....آسمان سے عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے نزول کے وقت مسلمانوں کے معاملات کا ذمہ دار خود انھیں میں کا کوئی آدمی ہوگا۔

(۲).....نماز کے لیے مسلمانوں کے ایسے امیر کا حاضر ہونا اور انھیں نماز پڑھانا، پھر

---

❶ النهاية / الفتن و الملاحم: ۱/ ۳۱.

❷ صحيح البخاری، أحاديث الانبياء مع فتح الباری: ٦/ ٤٩١.

❸ صحيح مسلم، الإيمان مع شرح النووی: ۲/ ۱۹۳.

نزول عیسیٰ علیہ السلام کے وقت آپ سے یہ گزارش کرنا کہ وہی لوگوں کی امامت کریں، یہ ساری باتیں اس امیر کی اچھائی اور نیک طبعی کی دلیل ہیں۔ چنانچہ سنن اور مسانید وغیرہ میں ایسی احادیث وارد ہیں جو صحیحین کی ان حدیثوں کی تفسیر کرتی ہیں اور اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اس نیک آدمی کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا اور اسے مہدی کہا جائے گا۔ اور احادیث ایک دوسرے کی تفسیر کرتی ہیں۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مِنَّا الَّذِیْ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یُصَلِّیْ خَلْفَهٗ .)) [1]

''وہ ہمیں میں سے ہوگا جس کے پیچھے عیسیٰ ابن مریم نماز پڑھیں گے۔''

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

((اَلْمَهْدِیْ مِنِّیْ ، أَجْلَی الْجَبْهَةِ ، أَقْنَی الْأَنْفِ ، یَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَ عَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَ جَوْرًا وَ یَمْلِكُ سَبْعَ سِنِیْنَ .)) [2]

''مہدی مجھ ہی سے ہوگا (یعنی میری ہی نسل سے ہوگا) روشن اور خوبصورت چہرے والا ہوگا، جس کی پیشانی کشادہ ہوگی، ناک اونچی ہوگی، وہ زمین کو ویسے ہی عدل وانصاف سے بھر دے گا جیسے وہ ظلم وزیادتی سے بھر گئی ہوگی، وہ سات سال تک بادشاہت کرے گا۔''

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ .

❀❀❀❀

---

[1] صحیح الجامع الصغیر، ألبانی: ۵/ ۷۱۷۰۔ امام ابونعیم نے اسے مہدی کی روایات کے ضمن میں ذکر کیا ہے۔

[2] سنن ابی داؤد ، کتاب المهدی: ٤٢٦٥۔ صحیح الجامع للألبانی، رقم: ٦٧٣٦.